الماس رخشان روشن بیانی و لعل تابان لآلی افشانی
منجملہ چار جلد
کلیات ظفر
دیوان چہارم
مطبع نامی منشی نولکشور مین نقش نگین طبع ہوا

MLCMA 94/1104

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

جسے خیال ہے کچھ رحمتِ الٰہی کا
گناہ سمجھے ہی دعویٰ وہ بیگناہی کا

یہ فضل دیکھیے کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہی اورونپہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھیے کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہی اوسے بندونکی خیرخواہی کا

تم اپنے جی مین عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہی ایک سہو مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسی کو جگر خستۂ دوام فراق
دیا کسی کو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان مین فسون کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

کیون نہو عالم پہ احسان احمد مختار کا
ہی وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا

خالی نہیں جہاں میں تمنا سے کوئی دل
ہر ایک میں ہو گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھوؤں کی مژہ کا تیر
آئی ہیں میرے کشت و خون کو مہیا جدا جدا

شعلہ میں بھی ہے برق میں بھی اور شرار میں
اک نور کا کسی کے تجلّا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ مری ہر مژہ سے آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہیں گاہی دہن کا ہم
دونوں میں ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمیں ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہو گا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

کروں فریاد میں کیونکر نہ اوس بیدرد کی آگی
مراد درد اوسکو آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

بلاتا ہے اگر منظور دے گھر کا پتا اپنے
بغیر اوسکے مجھی تیرا مکان معلوم کیا ہوگا

نہو گا کوئی متحمل سرو جبتک گور عاشق پر
ترا کشتہ وہ ای سرو روان معلوم کیا ہوگا

نہیں جبکا نشان جز نام عنقا دار عالم میں
سراغ اونکا کوئی ڈھونڈھی کہاں معلوم کیا ہوگا

نکھایا ہو گا جسنے زخم دل پر تیغ حسرت کا
مزا اوسکو محبت کا میاں معلوم کیا ہوگا

دھرا تی یار ہیں معلوم ہو گا عشق میں تجکو
یہی نہ ایکدن جائیگی جان معلوم کیا ہوگا

برنگ بلبل تصویر ہوں میں باغ عالم کا
مجھے جوش گل اور وقت خزان معلوم کیا ہوگا

عدم کی رفتگان کا حال پوچھیں ای ظفر کس سے
نہ آیا کوئی پھر کر وان سے یہاں معلوم کیا ہوگا

صیاد تھا وہ کونسا طائر اسیر دام
جھوکا نتھا صبا کا وہ بادی تھا کوئی چڑ
دل تھا ابھی بغل مین میری ہای کیا ہوا
مرغ نظر تصور دندان یار سے
جاتی کہین بھی اوڑ سکے نہ اس ناتواںکی جا

ثابت جو تیرے ہاتھ سے پر لیکے اوڑ گیا
گلشن سے دم مین گل کا جو زر لیکے اوڑ گیا
کیا جانے کوئی اوسکو کدھر لیکے اوڑ گیا
دانہ کی جای منھ مین گہر لیکے اوڑ گیا
تیری گلی کا شوق مگر لیکے اوڑ گیا

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نام ظفر لیکے اوڑ گیا

پانوٴ مین طاقت نہین جنبش کی گہر دور ہے آپکا
آپ تک پہونچی تو پہونچی کیونکہ رنجور آپکا

مطلع ثانی

جبکہ یون ظلم و ستم ہو جای دستور آپکا
پھر ستمگر نام ہو کیونکر نہ مشہور آپکا

مطلع ثالث

ہو سکے دل کیا حریف چشم مخمور آپکا
دل مین کیا میری جگر مین کیا مری سینہ مین کیا
خانۂ دل مین نہین حاجت چراغ و شمع کی
چھٹ گیا رنج و الم سے قتل جو تمنی کیا
کیا دل عاشق سی رکھتا ہی ہمیشہ نوک جوک

غمزۂ چشم اک بلا ہی چشم بد دور آپکا
ہر جگہ ڈالا ہوا ہی ایک ناسور آپکا
اسمین کافی ہی خیال روی پر نور آپکا
مین رہونگا حشر تک ممنون و مشکور آپکا
نشتر مژگان برنگ نیش زنبور آپکا

[illegible]

مطلع ثانی

جو میری ساتھ نہ میرا دل طپاں ہوتا
تو مین جہان مین نہ رسوا جہان جہان ہوتا

نہ کیونکہ دی غم دلدار دل کو آرایش
کہ بے مکین نہین آراستہ مکان ہوتا

جلے ہے دل جو نکلتی ہے میرے دل سے آہ
بغیر آگ کے پیدا نہین دھوان ہوتا

ہمارے دل مین ہے یون اوسکی تیر کا روزن
اندھیرے گھر مین ہے جس طرح تابدان ہوتا

بجای بالش مخمل سمجھتے ہین اوسکو
جو نیچے سر کے ترا سنگ آستان ہوتا

نجائے عشق مجازی کی پاس بھی عاشق
جو یہ نہ بام حقیقت کا نردبان ہوتا

ہمارے دل کی خبر کون اونکو پہونچاتا
اگر نہ قاصد اشک اوس طرف روان ہوتا

ظفر جو دیکھ کے حیران ہین مجکو پیری مین
دکھاتا اونکو تماشا اگر جوان ہوتا

اچھا کیا اگر ہمکو بُرا جان کے چھوڑا
پر حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا

قربان ترے ہاتھون کی کماندار کہ تو نے
کیا میری طرف تیر بھوین تان کے چھوڑا

کیا قہر ہی بسمل پہ ترے ناز کے ظالم
اک ہاتھ تری آن نے اور آن کے چھوڑا

وحشت نے مرے زیر کف پا کوئی کانٹا
ثابت نہین دامن مین بیابان کے چھوڑا

سب قیدیون کو چھوڑ دیا آپ نے اپنے
پر ایک نہ جیتا مجھے پہچان کے چھوڑا

سرمایۂ حیرت سے بتای دل حیران
کیا واسطے آئینہ حیران کے چھوڑا

قطعہ

[illegible]

دیگر

دل مرا سنتا ہے کسکی عشق مین | تو نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

ابتو دل اوس بت کو ہمنے دیدیا
اے ظفر دیکھین خدا کرتا ہے کیا

دل بتون سے لگاکے کیا پایا | دین و ایمان گنواکے کیا پایا
جز غم و درد و یاس و رنج و تعب | ہمنے دنیا مین آکے کیا پایا
پاے قاتل کا بوسہ لے نہ سکے | ہمنے سر کو جھکاکے کیا پایا
اے اسیران خانۂ زنجیر | تمنے یان غل مچاکے کیا پایا
نہ بجھا سوز دل جب آنکھون کو | ہمنے دریا بہاکے کیا پایا
نہ جتانا تھا راز عشق اون سے | کیون جتایا جتاکے کیا پایا

پڑھ ظفر قافیہ بدل کر شعر
اس غزل کو سناکے کیا پایا

مطلع ثانی

چاہ مین ڈوب مرکے کیا پایا | آشنا تجکو کرکے کیا پایا
کشتۂ تیغ غم سے پوچھ لینے | تونے جی سے گذر کے کیا پایا
گر نپایا جواب خط تو پھر | ہاتھ سے نامہ بر کے کیا پایا
تجکو اے دل خدا سے ڈرنا تھا | تونے اوس بت سے ڈر کے کیا پایا
کیا سوداے زلف جو ہمنے | تو سوا درد سر کے کیا پایا

چاہیے تجکو شکایت یا ہمین انصاف کر
بلہوس کو اک ذرا آنی تو دے امیدا ہین

ہم گلہ مند آپ ہین ہمسے گلا کرتا ہی کیا
دیکھنا عاشق ترا یہ منچلا کرتا ہے کیا

کچھہ دل مضطر کو سمجھا او سکے گر سمجھا سکے
تو ظفر کو اب نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

مجھے مژگان سے ہی جیسا در افشانی کا ڈھب آیا
لیا تعلیم اوسکو ایک مدت تیری غمزی نے
مقابل ہو نہ دیکھہ ای آئینہ اس چشم حیران سے
ہم اک مدت سے وان جاتے ہین لیکن اب تلک ہمکو
پریشان دل نتھا جبتک لگ تھا اوسکی زلفونکو
چورا تا ہے وہ آنکھین پر نظر مین دل کو رکھتا ہے

لکھے روئے مین ایسا ابر نیسانی کا ڈھب آیا
فلک کو جب کہین اتنا ستمرانی کا ڈھب آیا
ابھی تجکو نہین سے خوب حیرانی کا ڈھب آیا
نہین مثل خوشامد گو ثنا خوانی کا ڈھب آیا
پریشانون سے ملکر یہ پریشانی کا ڈھب آیا
آئی چور کو کیونکر نگہبانی کا ڈھب آیا

سخن کا جاننا آسان نہین ہر ایک مشکل ہے
ظفر مدت مین ہمکو کچھہ سخندانی کا ڈھب آیا

طوفان بپا ہے گریہ کی شدت نے کیا کیا
خواب عدم سے کشتہ کو تیرے جگا کے پھر
پروانے کو جلا کے کیا ایک دم مین خاک
تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر

مجکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا
فتنہ اوٹھایا شور قیامت نے کیا کیا
ہے ہے ستم یہ سوز محبت نے کیا کیا
قارون کے ساتھہ دیکھہ تو دولت نے کیا کیا

دیگر

مطلع ثانی

خوشنما دانت بزنگ دُرِ انجم ہین سفید
رنگ جو اوسکی مسی کا ہی شب آسا کالا

چشم جانان مین یہ دنبالہ نہین کاجل کا
دست بیمار مین ہی ایک عصا سا کالا

شمع نے یاتم پروانہ نہین اتنا تو کیا
سر پہ اک باندھا دھوئین سی ہی منڈاسا کالا

طبع مین ہوتی حسینون کی نفاست جو ظفر
تو نہ ہوتا فلک دون کا یہ سایا کالا

جوش گریہ کہ رہے وحشت مین اپنا ایک سا
پاٹ دریا کا ہو اور دامان صحرا ایک سا

رقص بسمل ہو کہ ہو عاشق کے دل کا اضطراب
جانتا ہے اے ستمگر تو تماشا ایک سا

خوش کوئی کیا ہو ہمیشہ کہ خوشی ہی گاہ غم
ہان مگر وہ جو کہ ان دونونکو سمجھا ایک سا

کل مرقع مین اوسکی اور یوسف کی شبیہ
ہمنے دیکھی ایک سی صورت تھی نقشا ایک سا

عشق مین مجھکو نہین سیر گلستان کی ہوس
ہی چمن اور سینہ پر داغ میرا ایک سا

ایک جلوہ اپنا دکھلا دی اگر ناصح کو تو
حال ہو جای ہمارا اور اوسکا ایک سا

گاہ گرمی گاہ سردی گاہ دن ہی گاہ رات
اے ظفر رہتا نہین دائم زمانہ ایک سا

نے غم گھٹا نہ اسمین ہی رنج والم گھٹا
دل مین رہا ہمارے ہمیشہ یہ جمگھٹا

چشم پر آب کی ہی مژگان تر کو دیکھ
دریا پہ دیکھی ہوگی کبھی ایسی کم گھٹا

لیتا ہے ایک بوسہ پہ بھی تو بناکے منہ
دی ایسی قدر قیمت دل ای صنم گھٹا

پھر سو گئے یہ طالع خوابیدہ جاگ کر	ہر چند آب گریہ نے منہ بھی دھلا دیا
دل کچھ تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے	اے سوز عشق تو نے اگر دھل بھلا دیا
اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا ہلا	ایسا کسی نے مجھ سے ہیں جیسے جھلا دیا
ہے تو حباب وار تنک ظرف اس قدر	ہستی نے دیکے دم تجھے غافل بھلا دیا

کیا کرتے اختیار نہیں تھے دل کے اے ظفر
ہم ڈھل گئے اودھر جدھر اوسنے ڈھلا دیا

وحشت سے ہی یہ حال مری جسم زار کا	اک خار خشک عشق کے ہی خارزار کا

مطلع ثانی

کاکل میں جو دھیان بندھا زلف یار کا	کرتا ہے قصد بند سے کافر تتار کا

مطلع ثالث

مژگان میں خط وہ سرمہ دنبالہ دار کا	تار ہی ہے تار ٹوپی میں پھل کٹار کا
دو پھول بھیجدوں اوسی نرگس کے تا وہ یار	آنکھوں سے دیکھے حال مرے انتظار کا
ناصح تو کیا سیئے گا کہ وحشت کے ہاتھ سے	باقی نہیں رہا بھی گریباں میں تار کا
اوٹھتا ہے خاک کا وہ بگولہ جو دشت میں	ہے تیرے خاکسار کے گنبد مزار کا
دے روز ساقیا مجھے دو چار جام مے	دو چار روز اور ہے موسم بہار کا
حاضر ہے صید گاہ محبت میں دل مرا	ہے شوق تجکو صید فگن گر شکار کا

دیگر

پہونچ جائینگے بام عرش تلک
ہے اگر عشق نردبان اپنا

وہ گنہگار گر لگائے تیر
دل کو سمجھے مرے نشان اپنا

سنتے ہیں باغ میں گری بجلی
جل گیا ہو نہ آشیان اپنا

ہو وہ جہان جہان نہ ہو ہر گز دست
اور دشمن ہوا اک جہان اپنا

آہ کرنے کی بھی نہیں طاقت
اس قدر دل ہے ناتوان اپنا

غنچے گلشن میں ہوں شگفتہ ہزار
پر نہو دل یہ شادمان اپنا

شمع سان لگ اوٹھے زبان کو آگ
اگر کروں سوز دل بیان اپنا

ہم ہوئے پیر اے ظفر لیکن
دل ہے اب تک وہی جوان اپنا

جو خنجر موج گل نے عندلیب زار پر کھینچا
تو قمری کو بھی ہر سرو چمن نے دار پر کھینچا

کھڑا ہوں محو حیرت یوں لگا دیوار سے تیری
کسی نے نقش ہو جیسے کوئی دیوار پر کھینچا

وفا کا کرکے تو اقرار ہے ہے ہو گیا منکر
تری الفت سے ہم نے ہاتھ اس انکار پر کھینچا

جلا دیگا جہان کو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اس نے اور اک آہ آتشبار پر کھینچا

خط رخسار کو تیری جو دیکھا ای گلستان رو
قلم سب خوشنویسوں نے خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تسکین
تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سو اپنی ناوک دل دوز کو اوسکے
اگرچہ کھینچا تھا ای ظفر دشوار پر کھینچا

مطلع ثانی

یہ باتیں ہیں کہ بوسہ ہم کو وہ دلبر نہیں دیتا
جو ہم لینے پہ آئیں دیکھیں تو کیونکر نہیں دیتا

کہوں اپنی خبر کیا بیخبر ہوں میں وہ عالم سے
مجھے جیسے خبر اوسکی کوئی لاکر نہیں دیتا

دکھاتا ہے لب خشک اپنی ہر زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا

ابھی آتا ہوں اڑ کر پاس تیری پر کروں کیا
مرا خالق مجھے پر اے پری پیکر نہیں دیتا

بھرا ہے باغ پھولوں سی بھریں نہریں ہیں لیکن
مجھے بھر بھر کے ساقی مے سے کیوں ساغر نہیں دیتا

جواب صاف تو دیدی وہ تو خط میری قاصد کو
جواب خط نہیں دیتا بلا سے گر نہیں دیتا

پڑا میں کروٹیں لیتا ہوں ساری رات بستر پر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہیں دیتا

ظفر اسپر بھی اوسکو روز دیتے ہیں ہزاروں دل
اگرچہ جانتے ہیں سب کہ وہ لیکر نہیں دیتا

کوئی بھی مجھ سے نہ قربان یار پہلے ہوا
نثار اوسپہ یہی جان نثار پہلے ہوا

شکارگاہ میں آیا ہے وہ شکار افگن
تو پہلے تیر سے میں ہی شکار پہلے ہوا

قلق جو قطرہ رسان وصل کا نہیں ہے تو کیوں
تمھارے آنے سے دل بیقرار پہلے ہوا

گلے پہ غمزہ نے خنجر تو بعد پھیرا ہے
نگہ کا تیر کلیجے کے پار پہلے ہوا

کیا ہے عشق نے یہ جبر ورنہ دل پہ مرے
نہیں تمھارا کبھی اختیار پہلے ہوا

ہوا جو تیر نگہ سے دل و جگر زخمی
تو اپنا سینہ و پہلو فگار پہلے ہوا

زبان خامہ پہ تیرے آیا نہ حرف مطلب کا میرے اصلا
لکھا گیا یک قلم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دکھڑا

یہ جانو اپنی ظفر کہانی لکھی ہے او رونکی داستان مین
ہوا اگر اس اسیر غم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دکھڑا

مرا وان نامہ بر پہونچا کی جا بیٹھا
بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کی جا بیٹھا

مجھے حیرت ہے دل کیونکر تری گوشہ مین ابرو کی
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کی جا بیٹھا

خدنگ ناز ای ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مرے دل مین مری جان کو فر پہونچا کی جا بیٹھا

رفاقت تو نکی دل نے مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھسے مجھے وہ اوسکو گھر پہونچا کی جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
دل مضطر بہم کچھ بال و پر پہونچا کی جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر مین ظالم
کنارے گور کے مجکو اگر پہونچا کی جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچانے اپنے کوے دلبر مین
کہ مین تو آہی اوسکو ظفر پہونچا کی جا بیٹھا

قاصد نہین ہاتھہ آتا کبوتر نہین ملتا
جاتا بھی کوئی ہے تو ترا گھر نہین ملتا

مر جاؤن گلا کاٹ کی مین ہجر مین اپنا
پر کیا کرون ظالم مجھے خنجر نہین ملتا

آنسو ہی مری چشم مین وہ گوہر نایاب
دریا مین بھی ڈھونڈھو تو یہ گوہر نہین ملتا

یہ جوش بہار اور یہ گل اور یہ سبزہ
پر حیف کہ ساقی ہمین ساغر نہین ملتا

دل بیتاب ہے اور ہنوز ۔۔۔ [illegible]

عشق ایسا ادیب آپہونچا [illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

نہ تقصیر و خطا تھی اور نہ تھا جرم و گنہ میرا وہ خوش تھے پہلے کیوں اور پیچھے ناخوش کیوں ہوئے مجھ پر	ہوا وہ پر غضب جو مجھ پہ یوں ایسا غضب کیا تھا کوئی یہ پوچھتا اونسے نہیں اب کیا ہے جب کیا تھا

کیا اک نالہ ہم نے او ظفر اس بیقراری سے
کہ گھبرا کر لگے کہنے ہمارے یار سب کیا تھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا لگاؤگے کہاں تیر نگہ دل گم ہے سینہ سے پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف میں کافر نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینوں کو دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی دولت اگر قبلہ بھی ہوگا تو نہیں کرینگے ہم سجدہ	تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا نہ دور گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا نہ ہرگز مال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا نہ جب تک اوس صنم کا آستانہ روبرو ہوگا

ظفر کیا جانئے وان کیا حال ہوگا دردمندونکا
جہان میر الکلام عاشقانہ روبرو ہوگا ؛

پاس اونکے رقیب آپہونچا زندگی دے چکی تھی ہمکو جواب دیکھ لے گل کو تو کہ وقت خزان خال بیٹھی ہے وہ کہ منبر پر	ہائے دشمن قریب آپہونچا پر پیام حبیب آپہونچا سر پہ اے عندلیب آپہونچا ہر خطبہ خطیب آپہونچا

[illegible]

ہی تو کیا خاک مگر کان میں کچھ غفلت نے
ایسا پھونکا کہ ہوا میں یہ بشر آہی گیا

دست بردار ہوں کیا دلبر سنگین دل سے
ہاتھ پتھر کے تلے اب تو ظفر آہی گیا

عشق اک تیغ الم بھی تیغ حسرت پر لگا
دمبدم تازہ جراحت ہر جراحت پر لگا

منہ سے کچھ کہنے کی اب حاجت نہیں کچھ نہ کہہ
تیری آنکھوں نے کیا اسکو اشارت پر لگا

جب کہیگا تو یہی دل کا لگانا ترک کر
دل مرا کاہیکو ناصح اس نصیحت پر لگا

کسطرح عشق مجازی کا نہو پایہ بلند
نردبان دیتا ہے یہ نام حقیقت پر لگا

کشتہ ہوں اوس سرو قد پر سکو یہ معلوم ہو
دو نہال سرو یار و میری تربت پر لگا

کچھ کہو لیکن سنے کان ملاحت ذکر کیا
کان دیتا ہے مگر میری شکایت پر لگا

پانون پر قاتل کے اوڑ کر پہونچے ہی عاشق کا سر
اے ظفر دیتی ہے شاید کچھ محبت پر لگا

جگر کے داغ پہ اشکونکو ہمنے ریل دیا
کہ یعنے جلتا نہیں ہے بغیر تیل دیا

وہ میری جان کی جانیکو کھیل جانتی ہین
سکھا یا اونکو خدا جانے کسنے کھیل دیا

نہ گرتا آگ مین پروانہ کسطرح اے شمع
کہ شوق وصل نے تیرے اوسے ڈھکیل دیا

ملا یا خون مرے اشکون مین عشق نے تیری
الٰہی آگ کا پانی سے کیونکہ میل دیا

ہزار بار دیئے موتیا کے اشکون نے
پر اوسنے ہمکو نہ اک ہار رائے بیل دیا

به از حلوائے تر ہوتی ہے نان خشک بھی اوسکو	کلیجا نالہ داروں کا جو ہے اندر سے تر ہوتا

زبان پر میرے جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر گویا دہن ہے شربت کوثر سے تر ہوتا

جنون مجنون سے تیری اتنو کیٹری پھاڑ کر جھیٹا	ہمیں کیا اسکی ہاتھوں سے یہ ہنچی جھاڑ کر جھیٹا
مقرر دل پہ منھ مارے گا تیرا حلقۂ گیسو	یہ ہے مار سیہ کافر بلا منھ پھاڑ کر جھیٹا
بہت تھے اور نخل خشک تر اس باغ میں لیکن	مجھی کو شعلۂ برق بلا کچھ تاڑ کر جھیٹا
نہیں خال سیہ ملتا ترے رخسار گلگوں سے	یہ بھنورا گل سے ہے کیا پای ہمت گاڑ کر جھیٹا
ملا بادل سے بادل کیا گرج کر دیکھ اے ساقی	یہ پیل مست پیل مست سے چنگھاڑ کر جھیٹا
ترے دامن سے چھیٹیں گی مری ہار سر تربت	نہ پہنچے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر جھیٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در پے ترے دربان وہ گھر کاڑ کر جھیٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا	کوئی تبلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
ہوا سے ٹوٹتی تھی تو یہ مینائے حباب آسا	یہ رونا ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر	میاں یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا
ہوا جس روز یہ مفتون تھا اوس چشم مفتن پر	وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا
فقط کیا زلف تھی اوسکی اندھیری رات تھی [illegible]	رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

نہ پوچھو ہمدمو تم اس جہانمین آکے کیا دیکھا
کہ جو دیکھا یہان ہمنے تماشا اک نیا دیکھا

جو کچھ لکھا تھا پیشانی مین سب وہ اپنے پیش آیا
بھلا تھا سو بھلا دیکھا برا تھا سو برا دیکھا

کہان وہ مہ جبین اور ہم کہان وہ وصل کی راتین
مگر ہمنے کبھی تھا ایک یہ بھی خواب سا دیکھا

نہ دیکھا آنکھ اوٹھا کر پھر ہلال عید کو ہمنے
تری جو ابروی خمدار کو اے مہ لقا دیکھا

کیا دیوانہ ہو کر چاک گل نے پیرہن اپنا
چمن مین تجکو جسدم او شہا گلگون قبا دیکھا

جو آیا دل مین اوسکے صاف منہ پر کہدیا اوسنے
نہین آئینہ سی کوئی زیادہ با صفا دیکھا

بہایا ہمنے رو رو کر جو دریا اپنی چشمون سے
تو پانی پر فلک کو ایک جیسے بلبلا دیکھا

چھڑک کر میرے زخمون پر نمک کہتا ہے وہ قاتل
کہ تو نے زخم تیغ عشق کے کھا کر مزا دیکھا

ظفر کی سیر اس گلشن مین ہمنے ہر کسی گل مین
نہ کچھ الفت کی بو پائی نہ کچھ رنگ وفا دیکھا

اوس بت کی عداوت سے دلا کچھ نہین ہوتا
جب تک کہ نہو حکم خدا کچھ نہین ہوتا

مطلع ثانی

کہنے سے برا میرا برا کچھ نہین ہوتا
جو کہتے ہین اونکا بھی بھلا کچھ نہین ہوتا

ایدل حذر اس عشق سے بہتر ہے کہ اسمین
حاصل غم و حسرت کی سوا کچھ نہین ہوتا

گو آئے ارادے پہ مرے قتل کے قاتل
آتی نہین جب تک کہ قضا کچھ نہین ہوتا

چارہ ترے بیمار کا اے رشک مسیحا
ہر چند دوا ہو کہ دعا کچھ نہین ہوتا

عمل اے نفس دون ہمت نہ اک اچھا ہوا تجھسے	کھینگے وان جو کل تجکو کہ دکھلا کیا دکھا ئیگا

ظفر تجھے ہنر ہین دیکھے بھالے ہم زمانی کے
ہمین اگر ہنر کوئی پھر اپنا کیا دکھا ئیگا

نشہ یہ تیری محبت کا مجکو یار چڑھا	کہ جسنے دیکھا مجھے اوسکو بھی خمار چڑھا

مطلع ثانی

سحر جو بام پر اپنے وہ مہ عذار چڑھا	تو آفتاب کو لرزے سی اک بخار چڑھا
رقیب کب تری نظرون پہ آہ چڑھتا تھا	دیا جو دل سی ہین تو نے یون اوتار چڑھا
یہ مست کتے ہین تار شعاع مہر کو دیکھہ	کہ ہی سپہر کے طنبور پر بھی تار چڑھا
تصور قد دلدار مین مجھے ای عشق	خدا سے ڈر کہ نہ سولی پہ بار بار چڑھا
رکھے ہے مصحف رخ پر جو تیری زلف قدم	نہ اتنا سر پہ بھی اس بی ادب کو یار چڑھا
نشانہ کرکے مرے مرغ دل کو اوسنے کہا	کہ آج داؤ پہ اپنے عجب شکار چڑھا
دل برشتہ کی میرے جو بو اوسے آئی	تو کیونکہ تاک تلے پھر وہ بادہ خوار چڑھا
کیا ہے چشم فسون ساز نے تری کشتہ	ہمارے تو گل نرگس سر مزار چڑھا
نہ کیونکہ صل علیٰ دیکھکر تجھے کہون	سوائے تیرے نگہ پر نکوئی یار چڑھا

ظفر بڑھا دیا رتبہ یہ خاکساری نے
بگولہ بنکے ہے افلاک پر غبار چڑھا

خدا کر تا ہی گیا تو دیکھہ تو اوس بت کی الفت مین
جو تو جائیگا تیرے ساتھہ ہی یہ دم بھی جائیگا

نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا
نجا ظالم خدا سے ڈر ابھی رہجا ابھی رہجا

نہین ہم منع کرتے حال کچھہ اونسے بھی کہنے کو
ظفر فرصت مین کہنا پر ابھی رہجا ابھی رہجا

ہے جو سینہ مین یہ دم دمبدم آتا جاتا
لطف ہستی و عدم سے ہے بہم آتا جاتا

آمد و رفت جو ہے بند سبب سے میرے
اب ترے کوچہ مین ہر کوئی کم آتا جاتا

واے قسمت کہ تری راہ مین جون نقش قدم
کرتا پامال ہمین ہے صنم آتا جاتا

صبر کا میرے ترے جور و ستم کا چرچا
کرتا ہر شخص ہے تیری قسم آتا جاتا

کوئی غمخوار کوئی مونس و ہمدم کوئی
پاس اپنے نہین جز رنج و غم آتا جاتا

درد فرقت جو یہ جاتا کبھو کیونکر جاتا
اس طرف ہان جو تمھارا قدم آتا جاتا

اے ظفر کیونکہ پھر اوس شوخ کے گھر مین جائین
ہر کوئی دیکھین جب آنکھون سے ہم آتا جاتا

نہ اور اے دل کسو کی یاد رکھنا
اوسی آئینہ رو کی یاد رکھنا

مطلع ثانی

ہمین اوس جنگجو کی یاد رکھنا
اوسے ہر دم عدو کی یاد رکھنا

یہ کرنی کٹتی کٹتی ہمسے باتین
یہ تیزی گفتگو کی یاد رکھنا

ظفر سب کچھ بھولا کر اپنا شیوہ
پر دل مین کسو کی یاد رکھنا

دیگر

بکو اس کو جو اپنی وے نہ اتنا بھی بکے جا
اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تقدیر کا لکھا
محفوظ خدا عشق جگر خوار سے رکھے
وہ سن چکے احوال مرا پاس بٹھا کر
اے باد صبا سوکھ کے تنکا سا بنا ہون
منظور جو ہوتا ہے غبار دل جانان
لگ جائین جو انبار ترے کشتون کے قابل
اوس عارض تابان کی تپ رشک سے خورشید
نقدہ رکھنے ہی جو ترے سامنے بولے

ناصح تری بکبک سے تو بس پک گیا بھیجا
خط لکھ کے تو ہمنے بت نوخط کو ہی بھیجا
یہ وہ ہے کہ کھا جائے ہی اکدم مین کلیجا
جو دور ہی سے کہوین کہ چل دور ہی جا
تو اب تو اوڑا کر مجھے اوس کوچہ مین لیجا
اے سیل سرشک آنکھون سے سر خط ہی بچا
تل دھرنے کو بھی روز زمین پر نہ ہی جا
تیغا تری قسمت مین ہی ہر روز نئی جا
جو آئے ترے جی مین تو با ذوق کہی جا

جو آپ کی ہے بات بجا ہے وہ بجا ہے
کہتا ہے ظفر کون تحسین کے تئین ہو بیجا

جیب مین کیون نہ ہر اک تار ہو تن کا تاگا
کیا عجب گر اثر جوش جنون سے بس مرگ
نہ سیا جائے کبھی زخم دل مرغ چمن
زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
سانپ بن بنکے مجھے کاٹتا ہی بن تیرے

جو ہے اے ضعف سو ہو وہ رگ بن کا تاگا
ہو جدا ایک سے اک اپنے کفن کا تاگا
ہو نہ جبتک رگ گلہائے چمن کا تاگا
یہ بھی ہی دام فریب اور ترے فن کا تاگا
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

مست کہتے ہین کہ آئی ساقیا جم جم گھٹا
میکدہ مین ہو بکیفیت ہمارا جمگھٹا

ابر کو تو پانی پانی تیرے گریہ نے کیا
آبرو سے بحر بھی اے دیدۂ پرنم گھٹا

رتبۂ اوسط ہی بہتر ہے ہمارے واسطے
نہ بڑھا اتنا نہ تو اے رونق عالم گھٹا

آئینہ مین عکس افگن ہے جو وہ زلف سیاہ
دیکھو دریا پہ مین چھائی ہوئی یہ ہم گھٹا

صاف زنگ معصیت سی ہو جو دل کا آئینہ
کیا تعجب دے اگر وہ قدر جام جم گھٹا

عارض پرنور پر دیکھی جو وہ زلف دراز
کھل گیا ہم پر بڑھی رات اور دن ہمدم گھٹا

چڑھ چلے نوروں پر گئے کتنے ہی یان دریا او تر
پر نہ زور طبع اپنا اے ظفر الدم گھٹا

کرتا ہون جہان کچھ ہے ترا کار نہ کہنا
بہتر ہے وہان کہنے سے سو بار نکہنا

اے ہمنفسو اوس شہ خوبان سے مرا حال
خلوت ہی مین کہنا سر دربار نکہنا

کتنا ہی کہا دل کو نہ دل سنگدلون سے
کم بخت نے مانا مرا زنہار نہ کہنا

اوس پردہ نشین سے جو محبت ہے تجھے دل
یہ بات سر کوچہ و بازار نکہنا

مست اے پندار ہین یہ مردم دنیا
بھولے سے بھی اے دل انھین ہشیار نکہنا

ہنسے بھی کیا عہد کہ درد دل بیتاب
مر جا نا مگر تجھسے ستمگار نہ کہنا

چپکے سے مرا خط اوسے دے دیجیو قاصد
کچھ منھ سے خبردار خبردار نہ کہنا

منصور کا تھا گرچہ حقیقت مین سخن حق
گر پوچھے حق بھی تو اوسے زنہار نہ کہنا

دیگر

هر رات دود آہ مرا چشم ماہ مین | فرقت سے تیری راہ لقا طوطیا ہوا
تیغ نگاہ مین ہے ترے یہ جواب و تاب | سنگ فسان ہے کیا صفا طوطیا ہوا
وحشی چشم تھے تو پے چشم ہر غزال | اپنا غبار بعد فنا طوطیا ہوا
تھا کشتہ کسکی آنکھہ کا مین جو مرا غبار | ہے چشم آہوؤنمین صبا طوطیا ہوا
ہم قتل ہوگئے تری تحریر سرمہ سے | حق مین ہمارے تیغ بلا طوطیا ہوا
دود جگر سے میرے زمانہ سیاہ ہے | آنکھونمین نور مہر بجا طوطیا ہوا

خاک قدم سے یار کے بہتر ظفر مفید
کب بہر روے چشم دوا طوطیا ہوا

عمر بھر کیون نہ ہمین زلف کا سودا رہتا | یہ وہ ہے بھوت ہمیشہ ہی جو لپٹا رہتا

مطلع ثانی

ہے تصور جو ہمین زلف سیہ کا رہتا | آگے آنکھون کے ہے دن رات اندھیرا رہتا

مطلع ثالث

ہی مجھے دھیان جو اوس نوک مژہ کا رہتا | تو مری دل مین ہے کانٹا سا کھٹکتا رہتا
کھولتا اپنے جو رخسار پہ تو زلف دراز | تو نہ پھر کچھ بھی وجود شب یلدا رہتا
آگے اوس قامت موزون کی اوسی جھکتا تھا | سرکشی سرو کی دیکھو کہ پہ سیدھا رہتا
دل پر آبلہ کو میرے جو دیکھا تو سے | دانتونمین خوشۂ انگور کے تنکا رہتا

امید روز وصل مین کچھ زندگی ہوئی	اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کہتے ہین دل سے ہجر مین پر کری یا دہم	کوئی زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا

بخشش طفیل شاہ رسل اپنی ہوگئی
ورنہ گناہگار ظفر بال بال تھا

عزیز و کام نہ کس کس کا یان بنا بگڑا	ہمارے پیش نظر اک جہان بنا بگڑا
ہمارے دود دل داغ داغ سے ہر روز	اک آسمان نہ آسمان بنا بگڑا
رہی نہال چمن ہی سے الفت ای صیاد	ہزار بار مرا آشیان بنا بگڑا
فلک کے ہاتھ سے بازار دہر مین اگر	نہ کون باعث سود و زیان بنا بگڑا
ہمارا دل نہ بگڑتا کبھی صنم تجھ سے	رقیب جیسے ترا رازدان بنا بگڑا
بنا رہا جو کوئی ہمنشین رہا اچھا	اور اوسکی بزم مین کوئی جہان بنا بگڑا

مزاج اونکا بگڑتا نہ اے ظفر مجھسے
زیادہ اونکا جو مین مدح خوان بنا بگڑا

کشتہ جو قاتل تری آن و ادا کا ہوا	پھر نہ وہ منت پذیر تیغ قضا کا ہوا

مطلع ثانی

عشق اگر اوس بت ہوش ربا کا ہوا	مورد قہر خدا بندہ خدا کا ہوا
طرفہ تماشا ہے یہ اور عجب سیر ہے	تو نے تو مارا مجھے نام قضا کا ہوا

ہے سینہ صاف اونکو بھی بیم تیر جور فلک	کہ دیکھو بحر نے خود ہی حباب سر پہ لیا
نصیب قطرہ مے گر نہیں تو چرخ نے کیون	یونہیں ہے بار خم آفتاب سر پہ لیا
جو سنگ آیا ترے در پہ سنگ طفلان سے	وہ ہمنے اے بت خانہ خراب سر پہ لیا
شہید عشق نے احسان تیغ دست قضا	نہیں بجز نگہ پر عتاب سر پہ لیا
جو تمنے جرم محبت پہ مجکو قتل کیا	گناہ آپ نے کیون بحساب سر پہ لیا

ظفر جو دیر فرشتون نے کی اوٹھانے مین
بشر نے بار امانت شتاب سر پہ لیا

خطا اگر ہے تو ہے چشم و دل کی ساری خطا	نہ کچھ ہماری خطا ہے نہ کچھ تمہاری خطا
گذرتی خوب ہے اونکی جو رہتی ہین بیشرم	پھر اوس پہ یا نہیں ہو کیون نہ شرمساری خطا
مجال کیا جو کرین بلہوس کی طرح کبھی	یہ جان نثار ترے وقت جان نثاری خطا
کرو نہ اتنا تغافل ہماری جانب سے	تو کریگی نہ یہ اپنی آہ و زاری خطا
تصور ابر دم گریہ لاکھ بار کرے	کرے نہ چشم مگر اپنی ایک باری خطا
نہیں تھے یون تو خطاوار ہم ذرا قاصد	لکھا جو خط ادھر انہین ثابت ہوئی ہماری خطا

جو دوستی ہین عیان رکھتے دشمنی دل مین
خطا ہے اے ظفر ان ایسونکی دوستداری خطا

حال دل اپنا جب اوس یار نے تو پوچھا نہ کچھ	کیا گلہ اسکا اگر اغیار نے پوچھا نہ کچھ

بوسۂ ابرو طلب کرتا ہوں میں تو سر اڑا
ہاتھ میں شمشیر اپنی فتنہ گر لیکے اوڑا

صورت غنچہ نہ رکھنی چاہیے یہاں مشت بند
اس چمن میں دستِ گلچین سے زر چرخ گر لیکے اوڑا

آرزو ہے کوچۂ جانان میں تو بعد از فنا
خاک میری ڈھیر سے باد سحر لیکے اوڑا

لیگیا دل صید کرکے یون وہ شاہین نگاہ
جون کبوتر کو ہو باز تیز پر لیکے اوڑا

اوڑرہے تھے ہوش وان کتری کہین جا اونکے پر
جب کبوتر میرے نامہ کو ادھر لیکے اوڑا

خط کسی عنوان جو دیدی بھی اوسی قاصد مرا
پرزے پرزے دے وہ تو خط اے ظفر لیکے اوڑا

لیے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا
یہ دربدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا

جہان وہ جاے ہے دل بھی وہین ہے پھرتا ہے
برنگ سایہ ہے ساتھ اوسکے یہ لگا پھرتا

ہواے عشق نکرتی جو قیس کو برباد
تو کیون وہ دشت مین آوارہ جون صبا پھرتا

تری نگاہ نہ پھرتی بلا سے اے قاتل
اگر گلے پہ مرے خنجر جفا پھرتا

ہماری آنکھ مین پھرتا ہے وہ تماشائی
جو ہے نگاہ سے اپنی چھپا چھپا پھرتا

خدا ہی جانے کہ ہے انمین کیا نظر آتا
بتون سے دل جو نہین زاہد امرا پھرتا

جو اپنا بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہوتا
تو گھر تک آکے مرے کیون وہ دلربا پھرتا

جنھون نے رنگ مری عزو شان کا بدلا
ہے ایک ایک سے اپنا جہان کا بدلا

ردیف بای موحدہ

ہوا نہ راہِ محبت مین کوئی ساتھی آہ
رفیق دے گئے سارے رفاقتون مین جواب

جو اونکی منھ مین زبان ہی تو ہیں زبان پر قول
عدو و تو تکا سنین گے عدو تو نہین جواب

ہزارون عشق مین ہین آفتین عجب جیہ
اگر حیات ہے ہین دیا ان آفتون مین جواب

ہمارا ماہ لقا ہے وہ حسن مین یکتا
نہین ہے جسکا ظفر ماہ طلعتون مین جواب

دیا بنانے نہ مجکو مکان کی قریب
بسائی لوگ اونھون نے جہان تہان کی قریب

نکلتے ہین مری ہر مو سی ہین اسقدر شعلے
بھٹکتا کوئی نہین میری تفتہ جان کی قریب

فلک کی نیچے فلک اور اک نیا بنجاے
جو پہونچے دود جگر میرا آسمان کے قریب

وہ ہون مین طائر آتش نفس کہ تھرا جاے
جو آئے برق کبھی میری آشیان کی قریب

کہے ہی تو کہ بھٹکتا نہین یہان کوئی
کھڑا تھا کون تری آج آستان کی قریب

قفس سی چھوٹ کی جب ہم اسیر صیاد
چمن مین پہونچے کہ دن آگئے خزان کی قریب

لبون پہ آگئی جان آرزو مین بوسہ کے
ظفر نہ پہونچا دہان اپنا اوس دہان کی قریب

ردیف باے فارسی

جلاتے ہین جنہیں ہمکو ابھی خواہندہ ہین آپ
ہم نہین زندہ اگرچہ کہتی ہین زندہ ہین آپ

ردیف تاے فوقانی

ہے خوب اگرچہ مہ کنعان کی صورت
لیکن نہیں ہے کہان تیری ہی اس شان کی صورت

دو ٹکڑے ایک بات مین کرتا ہی دل کے تو
تصویر تیری عالم تصویر دیکھکر

مدت سے زلف مین دل سودا زدہ مرا
جو خاکسار تیرا ترا خاک پا رہا

تیزی تری زبان مین ہر شمشیر کی صفت
حیرت مصورونکو ہے تصویر کی صفت

ہے اک اسیر پاے بزنجیر کی صفت
رکھتی ہو اوسکی خاک بھی اکسیر کی صفت

سیرا دہ پیر خستہ جہان ہو کہ اے ظفر
کرتا ہے اک جہان جو اوس پیر کی صفت

ہین بندھے دن رات غیرون سے ترے صحبت کے وقت
ہے کہان فرصت جو ہم تجھسے ملین فرصت کے وقت

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے ساقیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا مزا ہے ایسی کیفیت کے وقت

تیرا رونا چشم دریا بار یہ کس کام کا
جب نہ آیا کام کچھ سوز غم فرقت کے وقت

نام ہے بدنام مے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے انسان نشۂ دولت کے وقت

جائیگا وہ یان سے ہم جائینگے اپنی جان سے
اپنی رخصت ہے جہان سے یار کی رخصت کے وقت

رخسار زر و لب پہ دم سرد و دل ہیں دو — عاشق کی تیرے ہیں یہی ای دلربا شناخت

تجسا سخن شناس نہیں کوئی اے ظفر
آتی نہیں کسو کو یہ تیرے سوا شناخت

نے ہم ہیں شاہ دوست نہ ہم ہیں امیر دوست — پر اونکے دوستدار ہیں جو ہیں فقیر دوست
دل کیا دہان زخم سے لے نام دوستی — مسواک تا نہو ترا پیکان تیر دوست
نے مہ فلک پہ نے مہ کنعان زمین پہ ہو — یکتائی جمال ہیں تیرا نظیر دوست
کرتا ہے دوستی ہیں ہزاروں شرارتیں — ہمکو ملا نصیب سے ایسا شریر دوست
اوس سیمیں کی یاد دلاتی ہیں یہ مجھے — پڑھتے ہیں ترے آگے جو بدر منیر دوست
تصویر کھینچی ہے الف قد کی یہ ترے — کھینچے ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دوست
تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو — ہو کاش بعد مرگ بجاے عبیر دوست
کیونکر نہ تیری قتل کا دیں تجکو مشورہ — دشمن ہیں اپنا جوہری وہ ہیں تیری شمشیر دوست

دشمن ہی کیا ہے چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر ہیں ہے ہمکو حقیر دوست

چھپا کے کہتے ہو تم کیا عدو کے کان میں بات — کہ ہونٹھ ہلتے ہی وہ کھل گئی جہان میں بات
ہزار باتیں سنائے وہ اعتبار نہ آئے — کہ جب تلک کوئی آئے نہ امتحان میں بات
تمہاری سر کی قسم دیکھے دل تمہیں اپنا — وہ آئی پیش جو اپنے نہ تھی گمان میں بات

رندو پخته مغز ہو جیو شوری نہ بن بیٹھے اہو
سنگدل اپنا کیونکر بھی سست ہو وی دیکھ تو

بول کر مے فروش ہمین دی ہے جام بخت و
کہتے ہین تیری عشق مین ہمکو عوام بخت و سست

جمنا مین جو آئے سو کہو اپنے ظفر کو شوق سے
منہ سے کہیگا پر تمہین یہ نہ غلام بخت و سست

وہ جسے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہمنو ترسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بدم صورت

نہین باقی ہے تیری صورت کو
بولے اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہے مہر کو تپ لرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگانِ عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

قطعہ

ہو گئے ہین مریضِ غم یار و
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت

سو رہ نوز دم جو ہم پہ کرو
بہتری کی ہو کوئی دم صورت

ہاتھہ مانی نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنی
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

شانہ اوس زلف کی ڈالے ہی شکن مین انگشت
کون یون دیتا ہی کالے کے دہن مین انگشت

کردیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اوٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اوس چشم سخن سے اگر ہمچشمی
تو کرین چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اوس مانگ کو دانتون کے تلے انجم کے
کہکشان سے ہی دبا چرخ کہن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دے اوٹھا تیری طرف اپنے کفن مین انگشت

سرخی خون کف پاسے ترے مجنون کے
کیا حنائی ہے ہر اک خار کی بن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکی ہو بار نگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

طاقت و ہوش ہوئی ہے جدا اچھے وقت
دی اوٹھائی ہین ہمین سب نے دعا اچھے وقت

دیکھکر ابر جو مستونکو ہوا اور ہوس
ساقیا دیکھ تو سوجھی انھین کیا اچھے وقت

پہونچے بے شربت دیدار تھے مرنیکے قریب
تو جو آیا تو ہوئی اپنی دوا اچھے وقت

کبھی فرصت جو ذرا غم سے نہ پائی جیتے
تھا مری جان کو آزار لگا اچھے وقت

رک گیا غیر کے گھر جانے سے وہ بت شبکو
کیا ہی جا پہونچے وہان ہم بخدا اچھے وقت

ہے مری جان تو جانیکو سر بالین سے
نام جانیکا صنم تمنے لیا اچھے وقت

جن دنون اونسے ظفر اپنی ملی رہتی تھی
کیا ہی اچھے تھے وہ دن اور تھے کیا اچھے وقت

نہ لوٹ پوٹ کے کس طرح غم سے بلبل زار
چمن میں باندھی ہو گا نہیں گل سمن کی پوٹ

عجب نہیں ہے اگر وہ بیستون سے ابھی
گراں زیادہ ہوا اندوہ کوہکن کی پوٹ

دکھا دوں دفتر حال گذشتہ گر اپنا
تو نکلے گھر سے مری کاغذ کہن کی پوٹ

مفید ہو خفقاں کو نہ میرے گرچہ طبیب
بلائے قند میں گلہائے نسترن کی پوٹ

نہ مانو زاہد مکار و ذو فنون کی بات
یہ پر فریب سراپا ہے مکر و فن کی پوٹ

ظفر اوٹھے رہ غربت میں کیا قدم اپنا
گراں ہے سر پہ غم دوری وطن کی پوٹ

سچ کو بھی میرے وہ سمجھا ہی کیا جھوٹی موٹ
جانا سچ سچ اگر اوروں نے کہا جھوٹی موٹ

منہ بنا بیٹھے بظاہر ہو کہ بگڑے دل سے
مجھسے سچ مچ ہو خفا یا ہو خفا جھوٹی موٹ

ہم تمہیں چاہتے ہیں تم بھی تو ہمکو چاہو
چاہتے گر نہیں سچ مچ تو بھلا جھوٹی موٹ

تیرے بیمار محبت کا نہیں کوئی علاج
کچھ بنا دیتے اطبا ہیں دوا جھوٹی موٹ

جھوٹ موٹ اوسنے جو کچھ کچھ ہیں ہمیشہ کہتی
کہنا کیا دیتا ہے لوگونکو مزا جھوٹی موٹ

غنچہ لب مجھسے ہنسا یا نہ ہنسا تو لیکن
دیا جھوٹوں نے تو گل ایک کھلا جھوٹی موٹ

اوس ستم گر نے مجھے ظلم و ستم سے مارا
اے ظفر لیتا ہے وہ نام قضا جھوٹی موٹ

ساتھ غیرونکے پیے تو بادہ عشرت کے گھونٹ
اور ہم تجھ بن پئیں خونابہ حسرت کے گھونٹ

تیری چشم مست سے کیفی کھائینگے وہ کباب اگر
ہر ساغر کے ساتھہ کرین آہوی حرم کو چٹ پٹ چٹ

کھاتے ہین یون داغ ہزارون ہم بھی سوز محبت سے
جیسے مسرف کرتے ہین دینار و درم کو چٹ پٹ چٹ

کہتا ہے قاتل زخم بہت سے کھائے تمنے دیکھین تو
کرتے ہو تم کیونکر زخم تیغ ستم کو چٹ پٹ چٹ

کھوئی حسن یار کی رونق آخر خط کے آنے نے
بس نہین ورنہ کرتے ہم اس سبز قدم کو چٹ پٹ چٹ

دل ہے بلا چٹ میرا ظفر ہے عشق کی اسکو چاٹ لگی
پیتا ہے خون دل کو غٹ غٹ کرتا ہی غم کو چٹ پٹ چٹ

لگی ہے وصف لب یار کی زبان پہ چاٹ
علاج تیرے غم کا ہے یہی اے دل
نہ مجھو اسکو ستارونمین خط کاہکشان
کہو حریص سے اوڑیا مگس کی طرح
غرور سے نکرین بات خاکسار کہین
لگی نہ چاٹ یہ کیا تیری تیغ کو قاتل

رہا ہون ہونٹھہ چبین لذت بیان پہ چاٹ
تو اوسکے نام کو لکھہ لکھہ کی برگ پان پہ چاٹ
رہا ہے مار سفید اوس آسمان پہ چاٹ
رکابی جھوٹی نہ تو منعمون کی خوان پہ چاٹ
سخن کے وقت وہ لین خاک ہر مکان پہ چاٹ
کرے ہے خون ہزارون کی ڈھک سان پہ چاٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ردیف جیم

ردیف جیم فارسی

مذہب عشق مین حرام ہین سب	عیش و عشرت مگر حلال ہے رنج
زلف تیری وبال جان ہے مجھے	دے رہا دل کو بال بال ہے رنج
دخت رز سے ہے گرچہ پہلے سرور	دیتی آخر کو یہ چھنال ہے رنج
عشق مین کیا ہے حاجت زر و مال	کہ زر نقد غم ہے مال ہے رنج
اوٹھ گیا تو جو ہو کے رنجیدہ	کر رہا دل کو پائمال ہے رنج
حسرت و درد و یاس و حرمان کو	کیا مرے وقت انتقال ہے رنج

دیتا ہر بات مین ظفر مجھکو
وہ ستمگار بد خصال ہے رنج

اے دل وہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج	بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج
خنجر نگہ پہ پھیر دے آپ انگر مرے	لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو بھیج
کھلجائیگا دلا جو ہے تقدیر کا لکھا	ابکی تو لکھکے اور خط اوس فتنہ گر کو بھیج
کیا جانے اوس گلی مین پہونچتا ہے یا نہین	ہم آدمی تو آئے ہین اپنا اودھر کو بھیج
دم ناک مین ہمارا یہ لاتے ہین بے ہنر	یارب کرم سے تو کسی صاحب ہنر کو بھیج
جا کر دلا اوٹھائے وہان تیر رقیب نے	کسنے تجھسے کہا تھا کہ ایسے بشر کو بھیج

مانند نقش پا یہ وہین کا نہو رہے
اے عشق اوس گلی مین نہ نواب ظفر کو بھیج

مطلع ثانی

ای ستم کیش ہر نگہ تیری ‏— ہے کوئی ناوک قضا سچ مچ

دل جو الجھے ہے زلف سے اوسکی
اسکو سودا ظفر ہوا سچ مچ

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ — آگیا تمکو تو ہان تیر لگانا سچ مچ

کیا سبب بیٹھتی ہی اوٹھکے چلے جلدی سی — آج کیا ہی تمھین جانان کہین جانا سچ مچ

سچ کہا ہمنے اگر آپ نہ مانا اوسے جھوٹ — تمنے گر جھوٹ کہا ہمنے وہ جانا سچ مچ

ہوگئی جان رواں تن سی یہی سنتے ہی — خط کیا آج کہین اوسنے روانا سچ مچ

چارہ گر یہ جو ہین سینے سے نکلتے پیکان — اوسکے تیرونکا ہی کیا دل مین ٹھکانا سچ مچ

تیرے کشتہ کا نگارا ہو نہ جب تک جہلم — نہین لازم تجھے مہندی کا لگانا سچ مچ

سامنے میری جو تم ہنستے ہو یون غیرون سے — ہے تمھین کیا منظور رولانا سچ مچ

جو ترا وعدہ ہی وہ جھوٹ ہی او وعدہ خلاف — جھوٹا جانے ہی تجھے ایک زمانا سچ مچ

غم کے کھانے سے ظفر سیر تمہارا دل ہے
ترک تمنے کیا دو وقت کا کھانا سچ مچ

ردیف حائے مہملہ

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح — آتش پہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

کیا کرین کوئی نظر آتی نہین
تیرے بچنے کی دل بیمار طرح

دم ہی آنکھون مین دکھا جاتی ہے شکل
دے نہ تو اے آئینہ رخسار طرح

دل تجھے ہم کیونکہ دین تجھ مین نہین
کوئی دلداری کی اے دلدار طرح

طرح الفت کی دلا آسان نہین
ہر طرح سے یہ تو ہے دشوار طرح

فتنۂ محشر کے بھی اوڑجائین ہوش
دیکھکر تیری دم رفتار طرح

جس سے تسکین ہو دل بیتاب کو
کوئی تو ایسی ہو اے غمخوار طرح

ہین طرحدار اور بھی لیکن کہان
تیری سی اے دلبر عیار طرح

کچھ نہ بن آئی ظفر تدبیر وصل
اک طرح کیا ہنسنے کی وہ چار طرح

ردیف خای معجمہ

بھری ہے آہ کے خون دل وجگر مین سلاخ
کہ لال کی ہے کوئی آتش سقر مین سلاخ

بری نظر سے جو اے مہجبین تجھے دیکھے
نظر قمر کی بنی دیدۂ قمر مین سلاخ

مثال برق مری آہ آتشین تجھ بن
سراسر آگ کی بنجاے ابر تر مین سلاخ

کبھی ذرا نہین جھکتی جو مردم مغرور
اُنھی ہو ہری کی ہے اکڑ کیا کمر مین سلاخ

شراب تند کے پیتے ہی بنگئے ساقی
گلو سے تا بہ شکم ایک لحظہ بھر مین سلاخ

دل ہو پیری میں بھی جوان تیرا
اے ظفر کیوں نہو طبیعت شوخ

ردیف الدال

ہر رونگٹے سے ہے تری وحدت کی گواہی
دل سے تجھے جان لیا واحد و شاہد

دیوان چہارم

تو آسمان سے نہ ڈر گر وہ دے جہان کو چرخ
پر اوس سے ڈر کہ جو دیتا ہے آسمان کو چرخ

سمجھو کاہکشان سے جو ہیر التشنہ خون
نکال دیتا ہے یہ پیاس سے زبان کو چرخ

قرین ترے رخ روشن کے دیکھکر در گوش
نہ ماہ و زہرہ سکے چاہے کبھی قران کو چرخ

دیے برنگ پرکاہ اک بگولے نے
ہزار ہا ترے مجنون ناتوان کو چرخ

نہیں یہ شام و شفق لیگیا اوڑا کے مگر
لبون سے یار کے رنگ مسی وپان کو چرخ

ستم ہے مہر کو خانہ بخانہ لے جائے
نہ لائے گھر مرے اک میرے مہربان کو چرخ

دکھا دے ابروے پرخم اگر وہ ماہ جبین
زمین پہ پھینکدے اپنی ظفر کمان کو چرخ

خون دل سے میرے لکھو اوسکو خط میں حرف سرخ
رنگ ہے اوسکا تو اسکا بہ از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کر رہا ہے غصہ سے منہ پہلے ہی یہ کمظرف سرخ

مانگے گرمی میں جو پانی بہر رفع تشنگی
اوسکے عکس روے گلگون سے ہو آب برف سرخ

گر نہیں ہے سر پہ خون اوسکے کسی بیجرم کا
ہین کلاہ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنے ہے زر سرخ و سفید
گہ سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہے صرف سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہوجاے ہی الدم مین آب ژرف سرخ

کیونکہ اوسکی نہو طبیعت شوخ
ہے سراپا وہ سرو قامت شوخ

ہم اوٹھائین بستر اپنا خاک کوی یار سی
ہے برنگ نقش پا یہ خاکساری سی بعید

گر رہون بیتاب زیر خاک بھی مین حشر تک
یار سمجھو نہ دل کی بیقراری سی بعید

ہون برنگ خضر ہم منت کش آب حیات
خنجر قاتل کی ہے یہ آبداری سی بعید

روبروے مصفا کے ترے گر آئینہ
آب ہو جاے تو ہو کیا شرمساری سی بعید

جب ہوا تو مضطرب ہمکو وہی کرنی پڑی
تھی جو اے دل بات اپنی وضع داری سی بعید

دیدیا دل تونے اوس سست شراب ناز کو
اے ظفر تھا یہ تمھاری ہوشیاری سی بعید

نکلا ہے گھر سے ماہ لقا تین دن کی بعد
چھپ کر یہ سہ دکھائی دیا تین دن کی بعد

مطلع ثانی

تیرا مریض مر ہی گیا تین دن کی بعد
اچھا اگر دوا نے کیا تین دن کی بعد

ہو جاے ہی جو ابھی بھلا وقت احتیاج
مردار ہے طلا ولا تین دن کی بعد

برسون سرشک چشم برابر بہا لیے
دریا کا وہ یہ زور رہا تین دن کی بعد

تیرا مریض عشق اگر کوئی دن جیا
تو تین دن جیا نہ جیا تین دن کی بعد

تیجہ نہیں ہوا ابھی تیرے شہید کا
کرتا نہ سوگ یان تو کہا تین دن کی بعد

وعدہ تو ایک دن کا ہی پر دیکھیے ظفر
دو دن کے بعد آئین وہ یا تین دن کی بعد

عشق کی دولت ہی کان لعل و گوہر چشم تر
تار بارش کو نشے میں دیکھکر کہتے ہیں مست
اشک خون آلودہ میرا چپ کبوتر ہی کوئی
خانۂ دل ہی سفید اسکی سیاہی دور کر
عشق میں پیری سیہ چشموں کا اشک ان جوان
خط جسے لکھتے ہو تم لکھو ہمیں کیوں دیکھکر
دیکھکر مہتاب کو کہتے تھی شب آئینہ میں مست
فرق ہے دن رات کا اپنی اور اوسکی بات میں

سیکڑوں ہیں سرخ آنسو سیکڑوں آنسو سفید
ہوگئے سب ریش میں پیر فلک کی مو سفید
ایک بازو سرخ ہی تو ایک ہی بازو سفید
کیا سفیدی سی محل کرتا ہی اپنا تو سفید
ہوگئے پیری سی گو مژگان سفید ابرو سفید
رکھہ لیا ہی آپ نے کاغذ تہ زانو سفید
واہ پیر چرخ نے اوڑھا ہی کیا پٹو سفید
خال رخ کو ہم سیہ کہوین کہے بدخو سفید

سرخرو ہوں اے ظفر کیونکر عزیزوں سی عزیز
بیمروت ہے زمانہ ہوگئے لو ہو سفید

دھیان آیا کچھ اگر دس روز بعد
تین باری ہر مہینے میں ملیں
دس برس میں آئے وہ وعدہ خلاف
دس مہینے ہوگئے دس دن ہمیں
ایسے ہفتہ دوست کی کیا دوستی
دشمنوں کا حال سب کھل جائیگا

پوچھی عاشق کی خبر دس روز بعد
وہ جو آنکلیں ادھر دس روز بعد
کہدے آنیکو اگر دس روز بعد
تو نہ آیا نامہ بر دس روز بعد
جو کہ پھر جائے بشر دس روز بعد
من وعن تم پر ظفر دس روز بعد

بوسہ اگر ملے لب جانان کا اے ظفر
اچھی نہین پھر اور ہوس اس ہوس کے بعد

دل لیکے مانگتے ہین یہ جان یک نشد دو شد
کیا خوب مفت بر ہین بتان یک نشد دو شد

دل سا رفیق جان مرا تو کہے کہ صبر
ناصح تری ہی عقل کہان یک نشد دو شد

دیتا تھا جھڑکیان تو مجھے گالیان بھی ہین
اچھی کھلی ہے تیری زبان یک نشد دو شد

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد

جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد

بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے ای ظفر
دشمن ہوا ہی اپنا جہان یک نشد دو شد

نہین یہ مانگ ہی بالون مین تیری جان سفید
ہی کہکشان کا شب تیرہ مین نشان سفید

کرو جو سرخ مرے خون مین تم سر انگشت
تو حشر تک بھی ہون ناخن نہ مہربان سفید

تمھارے دست نگارین کی یاد مین ہی سرخ
نکلتے آنکھ سے آنسو نہین اک آن سفید

نہین عزیز عزیزون سے سرخ رو ہرگز
ہوئے ہین ایسے لہو زیر آسمان سفید

سفید قرص قمر دیکھ شب خیال آیا
تنور چرخ مین یار ہے کیون یہ نان سفید

کہان ہے ابر کہان تار بارش ای ساقی
یہ سائبان سیہ مین ہے ریسمان سفید

ردیف الدال

یون تو ظفر ہوئے ہین بہت اپنے شہید
پھر اور ہی غضب ہے شہادت امام کی

شاہد خدا ہے ابن رسول خدا شہید
امت کی مغفرت مین رہا اک کلام کیا

ہو رن مین قاسم گلگون قبا شہید
کیا قہر ہے کہ از دم ۲۲ دوسی کو چھوڑ کر

اس ... ہوئے نہ حضرت زین العبا شہید
منظور تھا خدا کو ہی کا نشان ...

ہر ایک ہوا ... کر گلا شہید
عباس سا شجیع اور اکبر سا نوجوان

قطعہ

میدان کارزار مین اجب ہوا شہید

چڑھا کر اگر وہ بام پہ کھولے کمند زلف
کرلے دل فرشتہ اسیر آسمان پر

دیکھا نہ کوئی روئے زمین پر ترا عدیل
آیا نظر نہ تیرا نظیر آسمان پر

ہے میری آہ سرد سے یخ بستہ ہوگیا
کاسہ میں ماہتاب کے شیر آسمان پر

مژگان تر سے میرے نہ کیوں عرق آب ترم
ہو بار بار ابر مطیر آسمان پر

لے پہونچے میرا نامہ جو اوس ماہ وش تلک
کیونکر نہو دماغ سفیر آسمان پر

اوس شعلہ خو کی کیا کہوں شوخی کہ مثل برق
ہے گہ زمین پہ گہ وہ شریر آسمان پر

تیری بھوؤن کے سامنے دیکھا تو یہ جبین
آیا نظر ہلال حقیر آسمان پر

جو تیر اخاک ہو غبار اوسکا اوڑ کے ہو
جیب ملائکہ مین عبیر آسمان پر

گر روح کو دیکھتا ترے ہو کر فریفتہ
خورشید بڑھتا بدر منیر آسمان پر

دور قلم کو دیکھ ظفر کے کہے ہے خلق
کب ہے عطارد ایسا دبیر آسمان پر

دود جگر ہمارا ہے یہ اٹھا فلک پر
کہتے ہین لوگ جسکو کالی گھٹا فلک پر

یہ آہ آتشین جب چمکائے سیف اپنی
کیا تاب پھر ہلائے بجلی بٹھا فلک پر

شرمندہ ہوگا تیرے عارض سے ماہ تابان
دے روبرو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پر

اوس مہ جبین نے جس دم دکھلائی تیغ ابرو
دل مین ہلال کیا کیا اپنی کٹا فلک پر

جوگی بنا پھرے ہی اوس ماہ وش کا عکس
خورشید سے بڑھا کر سر کی جٹا فلک پر

الفت کی مری مین دیکھی سینے خار دیگر
تو ہے اب نہین مین سینہ کا بار دیگر

دامن پہ میرے دیکھو کیا اشک لالہ گون ہے
پھولے ہے تازہ ہر دم اک لالہ زار دیگر

گر قتل تو نہ مجکو پچتاے گا ستمگر
پیدا نہو گا ایسا جب جان نثار دیگر

بیت الحزن مین اپنا جز رنج و غم کوئی بھی
نے ہے رفیق دیگر نے غمگسار دیگر

رخسار زرد پر مین کیا لال لال آنسو
رکھتی خزان بھی اپنی ہے اک بہار دیگر

وقت نماز الفت ہر وقت ہی کہ آمین
نے انتظار پیشین نے انتظار دیگر

سمجھے ہے تو ظفر کیا مہر و وفا کو آسان
اس سے نہین ہے کوئی دشوار کار دیگر

بلا سے پھینک تو نامے کو اس غریب کے چیر
پر اتنا کر نہ اسے سامنے رقیب کی چیر

کہین نہ چیر یو دل اسکے ساتھ ای جراح
سمجھ کے پھوڑے کو تو دل کا اب قریب کے چیر

مرا ہے حوصلہ کیا عشق گر ہو دست دراز
تو ڈالے جیب خرد کو مرے ادیب کی چیر

بہت کرے ہے یہ کلا مجھے یہی ڈر ہے
کہ ڈالے گلے نہ صیاد عندلیب کے چیر

نظر پڑے سر منبر جو تیری اے کافر
تو پھینکے کاغذ خطبہ کو تو خطیب کی چیر

ہوئی نہ کوئی دوا جبکہ سود مند ہمین
تو ہے پھینک دیا نسخے سب طبیب کو چیر

کہے یہ عشق سے کون اے ظفر کہ او بیدرد
نہ سر کو تیشہ سے فرہاد بے نصیب کی چیر

ہے جسم زار میں دم یوں جیسے خس کے اندر — ہو جائیگا ہوا یہ یک دو نفس کے اندر
لگ جائے قافلہ کو آتش اگر ہو پیدا — تاثیر نالہ میری بانگ جرس کے اندر
دی ناز سے جو اوسنے مژگاں کو اپنی جنبش — سو سو ڈبوئے نشتر اک ایک نس کے اندر
سینے میں اس طرح دل تڑپا ہی تجھ بن اپنا — جیسے کہ مرغ وحشی پھڑکے قفس کے اندر
آنکھوں سے ایک دم میں یہ جاے وقت گریہ — خون اس قدر کہ پیدا ہوا اک برس کے اندر
آفت ہے اوس پری کا پردے سے باہر آنا — اور دیکھکر مجھے پھر چھپ جانا ہے اس کے اندر

دنیا میں اے ظفر ہو کیونکر فراغ اوسکو
دل جسکا پھنس رہا ہو حرص و ہوس کے اندر

دو مہینے میں ہوئیں اوس سے ملاقاتیں چار — پر کہیں بیٹھکے اک جا نہوئیں باتیں چار
کیا کہوں میں شب ہجراں کی درازی تجھسے — ایک رات ایسی کٹی جیسے کٹیں راتیں چار
دل و جاں ہوش و خرد بھیجدوں اونکو چاروں — کہ یہی تحفہ ہیں اونکے لیے سوغاتیں چار
چار چھٹے ہی سوا رند سے اس وقت میں فسق — خانقہ ایک کہیں ہے تو خراباتیں چار
چار بار آٹھ پہر میں ہیں وہ اونسے ملتی — اونسے ملنے کی ہیں معلوم جنھیں گھاتیں چار
جیسے اک بار مری چشم سے برسے آنسو — ایسی ہوں چار برس میں بھی نہ برساتیں چار

چار یاروں سے نبی کے ہے عداوت جسکو
سر پہ ہم مارتے ہیں اوسکے ظفر لاتیں چار

کامین ہم تری قدر کیا جانین

دیگر

فدائی راہ مین رکھتے ہین اپنا سر ہتھیلی پر

مطلع ثانی

دیگر

میرا اون کا معاملہ ہے اور	اون سے ہر دم مجھے گلہ ہے اور
دیدہ و دل مین وہ رہے میرے	کیا بتانا دو منزلہ ہے اور
صف مژگان سے دل نہین پھرتا	بلکہ کرتا مقابلہ ہے اور
کہدو واعظ سے نام عشق نلے	حل نہوگا یہ مسئلہ ہے اور
کھاے یہ داغ کبت انگارے	طائر دل کا حوصلہ ہے اور
دل گرفتار کیون نہون لاکھون	زلف مشکین کا سلسلہ ہے اور

دور دل سے ہین جو وہ مجھے
اے ظفر یہ تو فاصلہ ہے اور

مجھسے اولیا اونھین گلہ ہے اور	سمجھتے ہو یہ معاملہ ہے اور
جو جو باطن مین ہین برا کہتے	اونسے ظاہر مقابلہ ہے اور
فقر و شاہی بہم ہے دیکھو یہان	یہ فقیرانہ جو حیلہ ہے اور
گر بگڑنے پہ اونکے بگڑین ہم	ابھی ہو جاتا فیصلہ ہے اور
بشریت سے کون ہے خالی	ظاہر اسب مین فاصلہ ہے اور
کفر و اسلام ایک ہین کس طرح	دونون فرقون کا سلسلہ ہے اور
آئینہ و شیشہ مین دم کے دیکھ مرے	نفس کا یہ مجادلہ ہے اور
یا الٰہی چلا کدھر کی طرف	کہ نفس کا تو قافلہ ہے اور

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دل لگی کشتو ہستی مین ہو کیا خاک اونکی
ہو نہ اک ہستی موہوم پہ نازان غافل

لب شیرین کا ترے بوسہ اگر ہو حاصل
کرے اوس رخ پہ بھلا کیا مری بینائی کام

رکھہ سدا زیر نظر آئینۂ دل کہ مدام
جنکو ہر لحظہ رہے فکر سفر پیش نظر

کر گئے سیکڑون یان ایسے گذر پیش نظر
دل کو ہی میری یہ از قند شکر پیش نظر

پڑتی جس جا کہ نظر ہے ہو نظر پیش نظر
رکھتے آئینہ کو ہین آئینہ گر پیش نظر

شغل آئینہ سے اک دم نہین فرصت ہی تمھین
رہتا کون آئینہ رو ہے یہ **ظفر** پیش نظر

ردیف رای ہندی

غرور سے نہ تو موچھو نکو ایجوان مڑوڑ
کہ دیگا پیر فلک دیکھہ تیری کان مڑوڑ

چمن سے توڑ کے پھولونکو لیچلا گلچین
کہو کہ چھین لے ہاتھہ اسکا باغبان مڑوڑ

گلوری ہمنے جو مانگی تو یہ ہوے وہ خفا
کہ پاندان سی دیے پھینک ساری پان مڑوڑ

قضا کے پنجے سے ہرگز چھوڑا سکے نہ وہ ہاتھہ
اگرچہ شیر کا دے پنجہ پہلوان مڑوڑ

زبان دراز جو ہووے نہ شمع تو گلگیر
پکڑ کے چٹکی سے کیون اوسکی دی زبان مڑوڑ

تری بھووُن سے ہی ہمسر اگر ہے تجھمین زور
تو پھینک دون ابھی ہاتھون سے مین کمان مڑوڑ

گمان نہو تا کچھہ اوسکو تو لیکے قاصد سے
ظفر نہ ڈالتا خط کو وہ بدگمان مڑوڑ

دل اوسکی زلف سے جا جا کے کیون الجھتا ہے
کرے نہ اوس سے کہین آ کے اپنے بل مین بگاڑ

جو ہین ستور کے ہدہد کی بغل مین بیٹھے ہین
تو دل کو دیتے ہین کیا کیا ہی بغل مین بگاڑ

نشے مین دیکھ خط کہکشان ہمین سوجھی
کہ ہان آیا فلک کے پڑا کھرل مین بگاڑ

ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے
تو منہ کو دون ابھی اوسکی مین ایک پل مین بگاڑ

جو چاہتا ہے رہے آبرو بنی تیری
تو زینہار کسیکو نہ اس عمل مین بگاڑ

ہمارے دل سے جو بدلے ہمین وہ دین تو
نہین پر کوئی بھی ایسی دل بدل مین بگاڑ

بگاڑ دے نہ کہین نقد ہوش دختر رز
کہ اس چھنال کی رنڈ پڑا ہی چھل مین بگاڑ

بنائی حق نے ظفر وہ تری طبیعت ہی
کہ دخل کیا ہے ذرا ہو تری غزل مین بگاڑ

عسس جو دیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدین مست ابھی گردن ہین جناب کی توڑ

اوٹھین گے ابر جو ساقی نہین بکیفیت
تو ڈر ہے دین کہین توبہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑ کے تو
نکالے اے صنم اس خانمان خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سے گر مقابل ہو
تو پتیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمونکی اتنی گران باریون سے ای گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

ہے ڈال میکدہ مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

جیسے جاتی ہی مری آہ و فغان دور و دراز	ایسا ہو تجہے ہی کوئی تیر کہان دور و دراز
دل سے ہین بہر سے وہ نزدیک اگرچہ ظاہر	پہر بہی گہر سے ہین بہت اونکا مکان دور و دراز
بانگ سے اوسکی نہ ہمسر ہو فلک پر ہرچند	آنکو کہینچے خط کاہکشان دور و دراز
رکہہ نہ تو راہ محبت مین قدم یہ رستہ	دیکہہ ہی ای دل بیتاب و توان دور و دراز
جلتے لوگ ہین جسکو فلک نیلی فام	وہ مری آہ کا پہونچا ہی دہوان دور و دراز
مجکو ڈر ہی کہ تری زلف او لجہکر دل سے	قصہ پہونچا ہی نہ ای آفت جان دور و دراز

کیونکہ مر مر کے نہ طے ہو سفر ملک فنا
اے ظفر ہے یہ رہ عمر رواں دور و دراز

جان سے جانتا ہون تجکو مری جان عزیز	تجہسے تو جان نہین مجکو کسی عنوان عزیز
دیکہے شبکو اگر خواب مین تیری صورت	ہو زلیخا کو نہ اتنا مہ کنعان عزیز
مری تقصیر ہے کیا کوئی جنون سے پوچہے	مجہے کیون ہوتا ہے یہ دست و گریبان عزیز
جو ترے شیفتہ ہین ای بت کافر اونکو	تجہسے نے دین ہی عزیز اور نہ ایمان عزیز
دل سودازدہ زلفون سے او لجہکر تیری	رکہتا ساتہہ اپنے مجہے بہی ہی پریشان عزیز
شکوہ غیرونکا کرون کیا کہ محبت مین تری	تہمتین یار لگانے لگے بہتان عزیز

اے ظفر دے نہ دل اوس نے ہرجائی کو
ہو نہ رسوائے جہان دیکہہ کہان عزیز

کرینگے دیکھیے کس کس کو صید تیر نگاہ
چلے ہیں آج نہایت ہی وہ شکار کو تیز

مقابلے میں اگر برق آگئی اسکے
تو پاؤگے بہت اس آہ شعلہ بار کو تیز

غضب تو یہ ہے کہ ہوتا ہی تیز جب ہمیں
تو اپنے ساتھ وہ کرتے ہیں اور یار کو تیز

پسند دل کو ہی یوں اوس نگاہ کی تیزی
شراب جیسے خوش آئی شرابخوار کو تیز

ارادہ دیکھیے کیا ہے کہ آج دیکھتی ہیں
وہ چشم قہر سے اس اپنے جان نثار کو تیز

اوٹھایا ہے تو ہاتھ اپنے جیب و دامن سے
جنون میں دیکھ کے ناخن کو تیز خار کو تیز

ظفر نہ پوچھ کہ کیا کیا ہوا ہے کوچۂ یار
کرے ہے آتش دلہائے بیقرار کو تیز

ردیف سین مہملہ

سر رکھے تکیہ پہ اپنا کیا مری وہ سر کے پاس
جو کبھی بستر نکرنے دے مجھے بستر کے پاس

مطلع ثانی

کان کا جوہر نہیں رخسار مہ پیکر کے پاس
جلوہ گر ہے اک ستارہ یہ مہ انور کے پاس

زلف مشکین کو سمجھکر ہمسر مار سیاہ
ہاتھ ہم پہونچا سکے اپنا نہ مار اژدر کے پاس

داغ دل کے متصل اک آبلہ بھی چاہیے
خوشنما ہے ہووے یہ شیشہ گر ساغر کے پاس

اپنے برگشتہ اگر طالع نہوتے ہمنشین
آکے پھر جاتا وہ مہوش کیون ہمارے گھر کے پاس

خیال ابروی جانان قریب دل یون ہے	کہ جیسے تیغ ہو رکھے کوئی سپر کے پاس
لٹا رہا ہے ڈر اشک عشق مین لاکھون	کہان سے اتنے گہر آئے چشم تر کے پاس
ہزار طرح کا باتون مین جسکے شر نکلے	بشر کو چاہیے پھٹکے نہ اوس بشر کے پاس

جب اونکو عیب ہی لگتا ہو یان کر آنے مین
پھر آکے بیٹھین گے کاہیکو وہ ظفر کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش	سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش
تو بھاگ دلا دیکھ محبت سے کہ اسکی	ہر گام مین اندیشہ ہے ہر بات مین تشویش
گذرے ہے کوئی لحظہ جو بےفکر تو برسون	دیتا ہے فلک اوسکی مکافات مین تشویش
پاتے نہین ہم تو کبھی رندون کو مشوش	آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
جی کیون نہ ڈرے گریہ سے ہو دل جو شکستہ	ٹوٹے ہوئے گھر سے تو ہے برسات مین تشویش
دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی	ہے مجکو ترے غم کی مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ہے مہ سے کا کہان عارض جانان پر نقش	یہ ستارے کا ہے قرص مہ تابان پر نقش
ہمدمو سبزہ خط کا ہے کیسے سودا	لکھدو کوئی مجھے برگ گل ریحان پر نقش

پیدا ہوئی کیا کیا نہ دل اہل سخن میں
سن سنکے ظفر آپ کی اشعار کو تشویش

ردیف الصاد

جفا سے تو جفا کاری میں مخصوص
وفا سے ہم وفاداری میں مخصوص

تماشا ہے کہ گردون سر کشی سے
ہوا ہے اس نگونساری میں مخصوص

نگاہ مست ساقی سے عجب کیا
اگر صوفی ہوے خواری میں مخصوص

رگ ابر بہاری سے یہ مژگان
ہوئیں کیا عین خونباری میں مخصوص

کوئی مجھسا تمھارا عاشق زار
نہو گا گریہ و زاری میں مخصوص

جو ہے آگاہ عیاری سے تیری
وہ تیرا یار ہے یاری میں مخصوص

زہے قسمت کہ خدمت سے تمھاری
ظفر ہو ناز برداری میں مخصوص

بتخانہ میں ہی کیا مری ہمراہ وہی شخص
کعبہ میں بھی دیکھا تو ہی واللہ وہی شخص

رکھتا جگر و دل میں ہی جو درد محبت
کچھ ہے تو مری درد سے آگاہ وہی شخص

دل ڈوب گیا جسکا تری چاہ ذقن میں
رکھتا ہے بدل یار تری چاہ وہی شخص

جو مرتے اور اوٹھے نہ جوں نقش کف پا
اوس در پہ ہی یہ بندۂ درگاہ وہی شخص

بجھ کر کا سے ہی جو شعلہ صفت تمکو زیادہ
ہے آپکے نزدیک ہوا خواہ وہی شخص

ردیف الضاد

زلف سے اولجھی یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
سر پہ لی ناحق بلا کسکی بلا کو ہے غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکے دست و پا سے کیا حنا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لے چکا
اب ہی کیا ہے اوس کافر ادا کو ہی غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہے غرض

امتحان برش تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میری نہین اُس پر جفا کو ہی غرض

آشنا بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پھرتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

ردیف الطای مہملہ

دل عاشق جمال ہی مفتون خال و خط
جان وحشی نگاہ ہی مجنون خال و خط

کیا خوب نقطہ رکھتا ہی کیا خوب دائرہ
صفحہ پہ روی یار کے یہ نون خال و خط

خورشید زیر ابر ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش شبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہی باغ مین
گیسو سے بھنو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہی اوسکے کشور حسن و جمال مین
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا ایک قلم سے تجھے
مین تیرہ بخت ہون ترا ممنون خال و خط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق میں جب ہو نہ اوس سودائی سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور میں کسی مہ پارہ کے
چاہیے آنکھوں سے اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کی طرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ ری ہماری نامہ بر کی احتیاط

سیکڑوں محتاط ہوکر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط

ہم پھڑک کر دام کی صیاد دین ٹکڑے اوڑا
پر ذرا ہمکو ہی اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جبتک مگر رسن نہ لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس بیخبر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

اگرچہ ہمنے لکھا اونکو اضطرار مین خط
مگر خطر نہین وہ پھینکدین ہزار مین خط

مری طرف سے ہو دل مین غبار کچھ اوسکو
لکھا ہی مجکو جو اونسے خط غبار مین خط

عجب بہار سے نظروں مین لہلہاتا ہے
برنگ سبزہ ترے حسن کی بہار مین خط

بدل سکے لکھتے ہین خط اپنا اسلیئے خط ہم
کہ پکڑا جای کہین یہ نہ کوی یار مین خط

لکھا نصیب کا یہ بھی کہ نامہ بر اپنا
گرا ئے بھول کے دشمن کی رہگذار مین خط

گئے کدھر نہین معلوم رفتگان عدم
الٰہی لکھ کر اونھین بھیجین کس دیار مین خط

ہمارے قتل کو تیغ قضا کھینچی گویا
کھینچا جو سرمہ کا اوس چشم پرخمار مین خط

گلہ کسی کا نہ شکوہ نہ کچھ خدا کی بات
فقط یہ خط ہی کہ آپکی انتظار مین خط

کی تھی کیا مجھسے مرے یار شرط | کچھ بھی ہے یا ستمگار شرط
دین و ایمان و دل و جان لیکر | دینا بوسہ بھی ہے اک بار شرط
شمع کی طرح رہ الفت مین | سر کٹانا بھی ہے سو بار شرط
در پر اوسکے نہ فغان کر اتنی | ہے ادب بھی دل بیمار شرط
چپکا نہ رہ مرغ چمن دام مین | کچھ ہی نہ کچھ ہے تجھے گفتار شرط
راز نہان گریہ سے کھل جائیگا | ہوئیگا رسوا سر بازار شرط

جتنے ہین بے قول ظفر اب نہان
اونسے کرے اب تری بیزار شرط

ردیف الظاء

گلی مین یار کے ہمنے رکھا قدم بلحاظ | گئے بھی باادب آئے بھی تو ہم بلحاظ
ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسکو | زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم بلحاظ
قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ ای قاصد | اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ
جب اوس سے حسن مین یوسف ہو ہمسر | تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ
مبادا چونک اوٹھے خواب ناز سے وہ گل | چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ
ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن | ہم اونکے آگے نہین روتے چشم نم بلحاظ

دیگر

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دیکھوں کیا آنکھوں سے تجھکو کہ مری چادر اشک کیون نہ ہر بات مین اک زخم لگے دل پہ مرے	ہے مری پیش نظر شیشے کی دیوار کی وضع کہ زبان رکھتی ہے تیزی مین وہ تلوار کی وضع

وضع داری کا بہت کرتے ہین اپنے دعوی
پر ظفر ہمکو پسند اونہین ہے دو چار کی وضع

چو ہین گے شراب بے موقع	وہی ہونگے خراب بے موقع
ڈر خدا سے نہ بول اتنا جھوٹ	بت خانہ خراب بے موقع
ہمتو کہتے ہین بات موقع کی	دیتے ہین وہ جواب بے موقع
حضرت ناصح آپ کی باتین	نہین بھاتین جناب بے موقع
ہستی یک نفس پہ کیون یہ ہوا	باندھتا ہے حباب بے موقع
رخ روشن کے روبرو ہے ترے	تابش آفتاب بے موقع
آتش عشق سے ہو اچھلکر	دل بھی کیا ہی کباب بے موقع
ابر مژگان کے سامنے تیرے	ہے برستا سحاب بے موقع

دل ظفر دے کے شعلہ رویون کو
لیا ہمنے عذاب بے موقع

ردیف غین معجمہ

ل گئے اون سے اپنے کیا مخبر — لکھتے ہین چٹھیان دروغ دروغ

نرہی راستی ظفر باتین
ہے پسند جہان دروغ دروغ

ردیف الفا

تجھ بن شراب عیش کی پینے پہ چار حرف
اور اس طرح کے بی مزہ جینے پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا
بھیج اُس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

جائے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو
دے کھینچ اپنے کشتہ کی سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ
پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

جاتے تو ہو رقیب کی کوٹھے پہ تم مگر
سن جاؤ میری ٹھہر کے زینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہی تو مجھسے ای حسود
تف تجھ پہ اور اس تری کینی پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

ہوئی کس جرم سے ہم پر یہ عنایت موقوف
کیا خطا دیکھی جو کی خط و کتابت موقوف

ہم وہ عادی ہین غم عشق کی مر جائینگے
لیک ہونیکی نہین ہمسے یہ عادت موقوف

یا تو لیجایئے ای حضرت ناصح تشریف
اور یا کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف

دیگر

جو نہ کہنا تھا کہا ناصح کو مینے بار ہا	کر دیا پر اوسنے مجکو جان کر مجنون معاف

ساتھ اوسکی عنایت کے ہین کیا تیرے گناہ
اے ظفر کر دیگا سب وہ قادر بیچون معاف

ہمیشہ کرتے ہو عاشق پہ تم تبرا صاف	کیا ہے آپ نے کیا خوب روز مرا صاف
نہین ستارۂ کسی دل جلے کا گردون پر	تفنگ آہ مین مارا ہے بھر کے چھرا صاف
ترے فراق مین اے مہروش دل اپنا ہم	غبار غم سے نہین پاتے ایک ذرا صاف
جو خوشنما تری مہندی ہے جون گل زنبق	تو برگ گل ہے نزاکت مین اوسکا پرا صاف
کہے ہے جسکو مے تند تیز بادہ فروش	جو پیکے گھونٹ کوئی دیکھے ہو وہ ٹھرا صاف
جسے یہ حضرت دل خوش مزاج سمجھے تھے	پڑا معاملہ تو پایا اسکو ٹرا صاف
جو تیرے قد سے ہو ہمسر تو سرو کے سر پہ	چمن مین شہپر قمری ہو شکل آرا صاف
مجال کیا کہ ترے رخ سے شعلہ ہو ہمتاب	کہ اوسکو دیکھ کے جاتی ہو برق ٹھرا صاف

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس ظاہر پر
ظفر وہ کسوت دانش سے ہین ہوئے عرا صاف

وہ کھینچے تیغ نہین ہمکو امتحان کا خوف	کہ کرتے عاشق جانباز کب ہین جانکا خوف
ہوئی ہے اب کی برس گریہ سے مری برسات	کہ ہے ہر ایک کو سیلاب سے مکان کا خوف
مرا جو دشمن جان ہو گیا وہ جان جہان	تو اوسکا خوف ہے گویا مجھے جہان کا خوف

مخمس

نظر مین جسکے سمایا ہے پرتو رخسار
الٰہی خیر ہو قاتل کے اور ہین تیور
مری طرف سی یہان تک پھرا ہی رخ اونکا
جو اس چارہ گرہ نکے بھی اوڑ گئے یکسر

وہ دیکھتا بھی نہین جلوۂ قمر کی طرف
تری نگاہ سے نکلتا ہے میری سر کی طرف
کہ سوتے منھ بھی نہین کرکے میری گھر کی طرف
جو کی نظر سے زخم دل و جگر کی طرف

فدا ہین جسپہ دل و جان سے کیا تماشا ہی
وہ التفات بھی کرتا نہین ظفر کی طرف

بے روے یار کرنہ نظر دوسری طرف
اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچتا ہی روز دل
چھوڑے جو یک طرف سر عارض وہ ماہ رو
دل بھر گیا جو اوس صف مژگان کی سامنے
کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف مرے

ہٹجائے دل نہ دیکھ ظفر دوسری طرف
جائے نکل فلک کی سپر دوسری طرف
جاتا نہین ادھر نہ ادھر دوسری طرف
یکسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف
پھیرا نہ منھ کو بل بے جگر دوسری طرف
جب تک نہو کسیکو اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن مین ہوا یہ ظفر دوسری طرف

چت چوت آپسمین نہ کیون ہو نامہ پر دونون طرف
یکقلم ایسے خطون مین ہو گئے باہم جواب

لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آنکر دونون طرف
منہ نہین پڑتا کسیکا صلح پر دونون طرف

قطعہ

دیگر

مطلع ثانی

قطعہ

ردیف القاف

کھلتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق
کرتا ہے دل سے کون کہ ظاہر نظر کا فرق

سووے نہ میری پاس وہ بستر پہ رات کو
جب تک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

کوچے مین اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا
میرے اور اونکے گھر مین ہی دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہی دونون سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سی ہو نالہ کش
میرے اور اوسکی نالہ مین ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میری پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل مین کچھہ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھہ مین اور مری دل مین اے ظفر
ڈالا ہوا ہے اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

خدنگ یار نہین کچھہ دل و جگر مین فرق
تو ایک گھر سے سمجھہ دوسری نہ گھر مین فرق

وہ صاف آئینہ دل مین ہے نظر آتا
نہ آئے جسکو نظر اوسکی ہی نظر مین فرق

یہ جوش گریہ سے عالم ہے اشکباری کا
نہین ہے ابر مین اور میری چشم تر مین فرق

نگاہ مردمک چشم یار مین یک جا
کہ خوشنما نہین ہو تیغ اور سر مین فرق

نہ دل مین فرق پڑے گر فراق ہو برسون
یہ ہو تمھین کہ جو آجاے لحظہ بھر مین فرق

ہوئے ہین چہرے کی زردی سی دیکھو اشک بھی زرد
رکھا نہ عشق نے کچھہ رنگ سیم و زر مین فرق

ظفر کھلا یہ حلاوت سے ہمکو بوسہ کے
نہین ہے اوس لب شیرین مین اور شکر مین فرق

ردیف کاف تازی

انسان کی زندگی ہے تو اک دو نفس تلک
سامان کر رہے جینے کا لاکھوں برس تلک

دامن چھوڑانا اپنا ہو دشوار برق کو
گر آئے آشیاں سے مرے خار و خس تلک

دل دیں ہم اوسکو اپنا جو بوسہ کوئی دے ہمیں
دو چار سے نہ موڑے وہ منہ اٹھ دس تلک

ساقی نگاہ مست ہی تیری سبب نہیں
بیہوشی محتسب ہے اگر ہو عسس تلک

دعوی کرے نہ عشق کا پہونچے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی بلہوس تلک

احسان کرے اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لائے چمن سے قفس تلک

سن سنکے میرا نالہ و فریاد ای ظفر
خاموش ہیں زمانہ میں نے سے جرس تلک

دل میں میرے وہ چبھی چشم پریزاد کی نوک
اس طرح چبھتی ہے جوں سوزن فولاد کی نوک

تا سر چرخ بریں عشق میں پہونچی آخر
اس مرے نیزۂ آہ دل ناشاد کی نوک

دل میں عاشق کے کھٹکتی ہی رہی تا دم مرگ
ہے دنبالہ چشم ستم ایجاد کی نوک

وحدت ہے عالم تصویر ترے نقشہ کا
رکھتی ہے نوک زبان خامہ بہزاد کی نوک

دل میں لگتی ہے نکلتی ہے جگر میں جا کر
اے ستمگار تری ناوک بیداد کی نوک

اضطراب رگ مجنوں تو یہ تڑپے دم فصد
ٹوٹ جائے نہ کہیں نشتر فصاد کی نوک

کس طرح سے نہ چبھے اہل سخن کے دل میں
نکلے ہے طرز سخن میں ظفر اوستاد کی نوک

برنگ نامہ پیچ و تاب غم مین یہان ہی کیا کیا
ہوئی جو دیر تجکو نامہ بر دو دنکی دو دن تک

جو آیا وہ گھڑی بھر کو تو پھر دو دن نہین آیا
دلاتا یاد ہی وہ فتنہ گر دو دنکی دو دن تک

ہمارے حشر تک چرچے ہین بلبل باغ عالم مین
تری شہرت ہی ای شوریدہ سر دو دنکی دو دن تک

ہوے یہان راہ تکتے تکتے اوسکی چار دن ہمکو
نہ لایا کچھ خبر پیغامبر دو دنکی دو دن تک

بھروسا کیا اونھین تمسے جو ہی کچھ آجکل الفت
کہ ہی یہ تو محبت اے ظفر دو دنکی دو دن تک

ردیف کاف فارسی

رکھنی مشکل نہین کچھ صاحب تدبیر سی لاگ
سخت دشوار ہی پر گردش تقدیر سی لاگ

توڑتا اب ہے جو تو ہاتھ لگا کر بیڈھب
سخت جانونکو نہین کچھ تری شمشیر سی لاگ

خوب کسطرح ہدف پر نہ لگے تیر قضا
اے کماندار وہ رکھتا ہی تری تیر سی لاگ

شانہ کیونکر نہ جگر چاک پھری سرگردان
کہ وہ رکھتا ہی تری زلف گرہگیر سی لاگ

دشنہ آیا ہے ترا تیز جو ہو کر اتنا
اے ستمگار اسے ہی ترے نخچیر سے لاگ

گھر سے دین مجکو نکال اور مرقع سی اوسے
کہ اونھین مجسے ہی ضد اور مری تصویر سی لاگ

لاگ دل کی کوئی چھپتی ہی کہ پا جاتی ہین
ایک ہی بات مین وہ تو مری تقریر سی لاگ

وہ مسلمان ہین ظفر صاحب ایمان جنھین
نہ صحابہ سے ہو بغض اور نہ شبیر سی لاگ

ردیف اللام

مطلع ثانی

یون ہین جہان سی مرد جو گوشہ نشین الگ تھلگ
جیسے صدف مین سب سی ہی در ثمین الگ تھلگ

ڈر ہی اسے ندی کر اصدمہ ہماری آہ کا
یہ جو زمین پہ ہی کھڑا چرخ برین الگ تھلگ

جاتے ہو آج تم جہان لیجلیو ساتھ ہمکو وان
بیٹھ رہینگے مہربان ہم بھی کہین الگ تھلگ

پاس نزاکت اسقدر ہے کہ ہمیشہ اپنا
رکھتا ہی تیر کو یا تو تیر اخرین الگ تھلگ

گرد بدن سی سرجہ الیتا ہی کیون اوٹھا او
رکھکے گلی پہ تو مری خنجر کین الگ تھلگ

کون ہی کہ جس سی خلطہ وہ رکھتی نہین
رہتے ہین اونکی پاس تو ایک ہمین الگ تھلگ

جوش جنون زمین پہ کر ہرزہ دری اسقدر
رکھے ہی شاخ گاو پہ دیکھہ زمین الگ تھلگ

دل کو نہ ظفر اوسی جو وہ اچھالتا پھرے
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھدو کہین الگ تھلگ

جو کہ مست مے الست ہین لوگ
ہوش مین ہین نہین وہ مست ہین لوگ

صورت اوس بت کی دیکھکر بخدا
ہو گئے لاکھون بت پرست ہین لوگ

تخت جم پر وہ بیٹھین کیا جم کر
کرتے اوس در پہ جو نشست ہین لوگ

دور مین چشم مست ساقی کے
خم بدوش و قدح بدست ہین لوگ

اوسکے کوچے مین پھر سے جانے سے
پہلے ہی کرتے بند و بست ہین لوگ

جو وہ کہتے ہین سب ہین کہتے بجا
کچھ نہین کہتی نیست ہست ہین لوگ

رخ پر نور پر اوسکے یہ نہیں خال سیاہ	محترق تابش خورشید سے گویا ہی زحل
زلف رخسار پہ اور زلف میں تاب خمدار	دن تو ہی رات کی اور رات ہی دن کی اوجل

رکھہ قدم عشق کے کوچے میں جاکر اپنا
اے ظفر ایسا نہو پانوں کہیں جائے پھسل

ہے مرے حق میں ابروے پرخم کیا صفہانی تیغ کی شکل
بلکہ ہے ہر یک چین جبین ای دشمن جانی تیغ کی شکل

مطلع ثانی

وہ جو طبیعت تیز و روان تھی وقت جوانی تیغ کی شکل
پیری میں ہے زنگ آلودہ کند پرانی تیغ کی شکل
جلد پھر وے سامنے کی دیکھہ کلیجا کانپے ہے
چمکی ساقی ابر میں بجلی ٹھہر ڈرانی تیغ کی شکل
یاد نگاہ و ابرو میں جو شعر پڑھوں ہوں میری لیے
مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل
ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو
ہے لب زخم دل ہی رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل
حضرت عجب کیا اگرچہ اثر سے میری شوق شہادت کے

دیگر

کب دوست نادان کی ہوں تدبیر کے قائل
وہ دشمن دانا کی ہوں تقریر کے قائل

مطلع ثانی

وہ لوگ ہیں نادان جو ہیں تدبیر کے قائل
ہیں ہم تو فقط اپنی ہی تقدیر کے قائل

آگے دل پر داغ کی اور دشت جنون کے
لکھتا ہی کچھ ایسا کہ سمجھ مین نہین آتا

نے ہم ہین خزانے کے نہ جاگیر کے قائل
ہون کیا بات تو خط تری تحریر کے قائل

پہونچے نہ ظفر دل پہ جو اونکے کوئی صدمہ
جب ہونگے مرے نالۂ شبگیر کے قائل

عشق کرنا تو کچھ نہین مشکل — ہے نباہ اسکا ہمنشین مشکل
گر ملا دون زمین سے چرخ کو مین — تیرا ملنا ہے مہ جبین مشکل
روز فرقت مین ہم سمجھتے ہین — جینا مرنے سے بھی نہین مشکل
تیرے دانتون کے روبرو آنا — جانتا ہے دُر ثمین مشکل
بہتر اس اپنے دل کے آئینہ سے — ہاتھ آتی ہے دوربین مشکل
تیرے بیمار کو سر بستر — لینی کروٹ ہے مہ جبین مشکل
تیرے کوچے سے مثل نقش قدم — اپنا اوٹھنا ہے نازنین مشکل
نفس شیطان جب اسمین ہو رہزن — کیونکہ پھر ہو نہ راہ دین مشکل

لکھے جھٹ پٹ جو اے ظفر ہینے
اس غزل کی تھی زمین مشکل

ردیف المیم

دیتا ہون اجرت مین دل انعام مین جاناتجھی	لائے ہو خط اوسکا کیا خیر اللہ میری پاس تم
دیکھنی ہے تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر	تو گذارو اک برس ساتے میری پاس تم
قائل اس پاس محبت کا ہون کیا ای مہر زن	دنکو پاس اُن کے رہو اور رات میری پاس تم
اُٹھکے بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے لگائی ہی رہی	ہر گھڑی اوٹھ بھاگنے کی گھات میری پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کرینگے ضائع بہت اوقات میرے پاس تم

پیار سے ہم کہتے ہین تمھین ایک بوسہ دیدو دیکھو تم
ورنہ ابھی رک جاؤ گے اخلاص مین دیکھو دیکھو تم

پوچھتے ہو کیا حال میرا جو کچھ ہے سو وہ سامنے ہے
بالین پر اک لحظہ سب رہے آؤ بیٹھو دیکھو تم

ہاتھ ہمارے کرتے قلم بجرم وخطا کس واسطے ہو
لکھا ہے کیا ہمنے تمکو کھولو خط کو دیکھو تم

سینے مین میرے دیکھتے ہو گر پیکان اپنے تیرون کے
کرتا ہون سینہ چاک مین اپنا آگے ذرا تو دیکھو تم

حضرت دل کیسا کرتے ہو شکوہ اوسنے آنکھین دکھانے کا
کچھ نہ کہو تقدیر مین جو کچھ دیکھنا ہے سو دیکھو تم

دیگر

دوستی کو بندگی اور اونکی الفت کو سلام	عشق کو آداب میرا اور محبت کو سلام

مطلع ثانی

مغز میرا اوڑ گیا ناصح نصیحت کو سلام	لو سدھارو تم تو مین کرتا ہون حضرت کو سلام
آپ تو لکھتے نہین خط پر کسی کے خط مین ہم	ہان کبھی لکھ دیتے ہین اوس بے مروت کو سلام
سجدہ ہم کرتے ہین اوسکی ابروی خمدار مین	زاہد اپنا ہی محراب عبادت کو سلام
طالب دولت سلامی کب ہین دولتمند کے	کرتی ہین پردے مین اوسکی اوسکی دولت کو سلام
شاخ گل ہلتے نہین جھوکے سے باد صبح کے	کرتی ہی جھک جھک کے یہ اوس سرو قامت کو سلام
گر کبھی فرہاد و مجنون آتے میرے ڈھیر پر	کہکے یا اوستاد کرتے میری تربت کو سلام
داغ سوزان سے ہوئی جسکو نہ ہماری ہمسری	ہم کرین اوس روز خورشید قیامت کو سلام

اے ظفر جو ہین سلامی حضرت شبیر کے
دو جہان مین ہی بڑھاتا اونکی عزت کو سلام

دل مرا ہوتا بجائی دلربا ہی سرد و گرم	چل رہی اور رہی پیالی اب ہوا ہی سرد و گرم

مطلع ثانی

صحبت گل ایک بلبل ہی کو کیا ہی سرد و گرم	آج کل ساری چمن کی کچھ ہوا ہے سرد و گرم
ہے زمانے مین کبھی سردی کبھی گرمی دلا	دیکھنا کیا کیا فلک دکھلا رہا ہی سرد و گرم

ردیف النون

یہ نہین سرخی رنگ حنا اے حور شمائل چٹکی مین
ہے کسی مجھسے خون شدہ کا دل تونے ملا دل چٹکی مین

رکھتے اوٹھا کر آنکھون مین اپنے جانتے اوسکو آنکھ کا تل
اوٹھ سکتا اگر ہمسے تمھارے عارض کا تل چٹکی مین

خوب نہین ہے چرب زبانی دیکھا یہ گلگیر نے رات
کاٹی زبان شمع پکڑ کر گیا سر محفل چٹکی مین

قصد کرے وہ یہ کہ اوڑ وین اور اوڑ کر اوسکا نشانہ ہون
دیکھے جو تیر اوس صید فگن کو طائر بسمل چٹکی مین

زخم نہین منظور ہمین سلوانے دل کے چاک کرو
بیٹھے سوئی کو لیکر تم ہو کیون بیحاصل چٹکی مین

وہ بھی گل ہین کیا جنکو اپنے ٹوٹنے کی ہے اتنی خوشی
چٹتے ہی چٹتے گلچین کے سبب جاتے ہین کھل چٹکی مین

لاکھ زر قلب ایک نفس مین اوس نے ظفر اکسیر کیے
رکھتی اثر ہے خاک کی بھی یہ مرد کامل چٹکی مین

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین | لب پہ آئی وہیں جسوقت کہ آئی دل مین

ترے ہاتھ سے دشت وحشت کی مین
کرین بلبلین نغمہ سنجی ہزار
قناعت کرون قطرۂ اشک پر
خرد کچھ کہے ہے جنون کچھ کہے

نہون کب تلک خاک چھانا کرون
نہ موقوف مین بلبلانا کرون
یہی اپنا مین آب ودانا کرون
کہو مین کہا کسکا مانا کرون

یہ دنیا ہے ماتم سرا کیا اسے
تصور ظفر عیش جانا کرون

سوزش غم سے جب مرے سینے کے گل چراغ ہون
چارہ گرون کے عقل کے کیونکہ نہ گل چراغ ہون
بادہ کشون کی بزم کو جب ہو فروغ ساقیا
گردن شیشہ شمع ہو ساغر مل چراغ ہون
گور شہید گلرخان باغ جہان مین ہو جہان
جلتے کبھی وہان نہ بے روغن گل چراغ ہون
سیل سرشک پہ قطرۂ دل سر بحر موجزن
پارۂ دل مژہ پہ یون جون سر پل چراغ ہون
پرتو نور حسن سے تیرے چمن مین کیا عجب
گوہر شبچراغ ہو شبنم و گل چراغ ہون

دیگر

تری تجدید کے بوندین نہین لوہونکی آنکھو نمین		صدف مین ہین گہر نہ مرجان عشق کی دو

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان رکھون
نہ دل مین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھو نمین

کرتے وہ ہین قتل اونھین جو اونسے محبت رکھتے ہین
ہم بھی اونکے محبون مین امید شہادت رکھتے ہین

کرتے رہین گر آہ و فغان ہم کچھ تو ہو تاثیر اونھین
لیکن آہ و فغان کی کب ہم تاب و طاقت رکھتے ہین

حسن ملیح یار کے آگے ہو جاتے ہین پھیکے سے
گرچہ بظاہر حضرت یوسف خوب صباحت رکھتے ہین

شور جنون سے اپنے صحرا کیونکہ عرصہ محشر ہو
تیری یاد قامت مین ہم روز قیامت رکھتے ہین

داغ درم ہین اشک ہین گوہر لعل ہین اپنے پارۂ دل
ہم بھی بدولت عشق کے تیرے دیکھ یہ دولت رکھتے ہین

کچھ نہ غبار خاطر اونکا دھویا میرے گریہ نے
اب بھی میرے جانب سے وہ دل مین کدورت رکھتے ہین

تیری ظفر کیا چاہنے والے عالی ہمت رکھتے ہین		دین و ایمان جان و دل جو تو نے مانگا دیا

ہاتھہ پڑا جب سنگدیون کے کاہیکو یون رکھین گے
جیسے اپنے شیشۂ دل کو ہم بحفاظت رکھتے ہین

شمع و گل کی حاجت کیا ہے گور پہ اپنی اونکو ظفر
دل مین اپنے سوختہ جان جو داغ حسرت رکھتے ہین

یہ نہین مہندی لگائی تو نے بھر کر پانوٗن مین
پھرتے ہین دیوانے تیری پابرہنہ دشت مین
جانے کیا وہ عشق کی منزل کہ کیسی ہی سخت
کیون نہ لا کھون پھر تیون سی وہ پانوٗن
مارتا لاتین ہر کس کس ناز سی وہ نازنین
کوئی الفت سی نکالین پانوٗن باہر کس طرح
آ گئی مژگان پہ جای اشک اک لہو کی بوند
خواب مین بھی شب کو میری پاس تو آتا نہین

خون ملا کشتہ کا اپنے اے ستمگر پانوٗن مین
لاکھہ چبھتے خار ہین مانند نشتر پانوٗن مین
جسنے اس رستے پہ کھائی ہو نہ ٹھوکر پانوٗن مین
ہے پدم اسکے چمکتا مثل اختر پانوٗن مین
چاہتا ہی جی کہ پھر اوسکی گدگدی کر پانوٗن مین
پڑ گیا اتھو وفا کا اپنے لنگر پانوٗن مین
دیکھکر فندق تری چلمن کی اندر پانوٗن مین
ایسی کیا مہندی لگی ای ماہ پیکر پانوٗن مین

دل ظفر کا پابزنجیر محبت ہو گیا
پہنی جو منت کی بیڑی تو نے دلبر پانوٗن مین

وہ اس روش سی گلستان مین جا کے ہنستے ہین
کہ غنچے شرم سے منہ کو چھپا کے ہنستے ہین
صبا نے کان مین کیا جانے کیا کہا اونکے
چمن مین اتنے جو گل کھلکھلا کے ہنستے ہین

مطلع ثانی

مطلع ثانی

لائی زلف سے چھٹنا محال ہے دل کا

دیگر

مطلع ثانی

دم جو ہی ایک پھونک سا انسان مین	پھونک دی ہر کچھ یہ دل کے کان مین
خط سے اوس رخ پر ہے اک تازہ بہار	لکھا ہے قرآن خط ریحان مین
منھ مین ہے افعی کے چھالا زہر کا	اوسکے زیر زلف سبزہ کان مین
بید مجنون کے سوا سایہ نہین	تیرے دیوانون کی گورستان مین
دیکھکر دانتون کو تیرے منفعل	بحر مین موتی ہے ہیرا کان مین
دیکھکر خضر اوسکے لب پر خط سبز	ڈوب مرتا چشمۂ حیوان مین
جان قائم ہے عصا ہے آہ سے	آہ کیا گویا الف ہے جان مین
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان مین
دیکھ تو خال اون بھوؤن کے درمیان	گر زحل دیکھا نہو میزان مین
زہر ہے تجھ بن مجھے ہر رگ نشاط	شیر کا ہے بال ہر رگ پان مین

زلف اوس روے کتابی پر ظفر
سورۂ واللیل ہے قرآن مین

اگرچہ عشق مین رنج و محن بہت سے ہین	پر اسمین لطف بھی اے جان من بہت سے ہین
نجانا تا تو نہ اوس شوخ پر فریب کی تو	کہ اوسکو یاد دلا مکر و فن بہت سے ہین
گنے ہے کون مقابل مین دل کے داغونکے	اگرچہ انجم چرخ کہن بہت سے ہین

دیگر

مطلع ثالث

اپنے تو پاے نگارین پایمال ناز سے
کیون چھپاتا ہی یہ اوسکے دیکھی بھالی پانون مین

جب کبھی زانو مین اوسکے مینی کی ہی گدگدی
کیا کہون کس ناز سے اوسنے اوچھالی پانون مین

پاے نازک اور بھی رکھتے ہین خوبان جہان
پر تری اے نازنین سب سے نرالی پانون مین

اے جنون ہاتھون سے تیری ہم کہان جائین نکل
تونے تو ظالم پھرا کر توڑ ڈالے پانون مین

اوس گلی مین جم گئے جب اے ظفر جون نقش پا
پھر ہمارے وان سے کوئی اوٹھنے والے پانون مین

بل بے تیری گرمی تاب عذار آتشین
بوند ہے جسپر پسینے کی شرار آتشین

دل جلونکی چشم پر مژگان خون آلود مین
دشت غم مین ہی عجب کیا شعلہ زار آتشین

ہین نرالے ڈھنگ جرم عشق کی تعزیر کے
واسطے پروانہ کے ہی شمع دار آتشین

کیا عجب گر تابش رخ سے تری زلفونکے تار
ہون خطوط مہر کے مانند تار آتشین

دشت مین جاے جو یہ دیوانۂ آتش قدم
کیا عجب ہر قدم پیدا ہون خار آتشین

شعبدہ بازی ہے سوز عشق کی ہی کیا عجب
میری آہ آتشین بنجاے نار آتشین

آہ آتشبار میری بھی تماشا ہے ظفر
پھلجھڑی اسکو کہون مین یا انار آتشین

قاصدا خوف ہے یہ کیون کہ خط اپنا لکھدون
ہون نہ خود رفتہ خدا جانے کہ مین کیا لکھدون

آگ کاغذ کو لگے بلکہ کبوتر ہو کباب
خط مین مضمون جو کوئی سوزش دل کا لکھدون

مطلع ثانی

دلربائی مین ہے یکتا وہ بت غارتگر
جبکہ سلجھاتا ہے شانہ سی وہ زلفین اپنی
سامری سیکھے منت وہ فسونساز آنکے
نہین معلوم کہ گرداب مین چشم تر کے
اے جنون وادی پرخار مین ہاتھو نسے مرے
آج اوس مست مے ناز نے بستی مین
جھکے مین اگر آجاے ذرا وہ قاتل
پاس گل سکے چمن دہر مین جب یکبھی خار
نالہ میرا وہ قیامت ہے کہ اوٹھہ بیٹھین گے
تیرے میکش نہوں سیر اب اگرچہ ساقی
خاکدان ہے یہ سرایان سے مسافر کوئی
گرد چاہ ذقن یار ہے کائی خط سبز

روز نہ بیجا ہی ہو دل جہین جھپٹا کرلاکھون
دل ہے پرچیتے ہین مرے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون
چھلکے سیکڑون پاوا وسکو ہین لٹکے لاکھون
کس طرح آگئے دریا مین سمٹکے لاکھون
مر گئے بسیر وپا یونہین گھسٹ کے لاکھون
سنگ پر شیشہ دل ہاتھہ سے پٹکے لاکھون
ڈھیر ہون مخضر خون مین ابھی پیٹ کے لاکھون
ہمنے جانا کہ ہین اس باغ مین کھٹکے لاکھون
خفتہ کنج عدم نیند اوچٹ کے لاکھون
مے کی ٹھلیان یہ گرد رون مین مٹکے لاکھون
نکلیا صاف گئے گرد مین اٹکے لاکھون
گر پڑین کیونکہ نہ دل پانوون پٹ کے لاکھون

دل رنجور کو میرے غم الفت نے ظفر
صدمے پر صدمے دیئے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

دیکھے کے صورت ظاہر کی پہچاننے والے اور ہی ہین
ہے جو حقیقت باطن کی وہ جاننے والے اور ہی ہین

والے اور ہی ہین
کون بنا سے صورت انسان
دیکھے دست قدرت اسکے سامنے

تباہ ایسے ہوئے انجام مین ہم عشقبازی کے	کوئی چوسر کی بازی ہار دی جس طرح سے پو مین

ظفر اک بات پر قائم ہین اپنے ہم نہین ڈرتے
جو کہدین ایکدفعہ مین وہی کہدین سو مین دو سو مین

لیا پھسلا کے اول اونسے میرا دل مذاقون مین	ہوا پھر دشمن جان میرا وہ قاتل مذاقون مین
لگے کیونکر نہ بات اے شکرین لب زہر سی مجکو	کرے ہی تو رقیبونکو مری شامل مذاقون مین
ہنسی ہین ہی ستم اوس غنچہ لب کا بند ہو جانا	کہ ہو جاتا ہی اوسکا کھولنا مشکل مذاقون مین
نہو بوس و کنار اونسے تو پھر ہمکو مزا اصلا	نہ حاصل اختلاطون مین ہوئی حاصل مذاقون مین
تری موج تبسم کم نہین شمشیر و خنجر سے	کرے ہے ہنستے ہنستے دل کو تو بسمل مذاقون مین
جلانیکو مرے وہ شمع رو دیکھو تو غیرون سے	کرے ہے گرمجوشی کیا سر محفل مذاقون مین
سوال بوسہ پر رنجش ہو تو کیا لطف بوسی کا	مزا جب ہی کہ ہون بوسے کے سائل ہم مذاقون مین
تجھے ہونا ہے الکدن ذائقہ سی موت کو اوقت	رہی ہے ہر نفس دنیا کی کیا غافل مذاقون مین

وہ کیا لطف سخن جانے مذاق اوسکا نہو جسکو
مزا ہے شعر خوانی کا ظفر کامل مذاقون مین

اشک گلگون سے مرے جامۂ تن کا دامن	پر گل اس طرح سے ہی جیسے چمن کا دامن
جب صبا لیگئی اوس طرۂ مشکین کی شمیم	بھر گیا مشک سی صحرای ختن کا دامن
کیا عرق ہے کسی مہوش کی جبین سی پوچھا	ہے ستارون سی جو پر چرخ کہن کا دامن

دور ابھی ہی موسم گل اور جنون کا ہاتھ ہے
تار ثابت ایک بھی اپنے نہین یان جیب مین
چاک ہی دل کا سودا لوٹ کا ذرے ہے
[illegible] نقد ایمان جیب مین
[illegible] واہ پنہان جیب مین
[illegible] ظفر [illegible] جیب بھی اچھا نہین

گرد ہون یا غبار ہون کیا ہون
خاک ہون خاکسار ہون کیا ہون
نہین معلوم لاغری سے مین
رنگ گل ہون کہ خار ہون کیا ہون
اپنی ہستی کے اعتبار سے مین
ہون نہ بے اعتبار ہون کیا ہون
نالۂ بلبل ہون بے اثر کیا ہی
نالہ کش مین ہزار ہون کیا ہون

ہوگئے آنسو حنائی تونے دھوئی ای نگار
عشق کی ہی سخت منزل دیکھیے ٹھہری کیونکہ ہو
ریزۂ مینای سبزہ زیر پا اوس گل بغیر

کیا سمجھکر حوض آب اپس چشم نم مین پانون ہین
تھک کی اوٹھ سکتی نہین پانون قدم مین پانون ہین
ہم نہین رکھتے کبھی باغ ارم مین پانون ہین

پڑھلے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ظفر
ڈالتے ہم عشق کے دریای غم مین پانون ہین

دل مضمحل ہی کیا اسے خنجر سے چھیڑ دون
اے فتنہ گروہ قصہ کہ اوڑجای جسمین سر
ڈرتا ہے میرا دل کہ وہ برہم نہون کہین
سیجی مین چنگ چرخ یہ مین کہکشان کا تار
انگور زخم دل کا بھر آئے اگر تو مین
مجنون اوٹھای توسن وحشت کو منہ ہی کیا

اتنا بھی دم نہین ہی جو نشتر سے چھیڑ دون
سنکر جو تو اوڑا وے نئے سر سے چھیڑ دون
مین کیونکہ زلف یار کو اوس ڈر سے چھیڑ دون
مضراب نالۂ دل مضطر سے چھیڑ دون
پھر اوسکو ناخن غم دلبر سے چھیڑ دون
رخش جنون کو مین جو برابر سے چھیڑ دون

بہتر ہزار تذکرے سے ہو وہ اے ظفر
کچھ ذکر شاعری جو سخنور سے چھیڑ دون

یہ نہین آنسو مرے ای چشم گریان جیب مین
سینۂ صد چاک عاشق کا جگر کے داغ سی
گل کرے کیا روکشی تجھسے کہ ایسی تو پڑے

ہین بھرے تیری بدولت ڈر غلطان جیب مین
رکھتا ہے جون صبح خورشید درخشان جیب مین
ہین ہزارون تیرے ای رشک گلستان جیب مین

[illegible]

صبا

صیاد پرجفا ہے زمانہ مرے لیے
اس سے بچاؤ تا نہ گرفتار دام ہون

گھبرائے کیون نہ دل کہ گناہون سے ای ظفر
ساتھ اپنے دیکھتا عجب اک ازدحام ہون

مین کہون کیونکر کہ شوق وصل یار اصلا نہین
کچھ تو ہے جس سے مرے دل کو قرار اصلا نہین

مطلع ثانی

جانتا ہو نہین اوسے وہ میر ایار اصلا نہین
میر کرون کیا دل پہ میر اختیار اصلا نہین

ہے جو وہ ابرو عرق آلودہ ہنگام غضب
کوئی تیغ اس سے زیادہ آبدار اصلا نہین

شکر باری سرگران مجھسے نہین ہر کوئی یار
ہین کسیکی خاطر نازک پہ بار اصلا نہین

یک غم دوری ترا اٹھون ہے یہی میری یار
ورنہ تنہائی مین کوئی غمگسار اصلا نہین

ل کے داغون پر کرون تیری جفا مین کیا شمار
ہیو فا کرتا وفا روز شمار اصلا نہین

ونکہ مین باتو نہین آ کر تمکو دیدون اپنا دل
آپکے قول و قسم کا اعتبار اصلا نہین

ے سے بیہوشی جسے تیری نگاہ مست
ہو کے وہ بیہوش ہوتا ہوشیار اصلا نہین

اے ظفر تو شوق سے ہے ساغر صہبائے عشق
اس شراب ناب مین رنج خمار اصلا نہین

اک یار ہون تو یان مین ہون
عاشق زار ہون تو یان مین ہون

نہیں ہیں آنکھیں یہ بیمار ای دل بیمار
کہ اونہیں تو صفتیں سب طبیب کی سی ہین

قفس میں بند ہی کیا جانے کونسا طائر
صدا ئین آتی مگر عندلیب کی سی ہین

گلہ کی خو نہیں اپنی وگرنہ تجھسے تو
شکائتین ہمیں ظالم نصیب کی سی ہین

ارادہ عشق کی منزل کا ہی جنھیں اونکو
جو دور کیسی ہین راہیں قریب کیسی ہین

جگر کی آبلوں میں میرے مجکو حضرت عشق
دکھائی آنکھیں ہمیشہ ادیب کیسی ہین

ظفر ڈرا اونسے کہ جنکے ہے شیطنت دل مین
اور اونکی باتین بظاہر غریب کی سی ہین

دل ندون اپنا کبھی مین تیری کافر ہاتھ مین
توکلام اللہ بھی گر آئے لیکر ہاتھ مین

ہاتھ کیا آیا تمھارے چاک جو تمنے کیا
لیکے نامہ کو مرے اے بندہ پرور ہاتھ مین

سر کے بل آئینگے دشمن پاؤن پڑنیکو مرے
بھید کی باتونکا اونکی ہی مرے سر ہاتھ مین

بلہوس کا دم نکلجاتا ہے جب قاتل مرا
آستین اپنی چڑھا کرلے ہی خنجر ہاتھ مین

پکڑے وہ کالیکو ہو کالی کا منتر جسکو یاد
زلف تیری لے سکے کون ای ستمگر ہاتھ مین

شہر مین شہرہ مری وحشت کا ہی یہ آجکل
کو بکو لڑکے لیے پھرتے ہین پتھر ہاتھ مین

عاشق مفلس سے کرتے ہین کنارہ سیمبر
رہتے ہین اوسکی بغل مین جسکی ہو زر ہاتھ مین

خون شہید ناز کا تیری نہیں سرخی مین کم
چاہیے رنگ حنا قاتل تجھی گر ہاتھ مین

آج دعوی پارسائی کا ہی تجکو کل ظفر
تھا بغل مین تیری شیشہ اور ساغر ہاتھ مین

دیگر

ہوا کہ مکان کا نشان
[illegible] ہوتا اگر دود آہ کا [illegible]
دکھائے جلوہ جو زاہد کو وہ بت کافر
تو توڑ لے ابھی سبحہ ایمان کا نام دین کا نشان
ظہور معجزہ تھا یہ کہ جس سے پتھر میں
ظفر ہوا قدم خاتم المرسلین کا نشان

دیگر

[illegible]

جیسے لیا ہے بوسہ تری چشم مست کا
ہم منہ لگاتے اپنے کبھی جام کو نہین

قاصد ہمارے سامنے باتین بناے ہی
کہہ سکتا جاکے یار سے پیغام کو نہین

کیا کیا کرے ہی عاشق ناکام پر ستم
خوف خدا کچھ اوس بت خودکام کو نہین

کیا دیگا ہمکو بوسہ لب شوخ غنچہ لب
جنبش بھی دیتا جو لب دشنام کو نہین

تنگ اسقدر ہی نام سی میری کہ وہ کبھی
ہرگز پکارتا مرے ہمنام کو نہین

رندون پہ طعنہ زن ہی عبث واعظا ای ظفر
کوئی کسیکے جانتا انجام کو نہین

گل گلزار ہون تو یان مین ہون
اور اگر خار ہون تو یان مین ہون

مطلع ثانی

مست و میخوار ہون تو یان مین ہون
اور ہشیار ہون تو یان مین ہون

سب ہین بے جرم ویک دیگر دل
اک گنہگار ہون تو یان مین ہون

غم مرا غمگسار ہے میرا
غم کا غمخوار ہون تو یان مین ہون

یون تو سب شیفتہ ہین اوسکے مگر
عاشق زار ہون تو یان مین ہون

مجھسے بیزار ہے تو وان تو ہے
جان سے بیزار ہون تو یان مین ہون

عاشقون مین ہے سر بسر سردار
سب مین سردار ہون تو یان مین ہون

کیا عجب مجھپہ سنگ باری ہو
نخل پربار ہون تو یان مین ہون

دیگر

جفا ہم پر جو قاصد وہ مری تحریر پڑھتے ہین
تو ظالم سب فاتحہ تیری جوان و پیر پڑھتے ہین
نہین ہوتا ہے تسخیر وہ پری رو آہ کیا کیجے
[illegible] افسون پیہم [illegible] تسخیر پڑھتے ہین
مصور دیکھتے ہین جب کبھی تصویر کو تیری
تو بس پھر وہ درود ای عالم تصویر پڑھتے ہین
[illegible] دیکھتے ہین اونکو عید قربان کی
[illegible] وہ تکبیر پڑھتے ہین
[illegible] پڑھتے ہین
کہتے ہم لاحول سن سنکر تری تقریر پڑھتے ہین
[illegible]
زبان پر ذکر [illegible]
ظفر ہم رات دن قرآن مع تفسیر پڑھتے ہین

ظفر کہنے دو اور ونکو کہو تم بھی نہ حال اپنا
اگر جانو گے ہوگا رنج حاصل اپنے کہنے مین

یاد خال لب مین تیرے ہم خون جگر یون کھاتے ہین
جیسے میکش پیتے ہین مے افیونی افیون کھاتے ہین

میرے دیدہ پرخون کی بھی کیا طوفان خونباری ہے
جس سے غوطے خون مین ہر دم قلزم جیحون کھاتے ہین

دیکھتے ہو جو غیرون کو تم میٹھی میٹھی نگاہون سے
اسپر کیا کیا زہر تمھاری چشم کے مفتون کھاتے ہین

بوسۂ لعل لب کے تیرے جو خواہان ہین بیمار ترے
اونکو کھلائین یاقوتی تو کب وہ معجون کھاتے ہین

کہتے ہین مہ کو کیا دیکھین ہم آگے تیرے عارض کے
بلکہ قسم آنکھونکی اپنے انجم گردون کھاتے ہین

خاک بھی ہو کر دشت جنون مین آہ جنون کے ہاتھون سے
کیا کیا چکر جیسے بگولہ ہم اور مجنون کھاتے ہین

در سخن کی تیری صفائی کیا کہون کچھ مت پوچھو ظفر
دیکھ کے اوسکو رشک ہمیشہ در مکنون کھاتے ہین

دیگر

مری مژگان سے آنسو اس طرح رہ رہ کے ٹپکتے ہین
کہ جون برسات کے موسم مین مینھ [illegible]

[illegible]

دیگر

ایک ہی او سکے ستم سے اتنا کیون گھبرا گیا
ایسے ایسے ہونگے اے دل بعد چندے سیکڑون

کیا ستم ہے بوسۂ لب ایک بھی اپنا نہ دے
گالیان ہمکو اسے غنچہ دہن دے سیکڑون

بچکے چل اے پاکدامن یہ وہ دنیا ہی نجس
تجھسے اس ناپاک نے کر ڈالی گندے سیکڑون

آہ سوزان سے مری گر ایک شعلہ ہو بلند
گر پڑین پروانہ یان جلکر پرندے سیکڑون

اوسکی وہ بندہ نوازی ہی کہ جس سے اے ظفر
ہو گئے اک چیز مین ناچیز بندے سیکڑون

جسکو حالِ دلِ پر درد سناتے ہم ہین
آپ بھی روتے ہین اور اوسکو رولاتے ہم ہین

کھینچتے دل سے ہین نالہ جو دم جذبۂ دل
ساتھہ نالے کی کشش کے کھنچے جاتے ہم ہین

ہر بن مو سے نکلتے ہین ہزارون شعلے
سوزش عشق کو کیا خاک چھپاتے ہم ہین

نہ تبسم نہ تکلم نہ اشارہ نہ نگاہ
اوسپہ کیون آپکو دیوانہ بناتے ہم ہین

ایکدو جام سے چلتا نہین کام اے ساقی
اتھو لا خم سے خم بادہ لگاتے ہم ہین

کرتے ہین نالہ پر سوز اگر عشق مین ہم
تیر اکیا لیتے ہین جان اپنی جلاتے ہم ہین

ہے اثر گریہ مین کیا خاک مگر رو رو کر
اپنے اس رونے پہ یارونکو ہنساتے ہم ہین

کب تلک ظلم اوٹھائین تری الفت مین جان
لے بس اب جان ہی سی ہاتھہ اوٹھاتے ہم ہین

جا نکلتے ہین جو صحرا مین تو اشک خون سے
گور مجنون پہ ظفر پھول چڑھاتے ہم ہین

دیگر

دیگر

مطلع ثانی

ہے نازکی دل بت کافر کے بیچ مین
اس طرح جیسے شیشہ ہو پتھر بیچ مین

کرتے نہ کیونکہ نامۂ اعمال ہم سیاہ
لکھا یہی تھا اپنے مقدر کے بیچ مین

ممکن نہین کہ مہر و وفا مجھسے ترک ہو
ہے یہ تو نا صحا مرے جوہر کے بیچ مین

دانتون مین تیرے ہو وہ چمک ایسی آب و تاب
گوہر کے بیچ مین نہ وہ اختر کے بیچ مین

آنکھونکو دیکھ آئینہ مین یون اوٹھا وہ مست
کیا کشتیان پڑی ہین سمندر کے بیچ مین

اک دم یہ تو نہ باندھ ہوا دیکھ ای حباب
ہوگا یہ دم ہوا تر ادم بھر کے بیچ مین

کہتے ہین جسکو دیدۂ پرخون مین مردمک
داغ سیہ ہے لالۂ احمر کے بیچ مین

دل سے جگر کو دیکھ کہ تنہا یہ جا پڑا
مژگان چشم یار کے لشکر کے بیچ مین

ڈالین خرابیان دل خانہ خراب نے
پڑ کر مرے اور اس مری دلبر کے بیچ مین

اتنا ظفر قرار کہان ہے کہ میری آہ
یکدم ٹھہر سکے دل مضطر کے بیچ مین

وہ ہمسے دمبدم کیون آنکھ ای ہمدم چراتی ہین
کہ اونکے عشق مین مرنی سی کب ہم دم چراتی ہین

زیادہ تر مجھے ہوتی ہی ایذا ضبط گریہ سے
کہ یانی زخم دل سی دیدۂ پرنم چراتے ہین

کبھی جو بیٹھتے ہین آن کر وہ میری پہلو مین
تو کیا کیا ناز سی اپنا بدن ہر دم چراتے ہین

بلا ہین چور طفل اشک چشم سرمہ سا تیری
کہ آنکھون سی کاجل دیکھ یہ باہم چراتی ہین

پارسائی کا ظفرؔ کرتے ہیں دعوے اور روز
مے سے میخانہ میں بھر بھر کے سبو پیتے ہیں

سنکے خفا ہو وہ مرا حال زبون تو کیا کرون
ہون تو فسونگر ایسا میں کرون مسخر اک جہان
خاک کرون جلا کے دل آئینہ رو جو صاف ہو
جانتا ہون کہ غم ترا پیتا سا مرے لہو کا ہے
جیب کو میں رفو کرون چاک اگر ہو نا محو
کرتا ہون گریہ اسلیے آگ کو دل کی دی بجھا

اوس سے کہون تو کیا کہون چپ رہون تو کیا کرون
پر نچلے جو اسے پری تجھ پہ فسون تو کیا کرون
ہو وہ بکدر اور بھی اس سے فزون تو کیا کرون
پر نہ جگر میں ہو مرے قطرۂ خون تو کیا کرون
چھوڑے نہ ایک تار بھی دشت جنون تو کیا کرون
ہو جو زیادہ اور بھی سوز درون تو کیا کرون

نالہ و آہ میں مرے جب نہ اثر ہوا ظفرؔ
نالہ کرون تو کیا کرون آہ کرون تو کیا کرون

لب شیرین کی بوسہ سے کبھی وہ چاٹ کھاتی ہین
ہلا دی ہی فلک کیا اور زمین کیا میری بیتابی
بنے کیا دل کا سودا حسن کی بازار والون سی
نکال ای آشنا ہمکو کہ بحر غم میں ہم غوطے
نہ کھا تو جبر سے حق اور کا اور چھین سے چل پھر
جو دولت سی قناعت کی غنی ہیں شکر کرتے ہیں

کہ جب یاد آئی ہے ہم ہونٹھ اپنے کاٹ کھاتی ہین
کہ جگر اس سے اس چکی کی دونون پاٹ کھاتی ہین
یہ چھوٹی قسمین سوداگر کے بارہ باٹ کھاتی ہین
کبھی اس گھاٹ کھاتی ہین کبھی اوس گھاٹ کھاتی ہین
کہ جو یہ مال بد کھاتی ہین پڑ کر کھاٹ کھاتی ہین
اگر وہ خشک نان جو بہنکر ٹاٹ کھاتے ہین

اونھین لکھہ کے دی واردات اپنی ہاتھون
تری زلف کو چھیڑ کر ہمنے ظالم
بجھاتے ہین ہو کر ہوا خواہ تیرے
تجھے لکھہ کے خط توڑتا ہون قلق سے
ہوا ملکے رندون سے بدنام و رسوا
جو زیر زمین لے گئے ساتھہ دل کے

دیے کاٹکر اپنے ہاتھہ اپنے ہاتھون
بلا سر پہ لی اپنے بات اپنے ہاتھون
ہم اپنا چراغ حیات اپنے ہاتھون
قلم اپنے ہاتھون دوات اپنے ہاتھون
تو اے زاہد خوش صفات اپنے ہاتھون
وہ مضطر ہین بعد از وفات اپنی ہاتھون

ظفر باتون باتون مین ہمنے بگڑ کر
بگاڑی ہی اپنی بات اپنے ہاتھون

او سپہ گل وار گلشن مین جو زر پھینکتے ہین
ہوتے رنجیدہ وہین کیا کیا نہ ادھر لالہ و گل
طائر دل کو جو کرتا نہین منظور شکار
بعد مردن بھی ستم ہے کہ صبا کی جھونکے
ایک مین کیا ہون کہ شمشیر ستم سے ہر روز
لاکے تو ہین ترے کوچہ مین مری خاک نصیب

ساتھہ ہی قطرہ شبنم بھی گہر پھینکتے ہین
منھہ سے وہ پان کی پیک اپنی جدھر پھینکتے ہین
دم بدم کیون وہ ادھر تیر نظر پھینکتے ہین
زور لیجا کے چمن سے مری پر پھینکتے ہین
مجھسے دو چار کے وہ کاٹ کے سر پھینکتے ہین
دیکھیے یان سے وہ اب اسکو کدھر پھینکتے ہین

شکل مطلب کی نہ نکلی تو کرین کیا رمال
قرعہ میرے لیے وہ روز ظفر پھینکتے ہین

دیگر

عشق کی رہ مین خرد کی جب پھسلتی پانون ہین — پھر سنبھالی بھی تو مشکل سے سنبھلتے پانون ہین

جبکہ دھلواتی ہین اپنے پانون وہ ہم سے کبھی — اونکے ہم کس کس طرح آنکھون سے ملتے پانون ہین

دیکھکر ستی مین اونکو مین کھڑا حیران ہون — اب نہ پیچھے ہٹتے ہین نہ آگے چلتے پانون ہین

روک تو اشکو نکے لڑکو نکو گریۂ چشم تر — دیکھہ باہر گھر سے اب اونکے نکلتے پانون ہین

ہر قدم پر خار صحرا کی خراشون سے جنون — دیکھہ ہیئت اور ہی میری بدلتی پانون ہین

کون جا سکتا ہے بیدل دل جلونکی خاک پر — جو قدم رکھتا ہے اوسپر اوسکی جلتی پانون ہین

پانون جمنے دے ذرا اوس خاک در پر ای ظفر
پھر مرے جون نقش پا کب وان سے ٹلتے پانون ہین

حال نہین کچھہ کھلتا میرا کون ہون کیا ہون کیسا ہون
مست ہون یا ہشیار و نہین ہون نادان ہون یا دانا ہون
کان سے سبکی سنتا ہون اور منھہ سے کچھہ نہین کہتا مین
ہوش بھی ہے بیہوش بھی ہون کچھہ جاگتا ہون کچھہ سوتا ہون
رند ہون مین یا زاہد ہون یا صوفی ہون یا میکش ہون
عالم ہون یا جاہل ہون یا مومن ہون یا ترسا ہون
کیسا رنج اور کیسی راحت کسکی شادی کسکا غم — یہ بھی نہین معلوم مجھے مین جلتا ہون یا مرتا ہون

ای پردہ نشین دل مین کری لاکھ تو پردہ
ابرو ہے کہ بیت اوسکا کہے ہی مری دل سے
مین در پہ تری رہنے نہ دون غیر کو ہرگز

پر بوزن دل سی تجھی مین جہانک کی چھوڑون
جلتا نہ تجھے ہاتھ سے مین ہانک کی چھوڑون
جس طرح بنے وان سے اوسے ہانک کی چھوڑون

قسمت مین مرے خاک بیابان جنون کی
ہو پہانکنی لکھی تو ظفر پہانک کے چھوڑون

وہ ہمیہ آنکھین جو ہوکر کڑی نکالتی ہین
خبر نہین ہمین کہ پھر خفا ہوئے ہین آج
وہ ہم کو نکویون مین نکالتی گھر سے
ارادہ ہی کہین مہمان آج جانے کا
نہ سمجھو اشک کی قطرے گریۂ چشم کی راہ
ہمارے دل کی نہین کھلتی گانٹھ جی اوسنے

تو منہ سی اُف نہین جو وہ بڑی نکالتی ہین
اگر کسیکو وہ گھر سے کھڑے نکالتی ہین
چمن سے جیسے کہ پتے جھڑے نکالتی ہین
وہ پہننے کو جو بالے چھڑے نکالتی ہین
ہم اپنے سینے کے پیکان اڑے نکالتے ہین
ہزار زلف مین وہ بل پڑے نکالتی ہین

ظفر جب آتے ہے رونا ہمین تو آنکھون سے
ہم آنسوؤن کی گھڑے کی گھڑے نکالتے ہین

ہین اب کہان ہماری وہ سیر چمن کی دن
تشبیہ دون اگر رخ روشن سی تیری مین
کہتی ہے دل سی اوس گل رخسار کی ہما

کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیم تن کی دن
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن
کیا دیکھتا ہی ہین ابھی دیوانہ پن کی دن

کس دن ہم اوسکے وصل کی تدبیر مین نہین

دیگر

وہ جب نہ کھینچتے ہین کنب مجھکو ہان مگر کشش ادھر اودھر سے لون
بات کچھ دلبری کی کر جو تو
چیا ہتا ہے کہ دل ظفر سے لون

کیا ہوا اگر ترے رخسار کو ہم چومتے ہین جو مسلمان ہین وہ قرآن کو صنم چومتے ہین
جوش وحشت مین جو مین اپنے بڑھاتا ہون قدم خار صحرای جنون میرے قدم چومتے ہین
لیکے یک شب تری زلفون کی بلائین ہر روز ہاتھ ہم اپنے ترے سر کی قسم چومتے ہین
حرف مطلب کا نہ مشتاق خط ہے قاصد خط کو ہم یار کے با دیدۂ نم چومتے ہین
کچھ تو آتا ہے مزا یہ جو مرے زخم جگر کھولکر منھ لب شمشیر الم چومتے ہین
کاٹتے ہین ہونٹھ اپنے نکیون ہم کہ لب تیغ کو منھ کو بینوش ترے ہای ستم چومتے ہین

جاکے کیا کعبہ مین چومین حجر الاسود کو
اے ظفر سنگ در یار کو ہم چومتے ہین

ہو وین جب ہمخواب ہم وہ بات اگر سیدھی کرین بستر راحت پہ یون کیونکر کمر سیدھی کرین
آنکھ رہتی ہی ہمیشہ اونکی ٹیڑھی ہمنشین دیکھیے کس روز وہ ہمسے نظر سیدھی کرین
اوسکی مژگان ہو نہ سیدھی لاکھ دل اپنا چلے یہ نہین وہ چوب جسکو سینک کر سیدھی کرین
آئین ہونیکو نشانہ سب اودھر نخچیر عشق اک ذرا بندوق اپنی وہ جدھر سیدھی کرین
دے خدا اگر بال و پر تو مثل مرغ تیز بال یان سے ہم پرواز بام یار پر سیدھی کرین

نہ تو تیغ ادا نہ کچھ دیکھنے سے ہلو ای ناصح
نہ دل اپنا ہو مین نہ اپنی نظر ہے اپنے قابو مین
دل سودائی کو اپنا اے ظفر کیسی بی کہا تھا
کیا زلفون نے اوسکو باندھ ہے اپنے قابو مین

دیگر

خط و پیغام کی وان بات تو کچھ ہے ہی نہین	قاصد امید ملاقات تو کچھ ہے ہی نہین
ہم خوش اوقات و بد اوقات بتائین کسکو	اپنی اے دوست اوقات تو کچھ ہے ہی نہین
زلف رخ پر سے جو سرکی تو وہ شب کہنے لگے	دن نکل آیا ہی پورات تو کچھ ہے ہی نہین
کچھ نہ کچھ غیر پہ کرتے ہو ہمیشہ الطاف	آپکی ہمیہ عنایات تو کچھ ہے ہی نہین
وہ تو دو چار مہینے رہی اور یہ برسون	آگے اس گریہ کی برسات تو کچھ ہے ہی نہین
ہوتا ہے آپکے انداز سے مطلب معلوم	ورنہ بندہ مین کرامات تو کچھ ہے ہی نہین

جو کہ منظور اوسے ہے وہی ہووے گا ظفر
کیا کرون مین کہ مری ہاتھ تو کچھ ہے ہی نہین

سبھی ہو سکتا ملک و مال زر ہو اپنی قابو مین	نہین اک زندگی اپنی مگر ہے اپنی قابو مین

مطلع ثانی

مری نزدیک سب کچھ ای ظفر ہو اپنی قابو مین	دل دیوانہ یہ اپنا اگر ہے اپنے قابو مین
مسخر اوس پری کو یون کیا تو کیا کیا ہمنی	کہ شام اور ونکی قابو مین سحر ہو اپنی قابو مین
بہے جاتی ہین دونون آنسوون کے ساتھ خون ہو کر	نہ دل قابو مین اپنی نے جگر ہو اپنی قابو مین
ہمین اے آہ بی تاثیر تجھ پر آئے ہے رونا	کرین کیا ہم نہین مطلق اثر ہو اپنی قابو مین
پڑا الفت کی ہاتھون بطرح سی کشمکش مین دل	ادھر ہے اپنے قابو مین ادھر ہو اپنی قابو مین
جو ہووے رہ نورد شوق کیا ہو اوس سے خودداری	کہ بوی گل کہان وقت سفر ہو اپنی قابو مین

دیگر

لگی ہوئی ہی جو اوس شمع رو سی لو اپنی
تو لوگ صورت پروانہ کیا ہی جھلتے ہین

ظفر تصور مژگان یار ہے جسکو
وہ دیکھا تنکے ہی دیوانہ ہین کی چھیلتے ہین

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کی سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پہر کس کام کے فلک
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی پر
پر مری نظرون مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین

اے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہی غضب
پھیر سکتا تجکو اے تیر قضا کوئی نہین

رہنے والون کا عدم کی حال کس سی پوچھیے
اس طرف کو آج تک ان سی پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنی ہین اپنی غرض کی آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ہم کسی کو کیون کہین منہہ سی برا اپنے ظفر
ہم ہی سب سے ہین برے ہمسے برا کوئی نہین

کب ہین کہین ہم بیٹھتے اوٹھتے اور کب چلتے پھرتے ہین
اپنے دل بیتاب کے ہاتھون ہاتھہ ہی ملتے پھرتے ہین
دیکھو کہین پھنس جاؤگے تم تو چھوڑنا مشکل ہووی گا
حضرت دل کیون سادہ رخون پر آپ پھسلتے پھرتے ہین
ہستی جو ہی سرگرم محبت اندنون کچھہ وہ مہ لقا
دیکھہ کے دشمن کیا کیا اپنی جی مین جلتے پھرتے ہین

دیگر

[illegible]

وله

[illegible] کسی کی باتون مین

[illegible]

کیونکر انکو یار سمجھیے یار نہین عیار ہین یہ
کرتے باتون ہی باتون مین یہ تو اک عیاری منہ سے ہین
کہتے کچھ ہین کرتے کچھ ہین ڈرتے رہیے انسے **ظفر**
دشمن جان ہین دل سے کرتے ظاہر داری منہ سے ہین

گذری جو ہم پر کیا کہوین
پوچھ نہ دلبر کیا کہوین

ہم تو ازل سے غم کش ہین
تجھکو مقدر کیا کہوین

رسم جو تجھ مین ہو تو کہین
تو ہے ستمگر کیا کہوین

تیری کدورت سنگدلی
خاک اور پتھر کیا کہوین

دیکھتے اپنے ہاتھ مین وہ
آئینہ لیکر کیا کہوین

زلف و رخ ہے شام و سحر
یہ نہ کہین گر کیا کہوین

رخ کو ترے خورشید کہین
ماہ انور کیا کہوین

حسن تیرا سبحان اللہ
اور اے دلبر کیا کہوین

جھوٹی وہ تو بناتے ہین
باتین **ظفر** پر کیا کہوین

تمہارے وصل کی جو آرزو مین مرتے ہین
اسی طلب مین اسی جستجو مین مرتے ہین

ہماری خاک سے روئید دیکھو نرگس ہے [illegible]
ترے تصور روے نکو مین مرتے ہین

[illegible] باتون مین

وله

[illegible]

گُہر کیا لعل کیا خورشید و مہ کیا انار کیا گُل کیا
سبھی ممنون احسان عکس روئے دلربا کے ہین

پڑا وہ سایۂ دیوار سے سر پر ہے دولا چپکے
نہین ہوتے وہ منت کش کبھی ظل ہما کے ہین

پہونچنا منزل مقصود تک مشکل نہین ہمکو
کہ پیرو اپنے ہادی کے اور اپنے رہنما کے ہین

جسے شق القمر کہتے ہین اون مین ایک ہی ادنیٰ
کہ جو اعجاز اوس محبوب رب خیر الوریٰ کے ہین

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا ہے کیا کہنا
ظفر ہم خاک پا ان چار یار مصطفےٰ کے ہین

دانا ہون یا کہ نادان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
کہتا ہون آپ مین ہان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

ٹھہراؤ آدمی یا مجھکو بناؤ حیوان
کچھ ہی کہو مری جان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

بد ہون کہ نیک ہون مین سب اپنے واسطے ہون
کیا تمکو کام یاران جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

تو بہائے اشک خونین اور یانی وہ برسائے فقط
رونے مین کب ابر و چشم پرنم ایک ہی طور کے ہین

ایک تماشے عالم کے اسمین بھی دکھائی دیتے ہین
دل میرا اور جام یہ تیرا ای جسم ایک ہی طور کے ہین

نعل کفش یار یہ شبکو ماہ نو سے کہتا تھا
فرق نہین کچھ ہم تم دونون پرخم ایک ہی طور کے ہین

رند اگر ہین مست مے تو زاہد مست نخوت ہین
دونون کے رنگ ایک سے ہین اور عالم ایک ہی طور کے ہین

باتین کرو اغیار سے تم اور بچا گو ہمسے کیا باعث
ہمسے کیون ہے پردہ ہم وہ محرم ایک ہی طور کے ہین

خانۂ دنیا خانۂ گردون خانۂ شادی تھی کس دن
ظفر سدا سے یہ تو سراے ماتم ایک ہی طور کے ہین

دنیا ہے جبکہ رنج و الم ہی اوٹھائے جان
ہوتی اگر نہ عشق کی آتش خمیر مین
پہلو سے بیٹھے بیٹھے وہ جانان جو اوٹھ گیا
پیکان تیر یار سے ہے اپنی زندگی

پھر اسمین کسلیے کوئی اپنی کھپائے جان
رکھتا نہ اپنا قالب خاکی ہوا سے جان
ٹھنڈی سی بھر کے سانس کہا دل نے ہائے جان
اے چارہ گر جو دل سے یہ جائے تو جائے جان

غیر سے ملکر تو نے جو ٹھہرائی ہے معلوم ہے سب
پر جو تیرے جی مین ہے وہ اپنی زبان پر لائے کون

یار نہین غمخوار نہین ہمدرد ظفر اب کوئی نہین
کنج غم مین آپ ہی کیجیے دل کو مرے بہلائے کون

اپنے وفور اشک سے ڈوبے کوہ نہ یکسر پانی مین
غوطے کھاتا خجالت سے ہے بلکہ سمندر پانی مین

مستون نے گرداب جو دیکھا دریا مین تو یہ سوجھی
روح کسی میخوار کی ہے یہ کھاتی چکر پانی مین

سیر دریا کسکو خوش آئے تو جو ساقی پاس نہو
موج دریا کھینچتی ہے سو مجھپر خنجر پانی مین

اشک کے قطرے دیکھ کے اپنی چشم تر مین یہ سوجھا
واہ بنے کیا موتی ہین یہ سیپ کے اندر پانی مین

سنگ بلا و محنت سے کب سینہ صاف مکدر ہون
پانی کا کیا بگڑے ہے گر پھینکے پتھر پانی مین

اپنے در اشک سے ہوتا ایسا خجالت کش نہ اگر
کاہیکو اس طرح سے چھپکر بیٹھتا گوہر پانی مین

سچ جو پوچھو ہین وہی روز ازل سے سبز بخت
سبزہ رنگون کی محبت مین جو سم کھا جاتے ہین

پوچھتے ہو حال کیا اے ہمنشینو گھن کی طرح
ہڈیون کو روز کے یہ رنج و غم کھا جاتے ہین

آئے اون جھوٹون کے منھ سے کیون نہ بدبو اے ظفر
جو بشر ہر بات مین جھوٹی قسم کھا جاتے ہین

دشمن بغل کا مری پہلو مین دل نہین
ہون تنگ دل کی ہاتھ سی قابو مین دل نہین

سوز فراق سے بھلا کیا جل بجھا کہین
سرگرم اضطراب جو پہلو مین دل نہین

تسخیر دل کیواسطے زر چاہیے تجھے
کچھ حکم زور پنجہ و بازو مین دل نہین

اے چشم یار طاق ہے جادو مین تو بھلا
کسکا گھرا ہوا ترے جادو مین دل نہین

سودا ہے اک نگاہ پہ دل کا چکا ہوا
اے شوخ بکتا تل کی ترازو مین دل نہین

گر آنکھ مین ہے اوسکی عجب کیا گو ہانجنی
بتلاؤ ہوتا کیا برآہو مین دل نہین

پھرتے ہین مدتون سے ظفر ہم تو ڈھونڈتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو مین دل نہین

آنسو کوئی بلا قرہ تر تلے کے ہین
کیا ہی شریر لڑکے یہ اوپر تلے کے ہین

ہوتے ہین کوئی ابروے جانان سے منحرف
سر رکھنے والے ہم اسی خنجر تلے کے ہین

یون نہین اور کیا اونکو ظفر اوسے خدا سمجھے
ایسا جھوٹے اگلا وس بت سی جو بد ذات کرتی ہین

دیگر

دیکھ جو تم داغ ہوا کھون یار وا اب
بیٹھا تھا وہ غیرت گلشن ہاے کبھی
جس پہلو مین
اس پہلو مین
باعث داغ عشق محبت دل ہاے اپنا
یون نازان دیکھے جیسے شاہد دولت کوئی
مفلس پہلو مین
جبکہ تصور اون آنکھون کا گلشن مین
بند ہو جاتا ہے
تیر لگاتی دل کی ہاے کیا شاخ نرگس
پہلو مین
ایام بعض درد جدائی کے دور سے
تو دیکھو نکی

شوق دیدار دیکھنا اونکا	دل سے آگے جھپٹ گئین آنکھین
جھاڑ کر بخیہ مژہ کیا وہ	دل کے پیچھے لپٹ گئین آنکھین
چشم بد دور حسن یار پہ ہین	ایک عالم کی ڈٹ گئین آنکھین
جب مقابل ہوئین اون آنکھون کے	دل مین آہو کے کٹ گئین آنکھین
سیدھی آنکھون سی کیون نہین ملتین	کس گنہ پر پلٹ گئین آنکھین
جب چمن مین وہ آنکھ یاد آئی	گل نرگس پہ چٹ گئین آنکھین
شوق دیدار دیکھ عنوان پر	مہر کی جا چمٹ گئین آنکھین
رکھتے تھے سرمہ سا جواب نہ خاک	خاک مین اونکی اٹ گئین آنکھین

دیکھے دنیا کے جو ظفر بد و نیک
سو قدم پیچھے ہٹ گئین آنکھین

بسر اتو نہین غیرون سی تو ساری رات کرتی ہین	نہین اس نیم جان سی وہ اگر آدھی بات کرتی ہین
نہ فرصت بات کی ہمہی ونسی باتین کرتیو نہین	عبث ہم جا کی وان اپنی خراب اوقات کرتی ہین
ملی ہین خاک مین جو نقش پا ہم راہ مین جنکے	قدم رنجہ نہین گاہی ادھر بہیہات کرتی ہین
کیا پیدا ہنر ہنسنے وہ شطرنج محبت مین	جو آئین لاکھ مجنون سی ابھی ہم بات کرتی ہین
جہان تو جائے ہی پیاری برنگ سایہ وان ہم بھی	اگرچہ ناتوان ہین لیک تیر اسات کرتی ہین
پس مردن بھی دیتا کون ہی وہ لوگ اچھے ہین	جو اپنے ہاتھ سے کچھ جیتے جی خیرات کرتی ہین

ضعف سے اوسکے نہ حرکت ہو اور نہ
جس پہلو مین
مین دل بیتاب بغل مین لیکر بیٹھ
پہلو مین
دیگر
نہیب پہلو مین

فزون کحل جواہر سے بھی وہ حق مین ہمارے	جو اوڑ اوڑ کر پڑی کوچہ کی تیری خاک آنکھون مین
نظارے مہرجبین تیری بصر افزا تو ہین لیکن	کھٹکتے ہین عدو جیسے خس و خاشاک آنکھون مین
خدا کے واسطے صورت دکھا جا کر دکھائی دے	کہ میرا آ گیا دم اے بت نمناک آنکھون مین
جو ہر شب راہ تکتے ہین تری ای ماہ طلعت ہم	تو کٹتی رات ہے جون انجم افلاک آنکھون مین
کھنچی مستون کا ہاتھو نہین کوئی شیشہ سیہ شوق	کہان تحریر سرمہ سے تری سفاک آنکھون مین

تماشے دیکھتے ہین گر ظفر کونین کے تجھکو
لگا خاک کف پای شہ لولاک آنکھون مین

کچھ ایسا ہو کہ کہین تجھکو جان دیکھہ تو پائین	ندیدے ہو گئے دیدے اک آن دیکھہ تو پائین
ہمیشہ گلشن فردوس ہم جو سنتے ہین	جو حور وش ترا دیکھین مکان دیکھہ تو پائین
پہونچے خاک ہین آنکھون سے بھلی وا لگی ہم	تری گلی مین بھلا پاسبان دیکھہ تو پائین
تمہاری ہوئینگی زاہد بھی اے بت تو بندے	ذرا وہ کوئی ادا کوئی آن دیکھہ تو پائین
رکھینگے ہم بھی فلک سے خوشی کی پھر امید	کسی کو شاد نہ اے آسمان دیکھہ تو پائین
نکل رہینگے تری زلف پرشکن کے بل	مگر ہم اب کی لگے تیری کان دیکھہ تو پائین

جو کھوئین آپکو ہم جستجوے جانان مین
ظفر کہین نہ کہین کچھ نشان دیکھہ تو پائین

جو ہم بہار مین مست شراب ہونگے تو ہون	کسی کو کیا ہے ہم آپ ہی خراب ہونگے تو ہون

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دیکھا جب اسکو کھل گئین آنکھین
ایسا آیا مجھے نظر ہے کون
زلف و رخ سے سوا نہین معلوم
شام ہے کون اور سحر ہے کون
[illegible] نوازش دنیا
ایسا دنیا مین وہ بشر ہے کون

قطعہ

بعد استاد ذوق تم سا ہوا
[illegible] سخن ور ہے کون
رکھتا فہمید شعر [illegible]
اسی قافیہ مین اور غزل
تجھسے بہتر ایسا سخن ور ہے کون

و دیگر

نہین رکھتا ہون یہ خبر ہون ہون کون
اور پوچھو ہون کہ ہون بشر ہون کون
زلف تیری جو کان لگتی ہے
جانتی وہ نہین کہ ہون ہون کون

خاک مین ہمکو ملائینگے برنگ نقش پا
وہ جو آئے ہین ظفر سرمہ لگا کر آنکھین

بوسہ رخ دو ہمین
دل ہم اپنا دین تمھین

درد دل اپنا صنم
کیون نہ ہم تجھسے کہین

چپ رہا جاتا نہین
کب تلک چپکے رہین

وہ عبث ہین کوستے
آئے بن کیونکر مرین

تو ہمین دے گالیان
ہم دعائین تجکو دین

بھر رہا ہے دل مرا
کیون نہ پھر آنسو بہین

چشم و دل دونون برے
ہم بھلا کس کو کہین

یہ ترے جور و ستم
یار ہم کب تک سہین

اس غزل پر سب ظفر
آفرین تجکو کہین

مری لیجاتا وان خبر ہے کون
مجھے بتلا دو وہ بشر ہے کون

جو مقابل تری نگاہ کے ہو
ایسا رکھتا دل و جگر ہے کون

بار غم جیسے دل پہ ہے لیا
بوجھ یون لیتا جان پر ہے کون

سوز الفت نہین ہم تو آگ
پھر لگاتا ادھر ادھر ہے کون

غزل چہارم دیوان ظفر

[illegible]
آسے دامن سے خاک در ہون مین
[illegible]
کیا بتاؤن [illegible]
[illegible]
سبھی [illegible] فتنہ [illegible]
مین بھلا شوخ [illegible]
نہین کھلتا یہ آج [illegible]
[illegible]
[illegible] وہ [illegible] ظفر [illegible]

یون تو بند ہوا گے حنا نے بت دیر کو پاؤن
چومنے دیتی نہ ہر عاشق دلگیر کو پاؤن

چلتی میدان مین ہرگز نہین دم قتل عشاق
نہین درکار ہین قاتل تری شمشیر کو پاؤن

بے ادب لطف ہی کیا روے خط پہ ترے
کہ لگاتی ہی یہ قرآن کو تفسیر کو پاؤن

اے جنون رکھتا ہی آغوش ہی مین اپنی سدا
بسکہ بھاتے ہین مری حلقۂ زنجیر کو پاؤن

ذبح کرتا نہین وہ صید فگن کیا ہی ستم
ڈال دیتا ہی یونہین باندھ کی نخچیر کو پاؤن

دشت گردی مین جنون عمر ہوئی اپنی بسر
نہ تھکے دیکھ تو اوس گردش تقدیر کو پاؤن

اے ظفر یون جو پھر آتا ہے مجھے جون خورشید
توڑنے ہین مرے شاید فلک پیر کو پاؤن

کل دیکھا جو گھر کے ترے دیوار مین روزن
لاکھون ہی پڑے سینۂ افگار مین روزن

تیر نگہ ناز سے ہین تیرے ہزارون
چھلنی کی طرح میرے دل زار مین روزن

شب دیکھ کے کہتے تھے ستارونکو ہم مست
کتنے ہین دل چرخ ستمگار مین روزن

پہونچے جو مرے نالۂ شبگیر کا اک تیر
ہون سیکڑون اس گنبد دوار مین روزن

سوراخ کرے دل مین نگیون اشک کہ ہووے
اس ہیرے سے اس گوہر شہوار مین روزن

روزن کی طرح اپنی کھلی رہگئین آنکھین
آئے جو نظر آج در یار مین روزن

مستونکے ہو سوراخ ظفر دل مین جو دیکھین
گر کوئی خم خانۂ خمار مین روزن

مجھے دکھلاتا ہے جو اپنا قد رعنا کی بہار
کبھی آئی نہ سر سرو سہی سے کبھی جی مین

اس ظفر ...

دیگر

... بیچھے پڑ گئی ہین پچھیان

مطلع ثانی

دل ہی لوٹنا ہے اپنا اب جو ہوئی ہین پچھیان

ہستی کے میکدے مین ظفر کب ہوا سرور
روز ازل سے مست شراب الست ہون

پان کھا کر نہ رقیبون سی کیا کر باتین
رنگ لائین نہ تری کرنی حیا کر باتین

دیکھو تقدیر جو اکبار ادھر آتی ہین
جاتے ہین لاکھون ہی وہ ہمکو سنا کر باتین

ہم ہوا اونکو مری شکل سی نفرت ہی سہی
سُن تو جائین مری وہ دو گھڑی آ کر باتین

کیا تماشا ہے نہین کرتے نگہہ بھی وہ ادھر
کرتے ہین غیر سے کیا آنکھہ ملا کر باتین

بزم جانان مین دلا منھہ سی کسی ناکس کے
تجھے منظور جو سننی ہین منا کر باتین

تجھے اے شوخ غضب یاد ہین ڈھب ملنی کا
سبب سی ملجاے ہین دو چار ملا کر باتین

دل سی ہم ہمسے دل ای یار جدائی ہین تنگ
کرتے ہین رو رو کے پہر اشک بہا کر باتین

مجھے ڈر ہے کہ مفسد کہین پھر کائین اونکے
جھوٹی سچی مری جانب سی لگا کر باتین

آپ سے آپ ہی وہ ہمسے بگڑ جاتے ہین
کچھ نہ کچھ ہمپہ ظفر روز بنا کر باتین

رحم کچھ آئی جو اوس رشک پری کی جی مین
کیونکہ جی ڈالیے پر اپنا کسی کی جی مین

نہ ملا قطرہ می دور مین تیرے ساقی
خون دل بیٹھہ رہے اپنا ہی پیکر جی مین

چشم میگون وہ ہمین یاد جو آئی تو مزی
آ گئے صاف شراب عنبی کے جی مین

کوئی سمجھاے اوسی میری طرف سی غمخوار
اتنی آتی نہین افسوس کسی کی جی مین

دیگر

مطلع ثانی

دیگر

عرق جو روے گلگون بت پرفن سے مین پونچھون
تو گویا اوسکے رخسار گل گلشن سے مین پونچھون

سرشک خون کسی صورت نہین تھمتے نہین تھمتے
کہان تک دیدۂ خونبار کو دامن سے مین پونچھون

اسی سے ہے مری زیبایش تن خاکساری مین
غبار کوے جانان کیونکہ اپنے تن سے مین پونچھون

جو خون آلودہ ہے شمشیر قاتل کی تو ہونے دو
مجھے کیا کام جو سرخی لب دشمن سے مین پونچھون

ابھی ہر تار دامن کا برنگ موج دریا ہو
جو چشم اشکبار اپنی ذرا دامن سے مین پونچھون

جو پوچھون خاک تن سے اے جنون کس چیز سے پونچھون
جو پیراہن ہو میرے پاس پیراہن سے مین پونچھون

مسی آلودہ لب سے گر پسینا اے ظفر پونچھون
تو شبنم باغ مین برگ گل سوسن سے مین پونچھون

اے بتو تم جیسے اہل بغض و کین ہوتے نہین
اور ایسے دشمن ایمان و دین ہوتے نہین

دیگر

دیگر

دیگر

کوچہ جانان مین ہم گریہ کنان بیٹھے تو ہین
دیکھیے ہوتا ہی کب تک مہربان وہ ماہ شہر
کیا غرض ہمکو جو ہون منت کش تیغ اجل
مرئین گے تو بھی کوچے سے نہ اوٹھین گے کبھی
دیکھیے کرتا ہی کب تک وہ کمان ابرو ہدف
ٹھوکرین کسکی کھائین دیکھیے جون سنگ راہ

اشک وہ پوچھ نہ پوچھو مردمان بیٹھے تو ہین
ہم اسی امید مین ای آسمان بیٹھے تو ہین
قتل ہونیکو ترے ہاتھون سے ہان بیٹھے تو ہین
جسکے مثل نقش پا جان جہان بیٹھے تو ہین
کرکے ہم اپنی دلا خاطر نشان بیٹھے تو ہین
کوچۂ دلدار مین ہم ناتوان بیٹھے تو ہین

پوچھتے ہو تم ظفر کو یان وہ آئے یا نہین
آپ اونھین کہتے ہین کیا ای مہربان بیٹھے تو ہین

ہم آہ درد جدائی کہین تو کس سے کہین
غبار دل مین ہے انکے ہماری جانب سے
سمجھتے ہم ہین اسے نارسائی تقدیر
ہمارے دل مین ہے اے سوزش غم پنہان
حقیقت شب ہجران و روز فرقت ہم
ہمارا قصۂ غم غم سنے تو کون سنے

نصیب تیرے برائی کہین تو کس سے کہین
عزیز و بہر صفائی کہین تو کس سے کہین
جو وان نہین ہے رسائی کہین تو کس سے کہین
جو تو نے آگ لگائی کہین تو کس سے کہین
بتاتے ہین وہ رکھائی کہین تو کس سے کہین
یہ رنج و درد جدائی کہین تو کس سے کہین

جو دوستی مین ہتو نکی ہے اپنا حال ظفر
عدو ہے ساری خدائی کہین تو کس سے کہین

ردیف الواو

دیگر

دریائے اشک تابفلک پہونچا رات کو
رکھتی گرہ مین دام ہے وہ زلف خم بخم
کیا کیا کٹے نہ رشک سے شمشاد باغ مین
پروانے کو جلا کے کیا خاک بزم مین
کوچہ مین عشق کے ہین برابر شہ و گدا
ہوتا نگین کی طرح سے ہے نامور وہی

کیون ہو نہین چھوٹ پانی لگا مینہ کا ہاتکو
چاہے ابھی خرید لے سب کائنات کو
وہ سرو قد دکھائے اگر اپنی گات کو
لگجائے آگ شمع ترے التفات کو
کب پوچھتا ہے وان کوئی ذات و صفات کو
کر لیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھہ کے کاتب ہین کہہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

ساتھہ لو ہمکو تم جھگڑے نہ پھرو
میکشو خوش کہان جو تم جب تک
پھرتے آوارہ کیون ہو حضرت دل
جسپہ اڑ جاؤ تم یقین ہے کہ پھر
اس زمانے کے چکنے چپڑون مین
کون کہتا ہے تمسے پھر آؤ
کرتی مضطر ہے دل صدا انکی

ڈر ہین اس پھرنے مین پڑے نہ پھرو
ساتھہ مے کے بیے گھڑے نہ پھرو
اوس گلی مین رہو پڑے نہ پھرو
رہو اوس بات پر اڑے نہ پھرو
تم بھی چکنے بنے گھڑے نہ پھرو
بات سن لو کھڑے کھڑے نہ پھرو
پہنکر پانوٗن مین کڑے نہ پھرو

زمین پہ رکھتے نتھے جو کہ اپنے زور میں پانو
وہ اب ضعیف ہیں ٹیکائی بیٹھے گور میں پانو

چھٹا نہ طائر دل تار زلف سے ہرگز
پھنسا یہ پھندے میں ایسا الجھ کے ڈور میں پانو

خلیدہ ہونگے کف پا میں خار مژگان کے
نہ ڈال دیکھ سر راہ چشم مور میں پانو

مجال کیا کہ جو پھیلائے رشتہ سوزن
تمہارے زخمیوں کو زخم دل کی چور میں پانو

ہوس کو دخل ہے کیا اون میں کور باطن کے
رکھے ہے جو رہ بے ڈر مکان گور میں پانو

کرے رخ نمکین سے عرق سی اوسکے حذر
نظر سے کہتا ہوں ڈالے نہ آب شور میں پانو

جلال خور کے گھر جائیے ظفر لیکن
نہ رکھیے کو سے حریص حرام خور میں پانو

نہ اتنا دوڑ چلو عاشقو ٹھہر کے چلو
خبر ہو نہ باد کے گھوڑے پہ تم اوتر کے چلو

مطلع ثانی

دکھاتے ناز تم اپنے ٹھہر ٹھہر کے چلو
اگر نہ دوش پہ غیروں کے ہاتھ دھر کے چلو

الٰہی خیر ہو در پے ہے پھر دل بیتاب
کہ اوٹھو کوچہ میں اوس شوخ فتنہ گر کی چلو

جو دل میں ہو نہ کتر بیونت اور کچھ منظور
تو دیکھکر ہمیں رستہ نہ تم کتر کے چلو

سنبھالو اے رفقا مجکو ناتوان ہوں میں
اوٹھاؤ جلد نہ اتنے قدم ٹھہر کے چلو

نکالا خط کے ہے لکھنے کا تمنے وہ عنوان
کہ اوسکے پڑھنے کو تم ساتھ نامہ بر کی چلو

فرو ہوئی نہیں آتش ہماری دل کی ابھی
ہماری خاک پہ دیکھو نہ پانوں دھر کی چلو

دیگر

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تاب کو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوسے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر گلاب کو

سودا اب مجھے نہین تری زلفون سے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسۂ لب میگون ترا جنھین
منھ بھی نہین لگاتے وہ جام شراب کو

ہمنے دیا وہ معرکۂ عشق مین جواب
سب لاجواب ہوگئے سنکر جواب کو

کہتے ہین بادہ نوش لنڈھتے مین شفق نہین
شیشے مین آسمان کے بھرا ہی شہاب کو

دود جگر جو میرا اگھٹا زیر آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کر سحاب کو

جب یاد آگیا نمکین حسن یار کا
مرچین سی لگ گئین مرے دل کے کباب کو

کرتے ہین یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا مین دیکھتے ہین ظفر جب حباب کو

راضی وہ شوخ عربدہ جو دیکھین کس سے ہو
اوس پر غضب کا غصہ فرو دیکھین کس سے ہو

پیتے ہین یار بزم مین بھر بھر کے جام مے
خالی مگر سبو پہ سبو دیکھین کس سے ہو

کعبہ مین گر نماز کسی نے پڑھی تو کیا
سجدہ ادا ترے سر کو دیکھین کس سے ہو

شمشیر و خنجر آپ کے دونون ہین آبدار
سیراب اپنا تشنہ گلو دیکھین کس سے ہو

ناصح نے میرا چاک گریبان تو سی دیا
لیکن یہ سینہ چاک رفو دیکھین کس سے ہو

بول بھی سکتا نہین کوئی ظفر کے روبرو

مطلع ثانی

نصیب وصل تمھارا ہو تو کیونکر ہو
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو

دیگر

نہ جلاکے خاک ہو جب تک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کے سو سو علاج ہوں لیکن
شفا نہ اوسکے نصیبوں میں ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہاں دل کا میرے ای آنکھو
جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن
جو دل پہ بس نہو ای ناصحو تو کیونکر ہو

ملیں نہ خاک میں جبتک تمہاری کشتۂ ناز
دمیدہ خاک سے ہو نازبو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشاں ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو

کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کرتی ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکاتے سر نہیں آزاد راستی شیوہ
چمن میں سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت میں دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سے ہو گر اخلاص گیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کام کیا قرآن سے ہندو کو

کہاں اوس چشم وحشی میں ہے یہ تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کے ڈورے سے مگر باندھا ہے آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہے ترے قاتل
سیہ پوش اوسکے ماتم نے کیا ہے چرخ مینو کو

بغیر از بیش و کم چاہو نظر میں تول لو جسکو
کہ کچھ پاسنگ کی حاجت نہیں ہے اس ترازو کو

عزیزو میں نہیں پاتے ذرا ہم بو محبت کی
سفید الیسار زمانے نے کیا یکبار لوہو کو

وہ آرام دل و جاں ہو نہ جبتک اپنی پہلو میں
کہو آرام ہو کیونکر ہمارے درد پہلو کو

…پردے مین رہتے ہین اونسے کیا کہتے ہو پردے ہو
چاہیے کہنا پردہ دار و بے پردہ ونکو پردے ہو

…سکو مہمان گھر مین رکھوگے اپنے ایسے تکلف سے
آج نئے دالان مین یہ بندھواتے تم پردے ہو

…یکر ساتھ رقیبون کے تم بزم مین جام صہبا کو
شرم وحیا کی کیون یہ اوٹھاتے آنکھون سے دیکھو پردے ہو

…سے ہے یہ پردہ تمکو آتے ہین جب گھر مین ہم
ڈالتے اک اک پردے پر تم ہر جا دو دو پردے ہو

دیکھتے ہین ہم چلمن مین سے آپ صریحاً جھانکتے ہین
چھپکر سب سے بیٹھے ہوے ظاہر ہین گو یا پردے ہو

دیکھتے ہین جو تمکو ہمیشہ اپنی چشم تصور سے
چاہو تم بے پردہ ہو اونسے پیارے چاہو پردے ہو

مثل شمع فانوسی کب جلوہ تمہارا چھپتا ہے
بیٹھے ظفر سے چھپکر کیون ای پردہ نشین تو پردے ہو

محفل شادی ظفر آج بھی ہو کل بھی ہو
رات کو ہو رت جگا دن کو ہو صحنک بھی شہا…

گھر ترا شادی کا گھر آج بھی ہو کل بھی ہو
دھوم یہ شام و سحر آج بھی ہو کل بھی ہو

زاہد و بیٹھکے رندو نہیں نہ باندھو پگڑی	اور جو کھانا ہو کوئی ڈھول کہ جھگڑ باندھو
ہم جو اک بات کہیں بزم میں تسبیح بلحاظ	جھاڑ تم گالیوں کی بول کے جھکڑ باندھو
دست و پا تار سے زاہد کی ہیں ایسے ویسے	تم ہو شاعر تو مقرر اوسے مکڑ باندھو
بھول جاؤ تو بلا سے مجھے یہ ڈر ہے	مجھ پہ بہتان نہ کوئی بنکے بھکڑ باندھو

اے ظفر دل کے دھوئیں میں ہے نہایت تلخی
تم خمیرہ اوسے ٹھہراؤ کہ ککڑ باندھو

کون کہتا ہے کہ تو کلفت دل مضطر سے دھو	لیکن اے گریہ کدورت خاطر دلبر سے دھو
زخم دھوئے ہیں مری منظور گر اے چارہ گر	تو اوسی قاتل کی تو آب دم خنجر سے دھو
دھو سکے تقدیر کے لکھے کو کوئی کس طرح	یہ نہیں وہ حرف دیں جو لکھکے تختی پر سے دھو
تونے اے غافل اگر دھویا بدن بیمار کیا	دھو سکے تو میل دنیا دل کی تو اندر سے دھو
ہوش گریہ دھوئے کیا داغ دل خونگشتہ کو	دست ہی پاؤں کب سیاہی لالہ احمر سے دھو
محتسب میخانہ میں آیا لیے سنگ ستم	ساقیا بس ہاتھ اب تو شیشہ و ساغر سے دھو

رو سیاہی کو جو دھوئے نامہ اعمال کی
اے ظفر اپنے وفور اشک چشم تر سے دھو

زیادہ جو مہ حسن و جمال میں تم ہو	پری کو لاتے بھلا کب خیال میں تم ہو
بناکے سرمہ کا تل زیر ابروئے خم	دکھاتے ہمکو ستارہ ہلال میں تم ہو

دیگر

پارۂ دل یا کوئی لخت جگر پہونچا تو دو
کچھ نشانی میری وان اشکو اگر پہونچا تو دو

سنگ آئے یا نہ آئے ہمدمو وہ بیخبر
پر او سے یکبار تم میری خبر پہونچا تو دو

کہنا جھوکو نسی ہوا کے ہی تن لاغر مرا
گر اوٹھایا ہے مجھے تو اوسکے گھر پہونچا تو دو

خوب سرگردان پھرایا حضرت عشق آپنے
لیک مجھکو منزل مقصود پر پہونچا تو دو

وصل کی شب تم کرو جس کی کنارا ہی یقین
گور کے اوسکو کنارے تا سحر پہونچا تو دو

قدر و قیمت کچھ تو ہو معلوم دُر اشک کی
جوہری بازار تک تم یہ گہر پہونچا تو دو

جو کہ ہیرا ہو سو ہو پر دامن دلدار تک
ہاتھ اپنا ایک دن تم اے ظفر پہونچا تو دو

اوس پری جفا کی طرز بیداد کچھ نہ پوچھو
جو وہ ستم گرے ہی ایجاد کچھ نہ پوچھو

پوچھو نہ پوچھو دل کا یون حال تم بلا سے
پر قہر ہے جو سنکر فریاد کچھ نہ پوچھو

مانند نکہت گل عمر اپنی اس چمن مین
کی جس طرح سے ہمنے برباد کچھ نہ پوچھو

جو کچھ ہے حال میرا صورت ہی سے عیان ہے
کیا پوچھتے ہو میری روداد کچھ نہ پوچھو

دو چار خون گرفتہ روز اوسکو قتل کرتے
جیسا ہے اوسکا غمزہ جلاد کچھ نہ پوچھو

احوال دل ظفر کا کیا پوچھتے ہو پیارے
کیا جانے شاد ہے یا ناشاد کچھ نہ پوچھو

غم مجھے کھانیکو دو اور خون دل پینیکو دو
اے طبیبو نے غذا کا نے دوا کا نام لو

یہ خطا شانہ سے ہو برہم کرے وہ زلف کو
اور خطاوار وہ نہین تم اس بےخطا کا نام لو

جو تمھارے جی مین آئے ناصحو فرماؤ تم
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو

خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اے نگار خو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو

حضرت دل اپنی گر جیتے چھٹو اوس زلف سے
پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشمہ و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لے گیا اوس دلربا کا نام لو

سمجھکر جو برا مجکو برا کہتے ہین کہنے دو
کہ سچ ہی ہین برا ہون وہ بجا کہتے ہین کہنے دو

نہ لینگے نام جیتے جی ہم اونکی آشنائی کا
اگرچہ وہ ہمین ناآشنا کہتے ہین کہنے دو

نچھوڑونگا خیال زلف مجکو حضرت ناصح
بلا سے گر گرفتار بلا کہتے ہین کہنے دو

ہنسی آتی ہے گر تمکو ہنسو تم شوق سے لیکن
یہ ہم سودائیکا اپنے ماجرا کہتے ہین کہنے دو

وہ کہتے ہین نہ باز آئینگے اس ظلم و جفا سے ہم
اگر عشاق ہمکو پر جفا کہتے ہین کہنے دو

برا ہو کو میرے غمخوار اونکو میرا حال کہنے دو
لگا کر کان سنین او تم وہ کیا کہتے ہین کہنے دو

ظفر اب لے ہی لو بوسہ تم اونکے لعل میگون کا
اگر وہ ہمکو بے شرم و حیا کہتے ہین کہنے دو

خط کبھی جو ہمکو لطف و کرم سے لکھو
خط شکستہ ہین وہ ٹوٹے قلم سے لکھو

...چھپے ہین جنس دل ہم عشق کی بازار مین	شوق ہے لے جسکو ہو در کار اسمین کوئی ہو
...ہو وہی جانبر جسے دے شربت دیدار تو	اک انار اور سیکڑون بیمار اسمین کوئی ہو
...دون جگہ دل مین او نہی جانون جسے دلسوز ہین	نالہ ہو یا آہ آتشبار اسمین کوئی ہو
...تیری چشم مست کو جو دیکھی ہو جای خراب	خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
...ہو رفو کیونکر ہوا سارا گریبان تار تار	یہ تو ہان جب ہو کہ ثابت تار اسمین کوئی ہو
...کیجیے اوسکو نہ دل جسمین نہو مہر و وفا	مہر طلعت ہو کہ مہ رخسار اسمین کوئی ہو
...بان و دل ایمان و دین صبر و خرد جاہ مین سیا	اسلیے شاید پسند یار اسمین کوئی ہو

اپنا ہم ملت وہی ہو جسکا مذہب عشق ہو
اے ظفر کافر ہو یا دیندار اسمین کوئی ہو

...اتے ہو کیون حضرت دل یہ شکوہ وس مین جانے دو
جاتی رہین گر الفت کی وہ پہلی رسمین جانے دو
...پائیگا کیونکر تا بچمن صیاد ولی ہے بال و پر
جاسے اگر پھر اولٹا پھر کر دام و قفس مین جانے دو
...رتے ہو اس سوختہ جان کو دیکھو کیون سرگرم فغان
دیگا جلا یہ سارے جہان کو ایک نفس مین جانے دو
...چہ مین اوس زلف کی دونون ملکر داوقات بسر کرتا ہون جان و دل کو نہ الجھو تم آپس مین جانے دو

برق مین کیا اور شعلہ مین کیا خورشید مین کیا اور ماہ مین کیا
سب مین ہے اک جلوہ تمھارا جلوہ فرما تم ہی تو ہو
یہ تو رند دردی کش سب صوفی صافی مشرب مین
گردش چشم مست سے اپنی مست صہبا تم ہی تو ہو
پردے مین تو ہمکو گمان تھا شاید کوئی اور نہو
اب تو اوٹھا کر پردہ منہ سے خوب جو دیکھا تم ہی تو ہو
راہنما مین تمکو اپنا جانتا ہون اسے حضرت عشق
ہم سا ہادی ہم سا مرشد ہم سا مولا تم ہی تو ہو
کیون ہمین نالان کیون ہون گریان اگر تم ظالم ستم
...خلق مین سوا تم ہی تو ہو

دیگر

قتل کرے گر تمکو ظفر وہ کیا ہے قصور اوس قاتل کا
کرتے اوسکی سامنے جا کر عشق کا دعوے تم ہی تو ہو

چاند نی کس جا دیکھکے شبکو نور کے تڑکے آئے ہو
منھ جو بنا کر آئے ہو تم کس سے بگڑ کے آئے ہو

پوچھتا ہے دیوانون سے ترے دست مین جنون رو رو کر
کیون تم یان اے خانہ خرابو گھر سے اوجڑ کے آئے ہو

کیونکہ نہ رو ئین حسرت دل ہم تمکو لگا کر سینے سے
مدت مین تم پاس ہمارے وان سے بچھڑ کے آئے ہو

لیکے جواب خط کو ہمارے وان سے تم اے نامہ برو
آئے تو ہو لیکن کیا کیا پانون رگڑ کے آئے ہو

یہ تو ذرا اے دیدۂ گریان پوچھ تو اپنے اشکون سے
گرم جو ہو کر آئے ہو لڑ کو کس سے لڑ کے آئے ہو

ایک گھڑی کا وعدہ کر کر چار گھڑی کے عرصے مین
آئے ہو تو بات نئی اک دل سے گھڑ کے آئے ہو

بند کیا ہے اوسنے اپنے گھر کے آنے والون کو
کیا جانے کیا کس کس کے ظفر تم پانو پڑ کے آئے ہو

ہے کیا خزانہ درم داغ کا حساب
جب چاہو ایک ایک درم ہمسی پوچھ لو

کتنے ہو جنکو حضرت دل لعل شکرین
ہین وہ تمہارے واسطے سم ہمسے پوچھ لو

لکھا النصیب کا ہی یہ لکھوائین اونسی غیر
جب کچھ کرو کسیکو قسم ہمسے پوچھ لو

پوچھو نہ یہ رقیب سی کھاتی ہین کیونکہ غم
واقف مزیسے اسکے ہین ہم ہمسے پوچھ لو

ہم جانتے ہین روتے ہو تم جس لیے ظفر
یہ ماجراے دیدۂ نم ہمسے پوچھ لو

میرے اوسکے ملنے کی لوگون کو خبر ہو کیونکہ نہو
چرچا اوس کا روز سر راہ گذر ہو کیونکہ نہو

مین جو ہون سر گرم فغان تو وہ بھی آہین سرد بھرے
گرم و سرد محبت کا دونون کو اثر ہو کیونکہ نہو

عشق مین اوسکے چاک ہو میرا سینہ جو مانند کتان
غم سے میرے داغ بدل ہو رشک قمر ہو کیونکہ نہو

جیب پر نم اشکون سے یان پاٹ بنے جو دریا کا
مثل چادر آب روان وان دامن تر ہو کیونکہ نہو

چلتے گذرے سارا دن جو مجکو یان خورشید صفت
شمع نمط وان سوزش دل سے رات بسر ہو کیونکہ نہو

زلف تیغ ابرو ہی پہ خم کی اپنے تم — کیا سنتے ہو نہیں جو صفاہان میں سنو

ہرجا تم اپنی چشم سیہ مست کا مدام — ہر ایک سے فروش کی دوکان میں سنو

قصہ زبان خار سے وحشت کا میری تم — کہدو یہ وحشیوں سے بیابان میں سنو

…سنتے ہو گر برائی کسی کی تو غافلو — منہ ڈالکر تم اپنے گریبان میں سنو

…تے تھے ہم دکھاؤ نہ اپنی ادا و آن — …قتل کتنے ہو گئے اک آن میں سنو

…سنتے ہو جسکا ملک سلیمان میں شور حسن — دھوم اوس پری کی جا کی پرستان میں سنو

دیکھو نہ کوئی تذکرہ پھر ایک بھی غزل
پڑھوا کے تم ظفر کے جو دیوان میں سنو

…لبوں میں ہو نہ پوشیدہ نکوخوئی کی بو — چھپے ہے خوشبو اوسمیں کب چھپتی ہے خوشبوئی کی بو

…ے گل رعنا دورنگی ہے بری ہر بات میں — بات میں تیری نمایاں ہے یکسوئی کی بو

…ون لگاتا منہ ہے بدگو یونکو اے غنچہ دہن — انکے منہ میں سے چلی آتی ہے بدگوئی کی بو

…معطر ہے رضائی سر پہ تیرے خوبرو — لے بلائیں بوستان سونگھے اگر روئی کی بھی

…مدت اس چمن میں ہم پھرے مثل صبا — ہر کسی گل میں نمایاں ہے دلجوئی کی بو

…بدن تیری ملی بدن کی کیا کہوں خوشبو کرو — …ملی کی ہے بو ایسی نہ ہے جوئی کی بو

زلف نے اوسکو سکھائی کج ادائی اے ظفر
نکلے ہے ہر بات میں اوسکی جفا خم روئی کی بو

بھردین نمک گر زخم جگر مین جائے مرہم چارہ گر
دل کو مرے حاصل ہو مزا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

ہے یہ تمنا بعد فنا گر خاک اوڑا کرلے جائے
اوسکی گلی مین باد صبا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

اور مرض گر کچھ ہووے تو شاید اچھا ہو جائے
لیک صنم بیمار ترا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

کشتۂ قامت اوس کافر کے جتنے ہین سب اوٹھ اوٹھکر
کروین اگر اک حشر بپا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

یہ جو پڑا ہے پردۂ غفلت اپنے دیدۂ دل پہ **ظفر**
کوئی اگر دے اوسکو اوٹھا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

وہ پاتے ہین مری جس بزم یار فراغ مین بو
پھٹکتے وان نہین اونکے ہے دماغ مین بو

کوئی تو غیرت گلزار آج آیا ہے
مہک رہی ہے جو کچھ اور صحن باغ مین بو

سرشک تلخی غم مین جو داغ سوزان ہین
تو کڑوی تیل کی آتی ہے اس چراغ مین بو

کلیجہ سوز دروں سے ہی بھنگیا شاید
جلی جلی سی کچھ آتی ہے دل کے داغ مین بو

گرے جو اوس لب میگون سے قطرہ دریا مین
شراب کیسی حبابون کے ہو ایاغ مین بو

اوگے ہی لالہ کہان قیس و کوہ کن کی
ہنوز خون کی آتی ہے کوہ و راغ مین بو

نہین ہے یاد دنیا کا [illegible] کوئی مزا مجھکو

[illegible] عشق کا [illegible] مجھکو

نظر کچھ اور ہی آتا ہے اسکا تماشا مجھکو

محبت کو جو دل [illegible] سمجھا ہے

[illegible] چمن [illegible] کیا مجھکو

[illegible] یاد آیا [illegible] مجھکو

[illegible] غیر [illegible] مجھکو

[illegible] بیٹھا باد صبا مجھکو

کی صورت تو ہین [illegible] ضعف [illegible] مجھکو

نچھوڑا پر نچھوڑا تمنے ملنا غیر کا پیارے	ہمین تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو بُرا مانو
تمھاری دوستی مین مر گئے لاکھون نرحم آیا	تمھین ہو دشمن عالم بھلا مانو بُرا مانو

پڑو نکو منھ لگاتے ہو بھلون سے تمکو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو بُرا مانو

یون رہو غیر کے گھر پھر خفگی کیونکہ نہو	نہ کبھی آؤ ادھر پھر خفگی کیونکہ نہو
شب جو آئی کرو اوس کوچے مین تم حضرت دل	اس طرح دو دو پہر پھر خفگی کیونکہ نہو
ہم نہین چھوڑتے ہین اوسکا خیال رخ و زلف	ہمیہ یون شام و سحر پھر خفگی کیونکہ نہو
رو برو اوس رخ روشن کے شب ماہ مین ہم	دیکھینگے سوے قمر پھر خفگی کیونکہ نہو
اوسکے جاتے ہی دلا جی سے گذر جاتے ہین	کچھ توقف ہو اگر پھر خفگی کیونکہ نہو
ابر مژگان سے جو ہر روز کہی تو برسات	اونکی اے دیدۂ تر پھر خفگی کیونکہ نہو

جھوٹی بھی جو مری اوسنے لگائین باتین
ایسے لوگون سے ظفر پھر خفگی کیونکہ نہو

تصور زلف مشکین کا ہے یہ کسکی بندھا مجھکو	جہان مین جو نظر آتا ہے اک اندھیرا سا مجھکو

مطلع ثانی

کہا بلبل نے عشق گل مین یہ حاصل ہوا مجھکو	کہ غنچے مین بجاکر چٹکیان دیتے اوڑا مجھکو

دیگر

[illegible] بیمار ہے بار دو

وہ نظر [illegible] بار دو

غم و اندوہ [illegible] بار دو

حضرت دل [illegible] بار دو

[illegible] سینہ [illegible] بار دو

الی [illegible] بار دو

[illegible] غم و اندوہ [illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

ٹلینگے بلہوس آسانہ میدان محبت سے / اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہونی دو

ذرا آئین سہی وہ مقتل عشاق تک آئیں / جو لاکھون فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہونی دو

اوٹھینگے ہمنشینو ہم نہ ہرگز کوی جانان سے / جو پامال عدو جون نقش پا ہونگے تو ہونی دو

رہینگے غرق ہی دائم ہم اونکی بحر الفت مین / اگر اسپر بھی وہ نا آشنا ہونگے تو ہونی دو

چلے ہین کوچۂ گیسو مین شامت ہے نہ ترے دلکی / بلا سے وان گرفتار بلا ہونگے تو ہونی دو

ظفر تم آج شبکو گھر مین اوس مہوش کی جا دیکھو / بلا سے اسکے چرچے جا بجا ہونگے تو ہونی دو

تری زلفونکا ہوا جبسے کہ سودا ہمکو / ایک اندھیر جہان مین نظر آیا ہمکو

مطلع ثانی

دے چکے آپ تسلی و دلاسا ہمکو / مرحمت کیجیے اب دل ہی ہمارا ہمکو

ہمیہ اس طرح جو رکھتی ہو روا جور و ستم / کیا نہین جانتے بت بندہ خدا کا ہمکو

اپنی برگشتگی بخت کا یارب ہو برا / دین بھلائی پہ بھی الزام وہ اولٹا ہمکو

شغل آئینہ جو ہم آٹھ پہر رکھتے ہین / اپنی صورت مین وہی ہے نظر آتا ہمکو

نہ رہی دشت نوردی کی جو طاقت تو جنون / کنج زندان ہی مین پھر تو نے بٹھایا ہمکو

عمر کی ہمنے بسر بے ہنری مین یونہین / وای قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو

کچھ تو تھی دل مین کدورت کہ جو بی خط غبار / ایک خط اوس بت نوخط نے نہ لکھا ہمکو

خدنگ یار کہان جاتی ہو ابھی جانا		ہمارے دل مین ذرا تم ہسکان تو پکڑ
جتاتا اپنی نزاکت تمھین ہی گلشن مین		تم اس خطا پہ ذرا گل کی کان تو پکڑ

پھر آج بھاگ چلا دل اوسی گلی کو ظفر
پکڑ سکو جو اوسے مہربان تو پکڑو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا رات کو		اور بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
یادِ خال رخ مین تیری مہ جبین سوتی نہین		ہم پڑے گنتے رہے اک ایک تارا رات کو
مانگ ہی زلفون مین تیری ای بت زہرہ جبین		یا فلک پر کہکشان کا خط ہی سیدھا رات کو
چاند سے مکھڑی پہ ملتی ہی ہوا سے کثرت زلف		چاندنی مین پھر رہا ہی سانپ کالا رات کو
آپ یون چھپ چھپ کے کوی یار مین جاتی تو ہین		حضرت دل پاسبان سے ہو نہ جھگڑا رات کو
سرمہ سا آنکھون کی تیری وحشی آہو نگاہ		بیٹھتے ہین اک بچھاکر مرگ چھالا رات کو
ڈر ہے چشم ماہ کی تمکو نہ لگ جای نظر		دیکھو کوٹھے پر چڑھوا ہی نہ تنہا رات کو

قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ دنکو ہوتا ہی افشای راز		گھر مین میرے ای ظفر تو شوق سے آ رات کو
اپنے دربانون سے یہ کہدو ہمین روکین نہین ذرا		ورنہ ہو جائیگا دربدر مفت دنگا رات کو

دیگر

دیکھو بوسہ نہ بہت ہوش ربا سے مانگو		اپنی اے حضرت دل خیر خدا سے مانگو

اندرون گلشن عالم کی مخالف سے ہوا
الامان ہم نفسو ایسی ہوا سے مانگو
تشنہ کامان محبت سے یہ کہدو جو تمھین
جو تمھین مانگنا ہو اپنے خدا سے مانگو

نہ اہل حلم دل مین بات رکھکر ہون گران خاطر
کہ رکھے دل مین اوٹّے کو نہ کچھ کہسار سیدھی کو

ہمیشہ کجروی کی بات ہے مقبول عالم مین
سمجھتے ہین خلش گر دل مین مثل خار سیدھی کو

نہوتی قدر ہرگز راست بازونکی زمانے مین
سمجھتا ہی نہین ہے چرخ کجرفتار سیدھی کو

ظفر کیسی پڑھادی غیر نے پٹی اونھین اولٹی
کہ وان اقرار اولٹی کو یہان انکار سیدھی کو

وحشت یہ کہہ رہی ہے کہ گھر سی نکل چلو
آئی بہار پھر نئے سر سے نکل چلو

جانا ہے کوے یار مین تمکو اگر شتاب
اے طفل اشک دیدۂ تر سی نکل چلو

ہیم رقیب ہو جو مری گھر کی راہ مین
اے جان اور راہگذر سے نکل چلو

گردش مین چشم قبلہ نما کی طرح سی ہی
جب جا کے چھپکے میری نظر سی نکل چلو

فرقت مین کہہ رہی ہی مری آہ گرم سے
سینہ مین دل سی جان سی جگر سی نکل چلو

بنتا خدنگ نالہ سی ہی اپنا تیر آہ
نہ گنبد فلک کی سپہر سے نکل چلو

تم بات بھی نہ راہ مین اغیار سی کرو
لڑتے جھگڑتے اپنے ظفر سے نکل چلو

وان سے رقیب دفع کہین ہون کوئی نہو
افسوس آہ ونالہ فغان تیری گوش زد
بہتر ہے واقف اپنی اگر دل کی راز سی
دیکھا بتونکو ہمنے خدائی مین دوستو
افسوس ہے کہ خنجر وشمشیر اپنے پاس
ہمتاب تیرے گوہر دندان سی بحر حسن
یون تو ہون جان نثار سبھی اونپہ بلہوس

جب ہے مزا اکیلے ہمین ہون کوئی نہو
تا چرخ جائے آہ جہین ہون کوئی نہو
رکھتے جو عشق پردہ نشین ہون کوئی نہو
جیسے یہ دشمن دل ودین ہون کوئی نہو
جب غیر ہمپہ چین بجبین ہون کوئی نہو
ہیرے ہون خواہ دُرِ ثمین ہون کوئی نہو
جب کھینچتی وہ خنجر کین ہون کوئی نہو

کیا ہی ہماہمی ہے بتون کو بھی اے ظفر
کہتے ہین یہ جہان مین ہمین ہون کوئی نہو

نوخطو خط کی نہ تم تحریر کی توبہ کرو
بوسہ بے مرضی نہین ہمنے لیا بیجرم ہین
کہتی ہے وہ زلف اپنی عہد مین آہنگرو
اپنے منہ سے آپ کہتے ہو کہ ہین تقصیروار
ملگئے یان خاک مین کیا کیا محل جون نقش پا
آگئے پہلے ہی قبضہ مین تمہارے ای میان
منہ ہی کیا ای مانی وبہزاد جو کھینچو گے تم

لیک جھوٹی جھوٹی اس تقریر کی توبہ کرو
مہربان تجویز سے تعزیر کی توبہ کرو
تم گرہ مت سی آہنی زنجیر کی توبہ کرو
ہمنے مانا تمنے گر تقصیر کی توبہ کرو
غافلو اس فکر سے تعمیر کی توبہ کرو
کیون علم پھر ہمپہ یون شمشیر کی توبہ کرو
کچھ شبیہ اوس عالم تصویر کی توبہ کرو

مطلع ثانی

کشاد کار ہو دل کی کہین کھلی جلدی | الٰہی گوشۂ ابروی مہ جبین کی گانٹھ
بغیر ناخن موج حنا کبھی نہ کھلے | حباب دار ہمارے دل حزین کی گانٹھ
خدا بچائی کہ عارض پہ سبزہ رنگون کے | یہ گانٹھ زہر کی ہی خال عنبرین کی گانٹھ

ظفر جدا ہو نہ تسبیح سے کبھی زنار
ہر ایک دانہ کے گھٹ مین ہے کفر و دین کی گانٹھ

لب خوبان مہ جمال کو دیکھہ | مجکو آئی ہنسی ہلال کو دیکھہ
تیرا کلک خیال سے نقشہ | کھینچا بن دیکھے اس کمال کو دیکھہ
ہو قیامت بپا قیامت پر | تیرے قامت کو تیری چال کو دیکھہ
ای دل اوس زلف سے اولجھکر تو | سر پر لیتا ہے کیون وبال کو دیکھہ
رکھتا ہون مین خیال وصل ترا | مجکو دیکھہ اور مرے خیال کو دیکھہ
تیرہ بختون کا کوکب طالع | گر نہ دیکھا ہو اپنے خال کو دیکھہ
بوسہ مانگون تو وہ کہے ہنسکر | اپنے منھہ کو اور اس سوال کو دیکھہ
ہے یقین جلد آئے گا قاصد | کہ گیا ہے وہ میرے حال کو دیکھہ

پڑھتا ہون قافیہ بدل کے غزل
اے ظفر میری بول چال کو دیکھہ

تو اوٹھا کر نظر ادھر کو دیکھہ | مین رہا ہون تری نظر کو دیکھہ

دیگر

دیگر

چھپکتی سبکی ہی اوس شوخ پر حجاب سے آنکھ | وہ کون ہی کہ لڑی جسکی آفتاب سے آنکھ

کیا گنا ہون نے میری مجھے یہ شرمندہ | کہ میری اوٹھہ نہین سکتی کبھی حجاب سے آنکھ

صفائی دیدہ کی دیکھو حیا کا میل نہین | مثال آئینہ دھوئی ہوئی ہی آب سے آنکھ

نہووے قابل نظارۂ گل رخسار | ہزار بار اگر دھوئین ہم گلاب سے آنکھ

پیے ہی خون کسیکا یہ تیر غمزۂ چشم | نہین ہی سرخ تری نشۂ شراب سے آنکھ

تری جو عارض روشن کی اک جھلک دیکھی | بس اپنی سیر ہوئی سیر ماہتاب سے آنکھ

پھرا خراب وہ خانہ بخانہ وحشت مین | تمہاری پھر گئی جس خانمان خراب سے آنکھ

یہ میری طالع خفتہ کی خوبیان ہین کہ وہ | جب آئین خواب مین کھلجای میری خواب سے آنکھ

خدا نے دی ہی نظر جسکو اسے ظفر اوسکی
رہی ہی ایک ہی پیری تلک شباب سے آنکھ

اپنی تو سوا تیرے کسی پر نہ پڑی آنکھ | سو پردہ نہین ای پردہ نشین تجھسے لڑی آنکھ

کیا پوچھتی ہو وہ ات ہے کس طرح گذرتی | لگتی شب فرقت مین نہین ایک گھڑی آنکھ

ہر ایک مژہ کو مرے ٹکڑون سے جگر کے | کیا خوب بنا دیتی ہی پھولونکی چھڑی آنکھ

دنیا کی شدآمد کا شریفون کو تحمل | کیونکر ہو اوٹھا سکتی نہین جو کہ بڑی آنکھ

غارتگر دل یون تو ہین سب ابرو و مژگان | پر آفت جان سب سے ہی ای شوخ بڑی آنکھ

کیونکر نہ جلی دیکھکے پروانہ کہ سب سے | ای شمع لڑائی ہی تو بی شرم کھڑی آنکھ

جسکے کلاہ فقر ظفر سر پہ ہے نہ بہا
وہ مال سمجھتا ہی نہیں تاج شہی کچھہ

ہر ادا اک بلا معاذ اللہ — تو وہ کافر ادا معاذ اللہ
دل کے ڈسنے کو کیا بلا ناگن — ہے وہ زلف دوتا معاذ اللہ
چشم سحر آفرین وہ قہر خدا — نگہ فتنہ زا معاذ اللہ
ناصحو ہو سکے ہے کب مجھسے — ترک مہر و وفا معاذ اللہ
مین کہون توبہ مے سے جھوٹ نہ بول — توبہ کر زاہدا معاذ اللہ
جو برا سمجھے آپ کو وہ کہے — کب کسیکو برا معاذ اللہ
تجھسے دل لیکے دینگے اور کو ہم — غلط اے دلربا معاذ اللہ

اے ظفر چھیڑنے پہ زلف کی رات
ہوے برہم وہ کیا معاذ اللہ

نشے مین کسنے اوتارا طاق سی شیشہ — کہ گر کے ہاتھہ سے ٹوٹا تڑاق سی شیشہ
ہمین تو جام ہی پڑتا لتار یا ساقی — ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ
بہت دو نون جو ہوتی ہے بزم وصل نصیب — ملے ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ
نکر فلک سی طلب شربت محبت کی — بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ
اگر اشارہ ہو کچھہ چشم مست ساقی کا — تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

کچھہ حیا بھی ہے تھوڑی آنکھو نہین	ہمسے اوسنے جو یون چھپائی آنکھہ
دیکھے اوس آنکھہ کو کوئی پھر کیا	ہے جو سو بار دیکھی بھائی آنکھہ
شب تاریک ہجر مین مجھپر	ہر ستارے نے کیا نکالی آنکھہ
پر ہے ہر دم ترے تصور سے	ہوئی اپنی کبھی نہ خالی آنکھہ

ظفر آنسو نہین کبھی تھمتے
اپنی ہے کیا ہی رونیوالی آنکھہ

میرے خط کا گر اوسے کچھہ مدعا لگجائے ہاتھہ
سر قلم قاصد کا ہو کاتب کے بھی کٹوائے ہاتھہ

مطلع ثانی

جسکو گل چلمن سے مہندی کے بھرے دکھلائے ہاتھہ
خون ہی پی جاؤن اوسکا مین جو وہ آجائے ہاتھہ
فندق دوست حنائی دیکھکر کہتا ہے مست
ہائے رنگت ہائے فندق ہائے مہندی ہائے ہاتھہ
اوس بت رنگین ادا کی یہ بھی ہین رنگینیان
جو بہانے سے حنا کے غیر سے بندھوائے ہاتھہ

نقشہ روئی نگو تیرا کھینچے امکان کیا	لاکھہ باری گر مصور توڑ کر بنوائے ہاتھہ

لگا دیے دل و دین بازیِ محبت پر
اب اور کیا ہے کہ بیٹھے ہین ہم جھاڑ کے گانٹھ

گئے تو ہین مرے غمخوار روان مجھے ڈر ہے
ظفر نہ لے وہ ادھر سے اودھر اوکھاڑ کے گانٹھ

یہ قدرت نی جو لکھا ہی تمھارا نقشہ | نہ کھینچا ایک مصور سے وہ سارا نقشہ

مطلع ثانی

ہمنے دیکھا جو ترا آج دل آرا نقشہ | ہو گیا دیکھتے ہی اور ہمارا نقشہ
پنجۂ مہر کی دیکھی نہ شفق مین یہ شکل | دست رنگین کا ترے ہی جو نگارا نقشہ
رخ روشن پہ ترے خال کا شب ماہ جبین | چھپ گیا دیکھ کے ہر ایک ستارا نقشہ
وہ خود آرا نہین صورت ہی دکھانا مجکو | تو مجھے کھینچ کے مانی وہ خدارا نقشہ
آفرین کلک تصور کو مرے کیا اوسنے | ورق دل پہ ہے سب اوسکا اوتارا نقشہ
آہ پر سوز جلا دے نہ کہین دامن چرخ | رکھتا ہی اور ہی کچھ اسکا شرارا نقشہ
اک فقط رخ سے ہی کچھ ملتی نہین شمع سحر | ملتا کب ماہ کا ہے یار سے سارا نقشہ

یار کی ملتی شباہت ہے اگر لیلی سے
تو ظفر ملتا ہے مجنون سے ہمارا نقشہ

جوش گریہ سے لگی رہتی جو دریا آنکھ | ہو گئی کس بحر خوبی سے ہماری چار آنکھ

نہ جس کہ ہم بوسہ پہ پکڑ و گلے سے لگ جاؤ
کہ غم کی دل مین پڑے تا نہ اس بگاڑ مین گانٹھ

گرہ جو ساں گرہ کی تھی کوہکن کے لگی
بنی ہے لعل بدخشان وہی پہاڑ مین گانٹھ

پھرے ہین وحشت مین دیوانے نقد دل دیکر
کہ زر کی رکھتے وہ مفلس نہین اوجاڑ مین گانٹھ

لڑی تو آنکھ پھر اسے لگی وہ دزد نظر
جو دل سے رکھی تھی سینہ کی ہینے آڑ مین گانٹھ

بن اوس کے مے کا جو اوترا گلوسے گھونٹ ظفر
تو جا کے بنگیا چھاتی کے وہ کواڑ مین گانٹھ

کینے سے ہو کیونکہ دل صاف بشر مین گرہ
دیکھی نہین آجتک تار نظر مین گرہ

دیکھے مژہ پر مرے پارہ دل جسنے گر
دیکھی نہو جون ثمر شاخ شجر مین گرہ

وہ وہ جگر سے مرے چرخ پہ ہوگا عجب
مردمک آسا سیاہ چشم قمر مین گرہ

ہوتی کسی طرح سے کیون نہین واشد اسے
دل ہے الٰہی کہ ہے میرے بر مین گرہ

دیکھے جو گرداب مین بادہ کشون نے حباب
سو بھی نشہ مین اونھین دیکھو بھنور مین گرہ

خط مین لکھین ہم اگر حال گرفتہ دلی
ہووین کبوتر کے پھر سیکڑون پر مین گرہ

دیگر

مین نہین دل سے بت ہوش ربا کا بندہ | بندہ شرطی ہون ولی مین ہون خدا کا بندہ

مطلع ثانی

کوئی ایسا نہین دنیا مین خدا کا بندہ | کہ نہین اوس صنم ہوش ربا کا بندہ

کیونکہ پھر قدر ہو کچھہ مہر و وفا کی اوسکو | کہ وہ بیمہر نہین مہر و وفا کا بندہ

اللہ اللہ رے ترے شرم و حیا کا عالم | ایسا دیکھا ہی نہین شرم و حیا کا بندہ

ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو | درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ

سر خرو حشر کو ہوگا وہی سب بندون مین | جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ

تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی | دیکھہ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ

تو جو ہے بندۂ حق بیٹھہ خدا کے در پر | دربدر بنکے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن | یان نہین کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جیسے مین اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

آج کل مین کچھہ اور ہے نقشہ | گھڑی پل مین کچھہ اور ہی نقشہ
اونکی الفت مین جو خلل آیا | اُس خلل مین کچھہ اور ہے نقشہ
تم کو کہن سے اے شیرین | ہر جبل مین کچھہ اور ہے نقشہ

بیدار ہو نہ فتنہ مین خواب مین بھی شب کو | لیتا ہون ڈر ڈر کے اوس نازنین کی بو
لیجاوے بو صبا گر اوسکی زلف مشکبو کی | ہوجائین مست آہوے صحراے چین کی بو

جسکو کہ اوس پری سے بوسہ کی آرزو ہو
جنت مین سے ظفر کیا وہ حور عین کی بو

زلف سے کیون وہ رخ اگر نیچے | شام اوپر ہوا اور سحر نیچے
جاے گل تکیہ میرے گالون کو | اپنے گالون کے یار دہر نیچے
کرتے کیا کیا ہین آہ و زاری ہم | تیرے کوٹھے کے رات بھر نیچے
دیکھکر تجکو منہ چھپاتا ہے | چادر ابر کے قمر نیچے
عکس دندان نہین وہ آئینہ مین | آب اوپر ہے اور گہر نیچے
مثل فوارہ چرخ نے آخر | کر دئیے سرکشون کے سر نیچے
آب گریہ مین میری کشتی چرخ | بیٹھ جائے نہ ڈوب کر نیچے
ہے عجب چیز یہ رہ بخت بلند | اسکے آگے ہین سب ہنر نیچے

ایک کیا سیکڑون پڑے ہین دل
اوسکے پاؤن کے اے ظفر نیچے

چشم اوسکی بلا سے لڑتی ہے | نظر اوسکی قضا سے لڑتی ہے
نگہ یار ہے جو تیغ بکف | دیکھین کس مبتلا سے لڑتی ہے

مطلع رابع

رخ مہتاب پر پھر جائیگا پانی خجالت سے
جبین تیری عرق سی گر ذرا اے مہ جبین بھیگی

ظفر بیمار ہے جو چشم مست شعلہ رویان کا
دوا اوسکی نہ ہر گز ہے شراب آتشین بھیگی

سوزش دل سے بلا میری بغل مین آگ ہے
دل ہمارا تیر اگھر ہے مت جلا خانہ خراب
اشک کے قطرے مین دیکھو سرخی خون جگر
دل مین میرے کس طرح بھڑکی ہے آتش عشق کی
شمع پر شعلہ نہین تیرے جلانیکے لیے

پھونکتی ہے فلک یہ ایک پل مین آگ ہے
کیون لگاتا دیکھ تو اپنے محل مین آگ ہے
بے چراغ و شمع ابرک کی کنول مین آگ ہے
دیکھو یہ مجھکو جلاتی آج کل مین آگ ہے
دیکھ اسے پروانہ یہ وسط جل مین آگ ہے

دل مین سوز عشق پیدا ہووے جس سے اے ظفر
گرمی مضمون سے وہ تیری غزل مین آگ ہے

بستر پہ تیرے دھبے ہین کسکے اوگال کے
اوسکو لہو بلاؤنگا اوسکا نکال کے

مطلع ثانی

ابرو پہ تیرے دیکھ لے نقطہ کو خال کے
دیکھا ہو جسنے پاس نہ اختر ہلال کے

مطلع ثالث

ہر رات ہجر مین مجھے اوس مہ جمال کے
کیا کیا فلک ڈراتا ہے آنکھیں نکال کے

پھیلائین پاؤن کنج قناعت مین با فراغ
کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جاے ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جای ہے

جو خاکسار عشق ہین اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

تربت پہ شامیانہ ابر سیاہ ہے
صحرا مین قبر پوش غریبان گیاہ ہے

جبتک کہ دم مین دم ہے ہمدم ہے اپنا دم
ہر دم کو ہمسے راہ ہمین دم سے راہ ہے

آہ و فغان کچھ آپ سے کرتے نہین ہین ہم
پردے مین کوئی چشم کی اب داد خواہ ہے

جس دم گئے یہان سے نہ ہے شاہ نے گدا
جبتک یہان ہین کوئی گدا کوئی شاہ ہے

سمجھے ہین دل مین جو بجز اوس صنم کو ہم
کہنا اوسے بجا ہے کہنا گناہ ہے

پردہ دوئی کا بیچ مین حائل اگر نہو
کیجے جدھر نگہ وہی پیش نگاہ ہے

کیون شاید اپنے حال کے ہم ڈھونڈین اے ظفر
یہ ہے جو بیکسی یہی اپنا گواہ ہے

اگرچہ سامنے برقع سے منہ کو ڈھانک لیتا ہے
مگر برقع کی جالی سے وہ مجھکو جھانک لیتا ہے

ترے دیوانہ کی جو پھانک مٹی ہے خاک قسمت مین
گلی مین تیری آکر اسکے پر پر وہ پھانک لیتا ہے

بدولت آنسوون کے سوزن مژگان سے عاشق
گریبان مین وہ خوش آپ اپنے ٹانک لیتا ہے

کرے ہے تربیت کیا خاک شیخ اپنے مریدونکو
اگر یہ گاودی ہین انمین گدھی سے ہانک لیتا ہے

جلدی کہین وہ آئے کہ بن اوسکی اے ظفر
مجکو تو ایک دن بھی برابر ہے سال کے

اوس کوچہ سے جب عاشق روتا ہوا آتا ہے
دریا ہے کہ آنکھون سے امڈا ہوا آتا ہے

لاتا ہے جواب خط قاصد مگر اب دیکھین
کیا پیش نصیبون کا لکھا ہوا آتا ہے

اوس زلف کے کوچہ سے جھونکا جو ہوا کا شب
آتا ہے تو خوشبو سے مہکا ہوا آتا ہے

آنکھون مین دم اوسکو ہم دیکھ تو لین یکدم
اس دم وہ مسیحا دم اچھا ہوا آتا ہے

اوس زلف پریشان کا جب بند کھلتا ہون
جو لفظ کہ آتا ہے اولجھا ہوا آتا ہے

دل مین تو کشیدہ ہے مجھسے صنم سرکش
کھنچکر کشش دل سے وہ کیا ہوا آتا ہے

منہ اپنا چھپا لیتے ہین شرم سے سب غنچے
گلشن مین ظفر جب وہ ہنستا ہوا آتا ہے

یہ بزم مین نہین ساقی شراب اوڑتی ہے
ہماری دولت عمر شباب اوڑتی ہے

عرق فشان گل رخسار آج ہین کسکی
صبا چمن مین جو بوے گلاب اوڑتی ہے

کبھبہ کا اوس لب لعلین پہ یون ہے سرخی پان
کہ جیسے آگ پہ گرکر شراب اوڑتی ہے

کرے ہے قتل ہزارون کو تیری تیغ نگاہ
نہ اسکا ٹھتا ہے جوہر نہ آب اوڑتی ہے

تجھے سناتا ہون مین اپنا گر فسانۂ غم
تو نیند ابھی تری اے مست خواب اوڑتی ہے

جلایا تو نے جگر کس کا شوخ آتش خو
تری جو بزم مین بوے کباب اوڑتی ہے

جان ہی میری نکلجائیگی ارے آفت جان
تلخ کامی کا کیا میرے جو کچھ تمسے بیان

تو نے جانیکا اگر حرف نکالا منھ سے
زہر کیا کیا نہ عدو نے مرے اوگلا منھ سے

ہم ہوئے جسکے لیے ایک زمانے سے برے
وہ بھی کہتا نہیں ہمکو **ظفر** اچھا منھ سے

بیٹھکر غیرون مین تمنے وہ جو کل کی بات ہے
ہو کے سرکش یون جو بل کرتی ہے زلف یار ہمسے

کیا کرین اوسکی شکایت ہم کہ ہلکی بات ہے
یہ سراسر اپنی ہی قسمت کے بل کی بات ہے

دیتی ہے جب چشم تیری حکم قتل عام کا
پوچھتا پھر کون ہے قاتل اجل کی بات ہے

بھیجتے غیرونکو ہو تم صلح کا پیغام روز
اور ہمسے جب ہے اک جنگ و جدل کی بات ہے

گر محل پردہ کا دیکھا پردہ ہی مین کچھ کہا
ہمنے اے پردہ نشین کب بے محل کی بات ہے

ہے ہمارا نامہ وہ مجموعۂ اعمال بد
ایک بھی جسمین نہین حسن عمل کی بات ہے

منھ پہ کچھ دل مین ہے کچھ حاضر مین کچھ غائب مین کچھ
اے **ظفر** کیا سنتا یاران دغل کی بات ہے

آیا نہین ہے وہ جو صنم چار روز سے
مضطر ہے دل خدا کی قسم چار روز سے

ہے مہ جبین یہ تیری جدائی کی ایکدم رات
ہمکو نہین ہے حشر سے کم چار روز سے

فرصت نہین ہے اتنی کہ جاوین تمان تلک
کرتے ہین روز قصد یہ ہم چار روز سے

بیمار مریض ہجر کی تو جلد لے خبر
اٹکا ہوا ہے آنکھو مین دم چار روز سے

مطلع ثانی

پھر کود سے ہم بھی پانون جہان غضب تلے عارض پہ تیر از لف دو تا کی غضب تلے	جب شہ نشین مین ہمکو بٹھا کر وہ چل دیے گویا کہ زیر ابر ہے پوشیدہ آفتاب

کچھ کہدیا جو کان مین سنئے تو وہ ظہیر
کوٹھے سے اور تیرے کان دبا کے غضب تلے

ٹیک ہے یا بد ہے سچی ہے کہ جھوٹی بات ہے
ہے دنیا مین نہین کوئی بھی چھوٹی بات ہے

جی ڈرے ہے ہو نہ رسوائی الٰہی خیر ہو
دل کے پوشیدہ ہماری سب مین پھوٹی بات ہے

غم سے رہتی ہے زد و کوب ایسی جان خستہ پر
کہتے ڈرتے ڈرتے کچھ جو ماری کوٹی بات ہے

زلف گو ہے منہ سے تو سرکا کہ تیرے کان مین
کہتی کیا جھلجھک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور درشتی سے وہ کرتے ہین کلام
جن سخن سازون کی یان سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزۂ خط و لب عارض کا یہ دل جانے ہے بھید
ہے یہ نقمان اس سے گرتی بوٹی بوٹی بات ہے

ساقی ہمارے واسطے دو چار خم تو ہون | سیر اب ہمکو اک قدح مل نکر سکے
عارض سے کر سکی نہ ترے گل برابری | زلفون سے ہمسری تری سنبل نکر سکی
ہے مرغ روح و طائر دل ایسا کونسا | جسکو اسیر دام وہ کاکل نکر سکے
اتنا تو عشق دے کشش دل مین تو اثر | آنے مین اس طرف وہ تامل نکر سکے
دل اوس ستم شعار پہ ہو کیون فریفتہ | جسکے ستم پہ صبر و تحمل نکر سکے

دو چار مین سناؤن اگر نالے اے ظفر
گلشن مین عندلیب ذرا غل نکر سکے

وہ سو سو ٹھکھٹو نسے گھر سے باہر دو قدم نکلے | بلا سے اوسکی گر اسمین کسی مضطر کا دم نکلے

مطلع ثانی

کہان آنسو کے قطرے خون دل سے ہین بہم نکلے | یہ دل ہین جمع تو مدت سے کچھ پیکان غم نکلے
مری مضمون سوز دل سے خط سب جلگیا میرا | قلم سے حرف جو نکلے شرر ہی یکقلم نکلے
نکال اے چارہ گر تو شوق سے لیکن سر پیکان | اودھر نکلے جگر سے تیر اودھر قالب سے دم نکلے
تصور مین لب لعلین کے تیرے ہم اگر رو دین | تو جو لخت جگر آنکھون سے نکلے اک رقم نکلے
نہین ڈرتا اگر ہون لاکھ زندان یار زندانسے | جنون ہاتھو مثال نالۂ زنجیر ہم نکلے
جگر پر داغ لب پر دود دل او اشک دامن مین | تری محفل سے ہم مانند شمع صبحدم نکلے
اگر ہو تازیانہ گیسوئے شبرنگ کا تیرے | مری شبدیز سودا کا زیادہ تر قدم نکلے

دیگر

تیری در پہ جو عاشق کو محبت لیکے آئی ہے
اوسی تقدیر نے بھیجا ہی قسمت لیکے آئی ہے

لبون پر جان آئی ہے جو میری ہجر مین تجھ بن
تو اپنے ساتھ کیا کیا رنج و حسرت لیکے آئی ہے

معطر کر دیا ساری چمن کو ایک جھوکے مین
خدا جانے صبا کس گل کی نکہت لیکے آئی ہے

جلا پروانہ ایسا شمع کی شب سوز الفت سے
کہا اوٹھ جا کہان کا سوز الفت لیکے آئی ہے

الٰہی کیون دراز اتنی ہوئی ہے رات فرقت کی
یہ اپنے ساتھ کیا روز قیامت لیکے آئی ہے

بلایا ایک مجکو ہی شہادت گہ مین قاتل نے
ہزارون کو تمنای شہادت لیکے آئی ہے

ظفر دل تو ہمارا پیچ مین اوس زلف پیچان کی
کبھی ہرگز نہ آتا لیک شامت لیکے آئی ہے

گل رخسار پر تیری کھلی زلف دوتا یون ہے
کہ گلشن مین کبھی دیکھی نہین کالی گھٹا یون ہے

کرین کیون بت پرستی محو صورت ہو کر اوس کی
مگر ہم کیا کرین زاہد کہ منظور خدا یون ہے

صفائی دل کی گر درکار ہے تو خاکساری کر
کہ بی خاکستر آئینہ کو ہے ہونا صفا یون ہے

بجا ہے وہ جو کچھ لکھتی ہین خطین مجکو ای قاصد
خطا اونکی نہین قسمت ہی مین میرے لکھا یون ہے

نہین گر دل خراش ای گل چمن مین نالہ بلبل
تو کیون سینہ سراسر چاک تیرا ہو گیا یون ہے

کہے ہے دل چل اوس کوچے کو ناصح منع کرتا ہے
ادھر یہ کہہ رہا یون ہے ادھر وہ کہہ رہا یون ہے

خدا جانے کیا کیا سحر اوس چشم پر افسون نے
ظفر جو دل تمہارا بس مین اوسکے آ گیا یون ہے

دیگر

بزم یاران گذشتہ کی نہ پوچھو دل لگی — تھے وہ جلسے اور یارو اور وہ صحبت اور تھی

کرتا کیا دیوانگی مین مجھسے مجنون ہمسری — مجکو وحشت اور تھی اور اوسکو وحشت اور تھی

نزع مین تھی آرزو مجکو تو وصل یار کی — کچھ سوا اسکے نہ میری دل مین حسرت اور تھی

عشق مین شیرین کی جو تلخی گوارا ہو گئی — پائی کچھ فرہاد نے اسمین حلاوت اور تھی

غمزہ و ناز و ادا سی مجھپہ جو گذری نہ پوچھ — دمبدم میری لیے آفت پہ آفت اور تھی

اے ظفر اچھا کیا تنے کہے اسرار عشق
ورنہ تھی انکے چھپانیمین قباحت اور تھی

نظر پہ تو ہی لب اے میری جان چڑھتا ہو — ترے سوا نہین کوئی دھیان چڑھتا ہے

نظر سے خلق کی گر جای ہے فلک پہ قمر — جو وقت شام وہ کوٹھے پہ آن چڑھتا ہے

اگر برا نہ کہے ہو وے کیون برا مشہور — تو اس زبان سے سبکی زبان چڑھتا ہے

کوئی اوترتا ہے دریاے عشق پہ اپنا — زیادہ دمبدم اے مہربان چڑھتا ہے

ضرور عشق حقیقی کو ہے مجازی عشق — کوئی بھی بام پہ بے نردبان چڑھتا ہے

ہمارا نالۂ پر درد آسمان کے تلے — بنا یا ایک ہی اک آسمان چڑھتا ہے

ظفر عجب نہین گر چرخ پیر ہو پامال
سمند ناز پہ پھر وہ جوان چڑھتا ہے

اون لب و دندان کو ہم ہین لعل و گوہر جانتے — اور زلف و خال کو ہین مشک و عنبر جانتے

دیگر

جانا اس دنیائے مکارہ کو تو اقرار پر | آج کی کل کرتی یہ بذوات کل کی آج ہے

آپ نے بھیجا تھا کچھ تحفہ جو کل ہمری لیے | آئی میرے پاس وہ سوغات کل کی آج ہے

کیا بھروسا کل کا غافل آج ہی کر لے نہ چوک | تجھسے ہو سکتی اگر خیرات کل کی آج ہے

آج جو کچھ کر سکے کر کل کی کل پر رکھ ظفر
فکر کیا اے مرد خوش اوقات کل کی آج ہے

ہوے جہان مین تری شیفتہ ہزار آگے | پر ایک بھی نہوا مجھسا جان نثار آگے

مطلع ثانی

بندھا تھا کب مری رونیکا ایسا تار آگے | کہاں تھے یون مرے آنسو گلے کے ہار آگے

مطلع ثالث

دل ایک بوسہ پہ کھو دونگا لاکے یار آگے | تجھے ہی لینے نہ لینے کا اختیار آگے

قدم اوٹھا کے تو آندھی سی بھی بیابان مین | اوڑا اتا خاک چلے تیرا خاکسار آگے

رہیگا عمر بھر آئینہ آب شرم مین غرق | ہوا وہ آکے ترے ایسا شرمسار آگے

کہاں مجال کہوں سنلو میری دو باتین | کہ ایک کہہ کے ابھی سن چکا ہوں چار آگے

یہ حال اپنا ہوا اوس زلف کے تصور مین | اندھیر آئی ہے آنکھوں کی بار بار آگے

نکرتے گریہ نہ یون کھوتے آبرو اپنی | یہ آیا اپنا کیا چشم اشکبار آگے

دیگر

آئی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائی	کہ برہم آج وہ زلفِ دوتا بہت سی ہے
کہون مین کیا کہ گذرتی ہو دل پہ کیا تجبن	یہ داستان غم ایدل رسا بہت سی ہے
کبھی ہمارا ابھی خون ملکر دیکھو ہاتھون مین	لگائی آپ نے یون تو حنا بہت سی ہے
پلائیگا کوئی جام مے مجھے ساقی	طبیعت آج مری بے مزا بہت سی ہے
کھو شرار سے ہنستا ہے کیا شرارت سی	کہ تیری ہستی پہ ہنستی قضا بہت سی ہے

حیات عشق مین کرنی بسر ہمین اپنی
ظفر اگرچہ ہے تھوڑی سی یا بہت سی ہے

آتا اس غم پہ گمان ایک تو دل مین یہ ہے	کہ ترا دشمن جان ایک تو دل مین یہ ہے
خواہشین اور بھی ہین پر ترا البیلون کو	ہوس اے غنچہ دہان ایک تو دل مین یہ ہے
ہے جہان جان وہان تو ہو مکین اے جانان	تیرا رہنے کا مکان ایک تو دل مین یہ ہے
کہین دل سوختہ کیا دیکھلی داغ دل کو	سوز الفت کا نشان ایک تو دل مین یہ ہے
مین گیا جان سے اور تو نہ یہانتک آیا	حسرت اے آفت جان ایک تو دل مین یہ ہے
کیون ہون منت کش دنبالۂ مژہ کافی ہے	کہ کھٹکنے کو سنان ایک تو دل مین یہ ہے

ہین ارادے تو بہت پر ظفر انکے آگے
کیجے سب حال بیان ایک تو دل مین یہ ہے

دوستی ہمکو بت ہوش ربا سی یون ہے	کہ نہ جائے کبھی امید خدا سی یون ہے

ہے قاعدہ یہاں کا یہی پستی و بلندی
ہیں سوچ میں ناداں زبر و زیر کی بیٹھے

چین کیوں تری ابرو پہ یہ آہنی پہونچا
دیکھا کیے جوہر تری شمشیر کے بیٹھے

یہ سوزش دل سے ہوئی مری خاک میں گرمی
کیا تاب کوئی پاس مرے ڈھیر کے بیٹھے

گردش سے بھلا چشم سیہ کی کوئی کیونکر
آرام سے اس دور میں اندھیر کے بیٹھے

اوٹھ بھاگتا ہے سامنے سے مرد کی نامرد
روباہ مقابل نہ ظفر شیر کے بیٹھے

الٰہی شکر ہے ہم ہیں جو تکو بہ وفا گنتے
اگر ہوتی وفا نہیں تو پھر کیا جانے کیا گنتے

جگہ ہے ڈوب مرنیکی جنھیں ہم آشنا سمجھے
وہ ہیں اس آشنائی پر ہمیں ناآشنا گنتے

شب فرقت میں اپنی آنکھ اک لحظہ نہیں لگتی
گذرتی رات ہے تاری ہمیں اے مہ لقا گنتے

تری بیمار اے عیسیٰ نفس یاں ہو کہاں جاتے
گلی کو تیرے اپنے حق میں ہیں دارالشفا گنتے

بھلا کیوں ہم نہ کشتہ تیغ ابرو یار کے ہوتے
گرا سے سفاک وہ اپنا اسی کو خوں بہا گنتے

ہوئے ہم خاک جنکے واسطے راہ محبت میں
ستم یہ ہے نہیں وہ ہمکو اپنا خاک پا گنتے

شمار انجم افلاک کرسکتا اگر کوئی
تو ہم بھی اپنے دل کے داغ سب اے دلربا گنتے

تہے ہاتھوں سے ہم اے سنگدل اس ناز کو
شکست شیشۂ دل کی ہیں اپنی اک صدا گنتے

تماشا ہو کسی پیکش سے لگجائے تمہارا دل
بہت سی آپکو تم اے ظفر ہو پارسا گنتے

دیگر

مری اونکے ہی جو کچھ مہر و محبت رہ گئی
ہے فقط اک دورکی صاحب سلامت رہ گئی

جو کہی ہمسے حقیقت وہی اونسے غیر سے
فی الحقیقت اب ہماری کیا حقیقت رہ گئی

وعدہ آنیکا کیا آیا نہ وہ محشر خرام
آتے آتے سر پہ عاشق کو قیامت رہ گئی

اوٹھہ گئے منعم جہان سے چھوڑکر قصر و محل
عاقبت یانکی یہین ساری عمارت رہ گئی

منھ کو کیا پھیرے پڑا ہے آگلے لگجا مری
رات کچھ تھوڑی سی ہے اے ماہ طلعت رہ گئی

سخت جانی نے مرے توڑی تو اوس قاتل کی تیغ
اے ظفر دل مین تمنائے شہادت رہ گئی

شوق پابوس مین ہم دور سے دوڑے آئے
چومنے کو یہ قدم دور سے دوڑے آئے

صید افگن جو ہوا وہ صنم کافر کیش
سیکڑون صید حرم دور سے دوڑے آئے

دیکھکر ظلم ترے پاس سے سب بھاگ گئے
ہم اوٹھانیکو ستم دور سے دوڑے آئے

اس قدر ہو گئے غرق آج جو یہ طفل سرشک
شاید اے دیدۂ نم دور سے دوڑے آئے

ساقیا جام کو بھر جلد کہ کیا کیا بادل
دیکھہ تو ہین سر نم دور سے دوڑے آئے

تری الفت ہمین لائی نہین ہم آپسے آپ
تیری الفت کی قسم دور سے دوڑے آئے

جب رہا پاس ظفر کوئی نہ اپنے غمخوار
سنتے ہی حضرت غم دور سے دوڑے آئے

دیگر

دیگر

جان میری تن مین ای قاتل تڑپتی چھوڑ دی
اور اک تو نے نہ کیون تیغ دو دستی چھوڑ دی

بھیجتے تھے دل کو اک بوسہ پہ تیری ہاتھ ہم
تو نے کیون ہیہات ایسی جنس سستی چھوڑ دی

تنگ آیا تھا تجھ سے وحشت کی مجنون اس قدر
جا لیا ویرانہ مین وہ اوسنے بستی چھوڑ دی

جو کہ سمجھا منزل رفعت وہ آہین رہ گیا
جسنے دیکھا ہی یہ دنیا جای پستی چھوڑ دی

کیا لیا ہنسکر شرارت سی چھپا مین ای شرر
ہنستے ہنستے تو نے آخر اپنی ہستی چھوڑ دی

چھا گیا گلشن مین گویا ایک ابر نو بہار
زلف عارض پر جو اوسنے وقت مستی چھوڑ دی

خود پرستی بت پرستی سی نہین کم ای ظفر
جسنے چھوڑی خود پرستی بت پرستی چھوڑ دی

کرون کیا یاد زلف دلبر جانی نہین جاتی
نہین جاتی مری دل کی پریشانی نہین جاتی

مبصر ابروی پرخم کی ہم ہین پر کسی سی بھی
نہ آئی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہماری عشق کی پوچھین تو کیا پوچھے
کہ وہان تک ناصحونکی عقل دیوانی نہین جاتی

ہوئی برباد میری خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر تیری جولانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدا اس بانوا کی
نہین یہ بات کچھ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

نہین ہوجاتی ہم تاگوش نازک خوش بانکو
کہ جب تک بات کوئی خوبسی چھانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہوگیا ہے میرا سودای محبت مین
مری صورت مری یارون سی پہچانی نہین جاتی

ملتا نہین ہے یار کے گھر کا کہین پتا
قاصد مرا خراب ظفر تین دن سے ہے

جو مری قتل کو شمشیر ہے صورت رکھتی
وہی اوس سرمہ کی تحریر ہے صورت رکھتی

تیری صورت کو کہان پہونچے پری کی صورت
ایسی وہ کاہیکو تصویر ہے صورت رکھتی

قید کرنیکو ہمارے دل سودائی کے
زلف وہ ہمسر زنجیر ہے صورت رکھتی

گردش چشم کی جو تیری وہان ہے صورت
وہی یان گردش تقدیر ہے صورت رکھتی

دیکھکر مار سیہ بھی جسے ڈر جائے ہے
وہ بلا زلف گرہ گیر ہے صورت رکھتی

ویسی ہی دل کی بھی صورت نظر آئی جیسی
خانہ کعبہ کی تعمیر ہے صورت رکھتی

اے ظفر جس سے بنے یار کی کچھ صورت وصل
ایسی کوئی نہین تدبیر ہے صورت رکھتی

ہمنے دیکھے عجب اس بحر جہان کے دھوکے
دے ہی یان ریگ روان آب روان کے دھوکے

ہمتو ہین آپ پڑی جان کے پیچھے اپنی
ہاتھ اب عشق مین اوس آفت جان کے دھوکے

وہی زخم جگر مین مرے پیکان تیرا
ای ستم کیش مجھے دے ہے زبان کے دھوکے

نہوا فائدہ بیمار محبت کو ترے
گرچہ تعویذ پئے ایک جہان کے دھوکے

قصر خلد و محل عدن سے کیا کیا ہمنے
کھائے اے حور لقا تیری مکان کے دھوکے

دسترس دیر مغان تک ہو اگر زاہد کو
تو پیے پانون ابھی پیر مغان کے دھوکے

تم یہ سمجھو کہ نصیب اسکے ہوے برگشتہ
دیکھو جس وقت ظفر نیت انسان پھرتی

کیا کہوں اوسکو نہیں دیکھا بہت دن ہو گئے	اوسنے تو خط کبھی نہیں بھیجا بہت دن ہو گئے
اب کیے گر ضبط اشک و آہ تو کیا فائدہ	ہم تو سب میں ہو چکے رسوا بہت دن ہو گئے
گرچہ عرصہ میں حیات ہجر وزہ کی کوئی	رہ گیا دو تین دن تو کیا بہت دن ہو گئے
مر گیا ای عشق جیسے پھوڑ کر سر کوہکن	پھر کسی کا سر نہیں پھوٹا بہت دن ہو گئے
اب وہ مجھسے پوچھتے ہیں کہہ ترا کیا حال ہے	کام ہی یان ہو گیا میرا بہت دن ہو گئے
جلوۂ قامت دکھا دی تو کہ سنتے سنتے ہی	نام ہی کا ہو تو قیامت کا بہت دن ہو گئے
کردے پر وا شوق سے میری کہ مجھکو دام میں	رہتے ہے اے صیاد بے پروا بہت دن ہو گئے
کیا کہوں تجھہ بن گذاری کس طرح سے میں نے رات	ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت دن ہو گئے

تو ظفر کو صورت اکدن اوس بت بے مہر کی
اتبو دکھلا دی خداوندا بہت دن ہو گئے

حلاوت لب شیریں کو کیا نبات لگے	کہ جسکی جان سے زیادہ ہو اوسکی بات لگے

مطلع ثانی

کہاں نصیب یہ دولت ہماری ہات لگی	کہ مثل سایہ پھریں اوسکے سات سات لگے
یہ غم ہے لگ کے گلے سوئے آپ غیر کے ساتھ	اور اپنی آنکھہ نہ اوس بن تمام رات لگے

کس کس کا افسوس کرین ہم آگے سے ان آنکھونکے
اوٹھ گیا ایدل دیکھا کیا کیا عالم مین سے عالم ہے

ہے ایک ادنے عرصۂ جولان ہے آہ و نالہ کا
وہ جو اعلے عالم بالا عالم مین سے عالم ہے

کیا کہون رنج و غم کے عالم مین جو اوسکی دوری مین
عشق دکھاتا مجکو میرا عالم مین سے عالم ہے

آئے عدم سے ہستی مین ہستی سے عدم کو جاتی ہین
رکھتا کیا ہی سیدھا رستا عالم مین سے عالم ہے

گاہے پری کا عالم ہے وہ گاہے حور کا عالم ہے
جنکا عالم اوسکے دکھاتا عالم مین سے عالم ہے

ہر دم ایک نیا ہے عالم دیکھتے ہین ہم عالم مین
دیکھ ظفر کیا پیدا ہوتا عالم مین سے عالم ہے

جو دل مین ہے وہ ہی منھ سے کہو خدا کیلیے
اوسے تو رہنے ہی دو گو مگو خدا کے لیے

کبھی کبھی تو قدم رنجہ کیجیے یان بھی
ملاپ ترک نہ بالکل کرو خدا کے لیے

ہمیشہ غیرون کی تو ساتھ پھرتے رہتے ہو
کبھی ہمارے بھی گھر تک چلو خدا کے لیے

ہے اختیار تمھین مانو یا نہ مانو پر
جو ہم کہین اوسے تم سن تو لو خدا کے لیے

کبھی گلشن کی طرف چاک قفس سے جھانکیں
ہم اسیروں کو نہیں اتنی بھی رخصت ملتی

بوسہ دو چار ملیں ایسی کہان اپنی نصیب
ایک گالی بھی ہے وہان ہمکو غنیمت ملتی

کیونکہ ملجائیں ہم ای یار تیری پاؤن سے
گر نہ خو ملتی ہے اونسے نہ ہے خصلت ملتی

خاک مجنون کی بگولی مین ہے کھاتی چکر
عشق مین خاک بھی ہوکر نہیں راحت ملتی

یار جو ملتے ہین اغیار ہی سے ملتے ہین ظفر
کیا ملین اون سے نہین اپنی طبیعت ملتی

محبت سے نہ کہتا ہون نہ الفت سے بہت خاصی
نہ دیکھی کوئی صورت تیری صورت سے بہت خاصی

اگر جنت رسا ہوکے جائین وہان ای حور وش ہمکو
تو ہی تیری گلی گلزار جنت سے بہت خاصی

نہ کھائین زخم تیغ عشق کیونکر ہم حلاوت سے
نہین کوئی حلاوت سے حلاوت سے بہت خاصی

شرارت ہے تری ای شوخ شوخی سے بہت بہتر
تری شوخی ہے ای ظالم شرارت سے بہت خاصی

یہ سچ ہے ناصحو ہے عشق مین تکلیف سر تا سر
مگر تکلیف ہے یہ ہمکو راحت سے بہت خاصی

ترے بیداد کی بیداد گر لیاداد دے کوئی
ہمین ہین یہ جو کہتے ہین محبت سے بہت خاصی

بڑی بات ای ظفر کوئی نہو گر خوب ہو قسمت
بری سے بھی بری ہو تو ہو جاے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہے اوس کا فر ادا کا چور ہے
دل چرا لینے کو یہ اک بلا کا چور ہے

دیکھکر جسکو ید بیضا خجل ہو ای نگار
وہ ترے دست حنائی مین حنا کا چور ہے

دیگر

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہی تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ای دل کوئی کالی کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی
بات تجھکو ایک بھی ای جان مضطر یاد ہے

مین ہون اور دن رات ہی اوس چشم میگون کا خیال
مے نہ مجھکو یاد ہی ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنیکا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو ہو جاتا مضمون سارا اسکو یاد ہے

واں بھلائی اپنی گر دو تین کے منھ سے سنی
تو برائی بیشتر دو تین کے منھ سے سنی

آئین وہ اب یا نہ آئین پر یقین سا آ گیا
اونکی آمد جو ادھر دو تین کے منھ سے سنی

حسن کی تعریف تیری شہر مین ہوا کیا
ہمنے اے رشک قمر دو تین کے منھ سے سنی

کیا مزا آیا جو اوس نے ایک میری داستان
سو طرح سے رات بھر دو تین کے منھ سے سنی

واں نہ بات اچھی سنی ہمنے زبان سے کسی کی
ہان کوئی گالی مگر دو تین کے منھ سے سنی

سر اوڑا یا آج اوس قاتل نے پھر دو چار کا
ہے یہ اوڑتی سی خبر دو تین کے منھ سے سنی

ایک کے آگے نہین منھ سے نکالی ہمنے بات
اوسنے کیونکر اے ظفر دو تین کے منھ سے سنی

بہا دینا ہی بہتر تھا مجھے اشکونکا
اگر دریا سے غوطہ ... ایسا چشم نم کھاتے
بلا سے ... تو ہم کھاتے
اگر دونون ... رشک چمن کھاتے
یہی الفت مین ... رشک گلزار ارم کھاتے
تو ہم کھاتے
محبت مین کسان تھا بلہوس آگاہ لذت سے
انہین کے زخم شمشیر ستم کھاتے
تو ہم کھاتے
ظفر ... اسقدر کیون کھاتے اوس کا ...
ہم اوس کے پیچ مین ... پیچ و خم کھاتے

دیگر

کیا جانے کیا بلا نگہ شوخ و شنگ ہے
شمشیر تیرے ہاتھ مین حاضر ہے سر مرا
آنکھین تری کہین یا سر وحشی بنا دیا
کھو بیٹھا جسکے عشق مین مین ننگ و نام کو
تیری نگاہ تیز کو سرمہ سے کیا غرض
آتا ہے ذکر جب دہن تنگ کا ترے
کرنے نشانہ کیون نہ مجھے ترک چشم یار
کچھ ہوتا آہ و نالہ کا میرے نہین اثر

جاتی دل و جگر سے گذر جون خدنگ ہے
منظور اگر ہے قتل تو پھر کیا درنگ ہے
آتا نظر کچھ اور مجھے دل کا ڈھنگ ہے
اوس بیوفا کو نام سے بھی میرے ننگ ہے
تو کیون لگاتا خنجر بران کو زنگ ہے
ہوتا چمن مین قافیہ غنچونکا تنگ ہے
دنبالہ سرمہ کا مری حق مین تفنگ ہے
کیا جانے دل ہی یار کا آہن کہ سنگ ہے

باغ و بہار کیون نہو بزم اپنی اے ظفر
ساقی ہے سبزہ رنگ تو ہے لالہ رنگ ہے

نہ کھانے دیتے غمخوار ونکو غم ہم کھاتے تو ہم کھاتے
بہت کھاتے تو ہم کھاتے جو کم کھاتے تو ہم کھاتے
قسم ملنے کی کھائی تو نے کیون ہم باوفاؤن سے
ارے او بیمروت گر قسم کھاتے تو ہم کھاتے
نشانہ ناوک مژگان کا ہوتا کون پے در پے
ترے یہ تیر ظالم بیقلم کھاتی تو ہم کھاتے

دیگر

صبح سے پھر کے آئے در در ... نکلا ہم مجلس شام کو گھر مین

ظفر ... دیوان ظفر

اور نکو سہین بھی اپنے بنایا چاہیے
پھر آپ ... اپنا ہی پھر و ہ ...

ھر کا پتا کہین اونسکے نپایا کتنے ہی قاصد میرے گئے
اولٹے ہی میرے گھر کی طرف ہر راہ گذر مین پھر کر آئے

ہالہ مین آیا ماہ فلک پر شب کو نظر سو بار مگر
تم نہ کبھی اے رشک قمر آغوش ظفر مین پھر کر آئے

ری جی مین ہے پوچھون انجان بنکے — چلے کس کی گھر آج مہمان بنکے
ہین وصل جانان جو قسمت مین اپنی — بگڑ جائے ہے سارا سامان بنکے
ری صورت آئینہ سان جسنے دیکھی — وہ بس رہگیا صاف حیران بنکے
ہان جائیگا دل مرا تیرے گھر سے — کبوتر کے مانند گردان بنکے
رے ہے ہر اک اشک سینہ مین روزن — تری ناوک غم کا پیکان بنکے
سی ملکے کاجل لگاکر چلے ہو — کہان تم دھواندھار ایجان بنکے
ٹکنے نہ دین غیر کو گھر مین تیرے — اگر بیٹھین ہم در پہ دربان بنکے
را دل ہے یک قطرہ خون پہ اگر دل — ڈبوویگا عالم کو طوفان بنکے

ظفر ہے وہی اپنے نزدیک دانا
رہے ہے جو دنیا مین نادان بنکے

لا تو نے راز مرا اے دیدۂ پرنم سارا ہے
ہو گیا واقف حال سے میرے اتنو عالم سارا ہے

چڑھایا تو نے سنان پر بلا ہی کا کٹے سر
ترا شہید محبت میں سرفراز تو ہے

کنارہ کش ہے جو ہم سے جہان تو ہونے دو
ہمارے ساتھ ظفر وہ جہان نواز تو ہے

کان میں جب مری نالہ کی کڑک جاتی ہے
ابر میں رعد کی چھاتی سی دھڑک جاتی ہے

دیدہ وہ اس مژگان کو جو اپنی جنبش
آتش دل مری سینہ میں بھڑک جاتی ہے

ہو نہو جنگ تری کوچہ میں قاتل لیکن
ڈھال تلوار تو وان روز کھڑک جاتی ہے

بانو لا دولت دنیا کی ہی خواہش میں حریص
سنگ پروانہ سے یہ کوئی اٹک جاتی ہے

زلف کی کوچہ سے بہتر ہو ولا مانگ کی راہ
اوس میں سو خم ہیں یہ اک سیدھی سڑک جاتی ہے

شوخی ناز تری دیکھ تڑپ جاتی ہے دل
دیکھ ٹھنٹھون کی پھڑک جان پھڑک جاتی ہے

آہ سوزان مری دل سے ہے نکلتی جب دم
اے ظفر کیا کہون بجلی سی کڑک جاتی ہے

وہ نہیں ہیں گھر میں آج اونکی مکان پر قفل ہے
اور جہان میں کیا بتاؤں میں زبان پر قفل ہے

اے زیادہ گو نہیں ہے تجکو خاموشی کی قدر
یہ تری گنجینۂ راز نہان پر قفل ہے

زلف کی عقدہ نے تیری ہی لگایا ای پری
خوب زندان خانۂ دیوانگان پر قفل ہے

ہے ہوس کیا کیا نہیں منہ سے نکلتا ایک حرف
ہو گیا بوسہ ترا سیری دہان پر قفل ہے

میں وہ عاصی ہون کہ رضوان دیکھتا ہی مجھے
وہ لگا دیتا در باغ جنان پر قفل ہے

کوئی لحظہ زیر فلک تو جاگ لے خواب غفلت سے
پھر تو زیر زمین اسے غافل آخر تجکو سونا ہے

رو رو کر گر چشم سے دریا ہمنے بہائے حاصل کیا
وہ جو دل کا داغ ہے اپنے مشکل اوسکا دھونا ہے

دل کو ہم دیوانہ بتاتے پر یہ نہین معلوم ہمین
کرتے تیری چشم فسونگر جادو ہے یا ٹونا ہے

یاد کر اوسکے نوک مژہ کو میری بلا سے مجکو کیا
دل مین ظفر گر اپنے تجکو نشتر کوئی چبھونا ہے

جان جسکی زخم شمشیر محبت کھائیگی
لاش اوسکی خونمین غوطے تا قیامت کھائیگی

کیسے ہی طرار ہو پر جاگے اوسکے ورغ
جب کہین گر کچھ زبان یار وہ کی لکنت کھائیگی

چشمۂ خورشید مین لہرائے گا مار سیاہ
بل جو تیری رخ پہ زلف ای مہر طلعت کھائیگی

تلخ باتین گر کبھی گا تو تو مین ای سبزہ رنگ
مین ہی کیا اس حسن کی یہ زہر کیا خلقت کھائیگی

چاٹ سو اس عشق کی کس کس مزے سے دیکھنا
غم کو ہم کھائین گے تجکو تیری فرقت کھائیگی

رکھتے راہ عشق مین ہم کیون قدم مرجاتے
ٹھوکرین ہر گام پر یان تاب و طاقت کھائیگی

اے ظفر یہ جائیگی ساری کدورت کی بنا
ایک بھی اشکون کا منہ گر یہ عمارت کھائیگی

دیگر

دیکھئے وہ مجھے بد بین جو برا دیکھتا ہے — میں برا ہون کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہے
جو ترا طالب دیدار ہی اے مہر لقا — ماہ کو بھی نہیں وہ آنکھ اوٹھا دیکھتا ہے
چل بسا ہوتا مریض غم فرقت کب کا — پر تری راہ وہ ای ہوش ربا دیکھتا ہے
گھر میں تجھکو نہیں جب دیکھتا عاشق تیرا — در و دیوار کو حسرت سے پڑا دیکھتا ہے
دل میں آتا ہی اوسی شخص کے عکس رخ دوست — جس کا دل صورت آئینہ صفا دیکھتا ہے
ہوتا ہی حسرت پابوس سی دل خون کیا کیا — پانون میں جب وہ تری رنگ حنا دیکھتا ہے
اب کوئی دم ہی میں آخر ہی یہ کہدو کہ طبیب — نبض بیمار محبت کی تو کیا دیکھتا ہے
جسکو دل چاہتا ہی ہوتا ہی مفتون و اسیر — نہ برا دیکھتا ہی اور نہ بھلا دیکھتا ہے

اوس شکر لب سی جو کرتا ہے محبت کوئی — اے ظفر خوب محبت کا مزا دیکھتا ہے

ترا بوسہ دل و جان بیچکر لیتے تو ہم لیتے — یہ سودا کون لے سکتا اگر لیتے تو ہم لیتے
پڑی تھی کیا غرض اوسکو جو آتا وہ عیادت کو — دل بیمار کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے
حنا تیری ہوئی پابوس کیون رشک آئے نہ ہمکو — اگر تیری قسم ای فتنہ گر لیتے تو ہم لیتے
وہ غمزے مجھسے کہتی ہین ترا دل کون لے سکتا — خوشی سے لیتے اور یا چھین کر لیتے تو ہم لیتے
نکلتا کام کیا اور تو کسی کے کام کیا آئے — مگر کچھ کام ای آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

دشمن ہے آبرو کا مری گریۂ عشق مین ۔ یہ آنسوؤنکے تار ہین تار آستین کے

عاشق ہوئے جو اوس پہ گئے دو جہان سے دنیا کے اسے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

عجب حالت سے تیرا خاکسار اوٹھتا زمین سے ہے
کہ گویا ناتوان سا اک غبار اوٹھتا زمین سے ہے

غبار اوٹھتا کہان ہے خاک سے ہم تفتہ جانون کے
کوئی اوٹھتا ہے شعلہ یا شرار اوٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچہ مین تیرا خاکسار اب تو ہے آ بیٹھا
مثال نقش پا کب ای نگار اوٹھتا زمین سے ہے

وہ جذب کہربا ہے آبلہ مین پانؤن کے میرے
کہ اس سے جیسے تنکا خار خار اوٹھتا زمین سے ہے

بگولا وہ دل کا خاک سے زلفون کی یارون کے
اوٹھا یون جیسے چوٹی دار مار اوٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچے مین اگر پانؤن ایسے پھول جاتے ہین
قدم اپنا نہین اے گلعذار اوٹھتا زمین سے ہے

تپ غم سے کوئی زیر زمین ہے جل رہا عاشق ۔ ظفر باعث یہی ہے جو بخار اوٹھتا زمین سے ہے

لب نوشین پہ یہ زیبا نہتی تجکو ترش روئی	کیا شگفتا ہو سے شیرین ہی کیون پیوند کولا ہے
کہون کیا زاہد افسردہ دل کا حال سردی سے	روئی مین رہتا وہ لپٹا ہوا جیسے بنولا ہے

ظفر ہمکو کہ تنہا ہین پر امکان کیا جو گھبرائین
اگرچہ ہر طرف رنج و غم و حسرت کا رولا ہے

آج کیا جانین کہ میخانہ پہ کیا پتھر پڑے	ہین کہین ٹوٹی ہوئی شیشے کہین ساغر پڑے
کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ	دیکھیے بجلی یہ کسپر اے دل مضطر پڑے
کرکے پرسون کل کا وعدہ آج تک آئی نہ وہ	ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے
سبزۂ خط نے تری خلکو کیا بیہوش وہ	شور محشر سے نہ جو سنکے بنگ یہ پیکر پڑے
اوسکی چین ابروی پرخم مبصر دیکھکر	کہتے ہین کیا اس صفاہانی مین جوہر پڑے
ہوگئی اشکون کی دولت اسقدر ہم سرنگشتہ	آنکھہ اوٹھاکر بھی نہ دیکھی ہون اگر گوہر پڑے
کیا کہین کس شغل مین گذری ہین فرقت کی رات	کرتے تھے اختر شماری بستر غم پر پڑے
ہوگا کیا حاصل جو ہوگی آبرو میری خراب	دیدۂ تر میرے پیچھے ہاتھ کیون دھوکر پڑے
یار کیا جانے کہ ہے کیسی مصیبت عشق کی	اسکو جانی تو وہی جانے کہ یہ جسپر پڑے
شاہد خسرو پہ سر پھوڑے ہے یہ مسکین گدا	کوہکن کی عقل پر کیا جانی کیا پتھر پڑے

کوے قاتل مین قدم رکھنا سنبھلکر اے ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہین لاکھون سر پڑے

کوئی دوا نہین بیمار ہجر کی تیرے
سوای زہر سو ملتا نہین دوا کے لیے

لیے نہ بوسے کبھی دلربا کی چوری سے
ہمیشہ ہنسے تو اوسکو جتا جتا کے لیے

نچھوڑا تو عمل نیک دیکھہ ای غافل
یہی اثاثہ تیرے خانۂ لقا کے لیے

بجاے آب ہی پینے کو اشک خون میرے
کباب لخت جگر ہے میری غذا کے لیے

چمن مین تا نہو گلچین گلو نپہ دست انداز
اوٹھاتی ہاتھ ہی ہر شاخ گل دعا کے لیے

ہلال عید کو حسرت رہی فلک پر بھی
کہ بوسے جھک کی نہ اوس نعل کفش پا کے لیے

سنائے مدعی اونکو ظفر کئی دفتر
نہ یاد ہووے ہمین ایک مدعا کے لیے

بادۂ عشق اور ہی اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑھاؤ اور ہے اوسکا اوتار اور ہے

بازی عشق پاسکے کیونکہ اک قمار باز
اسکی تو جیت اور ہے اوسکی تو ہار اور ہے

غمزہ کرے ہی صید دل ناز کرے ہی صید جان
اسکا شکار اور ہے اوسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اوس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہے اوسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپکو یون تو سبھی سے ہی مگر
ہمسے محبت اور ہی غیر سے پیار اور ہے

نام و نشان ہی مدعا دونون سے گرچہ ظاہرا
لوح طلسم اور ہے لوح مزار اور ہے

یہ جو ہی ننگ و عار انھین ہم بھی ہین خوب جانتے
موجب ننگ اور ہی باعث عار اور ہے

دیکھیے اون سے چاہ کا ہووی نباہ کس طرح
اپنا طریق اور ہے اونکا شعار اور ہے

اے ظفر کھینچتا ہو دل یون ہی کسیکی جانب
تا ادا کرکے وہ الفت کی یہہ رسمین کھینچے

آسمان کی ساتھ ہی کیا اک جہان گردش مین ہے
اب بھی رہتا ہی ہمیشہ آسمان گردش مین ہے

کھاتی ہی گردش دونکی خاک ہی جو پیمانا
جانب صحرا لیکے لایہ کہان گردش مین ہے

چشم مست یار کی آئی ہی گردش مجکو یاد
ساغرمی جبکہ آتا ای مغان گردش مین ہے

دل کی بیتابی نی میری یہ بھلایا کوہ کو
آسیا کی طرح ہر سنگ گران گردش مین ہے

آشنا گردش زدون کی ساتھ ای نادان نہو
کیا بجنور ہی مانگے دیکھہ آب وان گردش مین ہے

مثل تصویر اتشفانوس خیالی زیر چرخ
کون ہی آرام سی جو ہے میان گردش مین ہے

لکھتا ہون گردش نصیبون کی جو اپنی اے ظفر
میرے ہاتھون سی قلم بھی ہر زبان گردش مین ہے

کلام اون کو ہر طرح فرمانے ٹیڑھے
جو سیدھی بھی ہون تو کوئی جانے ٹیڑھے

ہی سیکھی تری زلف سے کج ادائی
جو سب سی رہے تیری دیوانے ٹیڑھے

عجب انقلاب آج ہے میکدی مین
کہ شیشے ہین اولٹے تو پیمانے ٹیڑھے

نظر تیری جس سی نظر آئے ٹیڑھی
ہوے اوس سی سب اپنی بیگانے ٹیڑھے

ہے برگشتگی میری قسمت کی سمجھو
جو ہون سنکے وہ میرے افسانے ٹیڑھے

کرون شانہ مژگان سے زلفون مین تیری
جو اس شانہ کے ہون نہ دندانے ٹیڑھے

تیری چشم مست کی گردش کو ساقی دیکھکر
اب تو تھامے سے دل بیتاب تھم سکتا نہیں

رکھہ سکین کیا ہاتھہ مین ہم جام صہبا تھام کے
تھم سکا جب تک یہہ سینہ پر رکھا تھام کے

عشق کے کوچے مین تم رکھتے تو ہو اپنا قدم
اے ظفر لیکن ذرا یان پانون رکھنا تھام کے

مرض عشق مین کچھہ ایسی ایدل بنجاے
کہ علاج اوسکا نہ پھر ہو سکے مشکل بنجاے

گرم اشکون سے مرے تپ جو چڑھی دریا کو
شکل تبخالہ حباب لب ساحل بنجاے

کیا تماشا ہو اگر دیدۂ مشتاق کا تل
تیرے رخسار کا اے آئینہ رو تل بنجاے

ہے ستم ہاے غضب وقت بنون مین جسکا
میر اینجاے وہ دشمن مرا قاتل بنجاے

رنگ خوبی طلبگار رہے عارض سے تر
کیون نہ گل کاسہ بکف صورت سائل بنجاے

کیا عجب تیری تصور مین اگر زیر نگاہ
اپنی پرچھائین پڑے حور شمائل بنجاے

وصف اوسکے رخ روشن کا ظفر ہو نہ رقم
تا نہ قرطاس مصفا مہ کامل بنجاے

کہان وہ دور عیش افزا جہان ہم تھے وہان تم تھے
نہ رہتے تھے کبھی تنہا جہان ہم تھے وہان تم تھے

عجب عالم تھا جب وہ زیب افزا بزم عشرت مین
برنگ ساغر و مینا جہان ہم تھے وہان تم تھے

[illegible]

کہان ہے لالۂ کہسار سوز عشق سے شیرین | مگر یہ قبر پوش کوہکن مین آگ لگتی ہے

ظفر آہ سحر کی شعلہ باری سے شفق کی جا
سحر کے روز چاک پیرہن مین آگ لگتی ہے

جب وہ تشریف ادھر لاتے ہین چلتے پھرتے | گالیان ہمکو سنا جاتے ہین چلتے پھرتے
ٹھہرتے پاس نہین دور سے وہ ماہ کیطرح | صورت اپنی مجھے دکھلاتے ہین چلتے پھرتے
ناتوان اوٹھکے ترا خاک چلے خاک پھرے | پانو تو ضعف سے تھراتے ہین چلتے پھرتے
ہین وہ دل تفتہ مرے دود جگر کے بادل | ہر طرف آگ سی برساتے ہین چلتے پھرتے
جلتے ہیں وحشت جنون کو ہین ہوا کی مانند | ٹھوکرین کاہیکو وہ کھاتے ہین چلتے پھرتے
ہمکو ہوتی ہے کہان اونسے ملاقات نصیب | پر کبھی رستہ مین ملجاتے ہین چلتے پھرتے

فکر مین بیٹھ کے کہہ سکتا نہین کوئی ظفر
آپ جو شعر کہ فرماتے ہین چلتے پھرتے

کعبہ و دیر سے گر شیخ و برہمن ہٹتے | تیرے کوچے سے نہ ہم اے بت پرفن ہٹتے
جو کہ ہین صید محبت ترے اے صید فگن | زیر خنجر نہین رکھنے سے وہ گردن ہٹتے
راز دل کیونکہ کہون تجھسے کہ اک لحظہ بھی | نہین اے دوست ترے پاس سے دشمن ہٹتے
بوسہ تیرے گل رخسار کا لین ہم کیونکر | رخ سے گیسو نہین اے غیرت گلشن ہٹتے
مجھسے یان تک حذر اونکو ہے جو آتے ہین ادھر | خاک سے میری بچاکر ہین وہ دامن ہٹتے

دیگر

مصور نے ترا سب چہرۂ مقبول کھینچا ہے	مگر اک زلف ہی کو کھینچنے میں طول کھینچا ہے
جہاں میں سب کو عبرت ہو گئی جسدم تسلی اے قاتل	سر بازار تو نے لاشۂ مقتول کھینچا ہے
ہزاروں بیگناہوں کو ستمگر عشق میں تو نے	لیا ان سولی پہ پی دستور معمول کھینچا ہے
چھوڑا اتا ہی جو دامن زاہد اپنا چھوڑ دو رندو	کہ تم نے اس گدھی کو کیوں پکڑ کر جھول کھینچا ہے
جو کھینچا آہ پر سوز جہاں میں تیری الفت سے	تو وہ گرد دل رنجیدہ کو مشمول کھینچا ہے
عرق رخسار کا تیری ہے خوشبو اسقدر گویا	گلاب اے رشک گل لیکر ابھی یکچہ معمول کھینچا ہے

ظفر قربان جاؤں ایسی میں کلک تصور کے
کہ اس کا نقشہ اسنے واہ کیا معقول کھینچا ہے

کیا فسوں یہ شراب کرتی ہے	جو اوسے بے حجاب کرتی ہے
قتل کس کس کو دیکھیے تیری	نگہ پر عتاب کرتی ہے
روز طوفان بپا مرے سر پر	میری چشم پرآب کرتی ہے
اونکی خدمت میں دیکھیے تقدیر	کب مجھے باریاب کرتی ہے
آتش عشق میرے سینہ میں	جگر و دل کباب کرتی ہے
بزم عالم میں دخت رز تجکو	تیری مستی خراب کرتی ہے
تاب رخسار تیری آئینہ کو	رو کش آفتاب کرتی ہے

کبھی آ گئے وہ جو یان چلتے پھرتے | تو دے کر ہوئے گالیان چلتے پھرتے
بچھاتے ہین ہم زیر پا اپنی آنکھین | تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے
ترے قد کو کیا سرو شمشاد پہونچین | وہ ہین اس روش سے کہان چلتے پھرتے
ملا دیتا ہی خاک مین سیکڑون کو | زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے
چلے آؤ بالین تک اس جان بلب کی | ذرا تم بھی ای میری جان چلتے پھرتے
صبا کی طرح دیکھ جائین گے ہم بھی | چمن کی بہار و خزان چلتے پھرتے
پڑے رہتے جون نقش پا خاک پر کیون | اگر ہوتے ہم ناتوان چلتے پھرتے
بسر عمر کی ہے بحسرت جہان مین | یہ ہین موج و گرداب سان چلتے پھرتے
پڑا کنج مسجد مین تو کیون ہے زاہد | پہونچتا بہ دیر مغان چلتے پھرتے

ظفر منہ ہے کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

نہین ای ابر ہم قائل کہ آنسو سر بسر ٹپکے | وہ کیا آنسو جو بے آمیزش خون جگر ٹپکے
گلون پر اوس سے ای چرخ بے پیر کیا گلشن مین | عرق ای رشک گل رخسار سے تیری اگر ٹپکے
ہر اک آنسو کا قطرہ ہے جو دانہ گوہر کا | دم گریہ جگر کے آبلے کیا پھوٹ کر ٹپکے
ٹپکتے دیدۂ تر سے مرے لخت جگر ایسے | کہ جیسے پختہ ہو کر شاخ سے کوئی ثمر ٹپکے
حلاوت سے لب شیرین کی تیری کیا عجب ہے | اگر وقت تکلم شربت قند و شکر ٹپکے

دیگر

مطلع ثانی

خیال

ردیف

مطلع ثانی

خیال زلف و رخ سے دل نہیں ہے ایک دم خالی
یقین ہے اتو ہمدم یار صبح و شام آتا ہے

پڑھائی غیر نے پٹی ہے اوس نوخط کو کیا آ
نہ کچھ آتا ہے خط وان سے نہ کچھ پیغام آتا ہے

گلون کے منہ پہ گویا اوس پٹہ جاتی ہے گلشن مین
مے گلرنگ پیکر جب کہ وہ گلفام آتا ہے

لکھا تھا یان ہے ایسا کیا جو اوٹا خط الٹے وا
ہمارا نامہ بر دیتا ہمین دشنام آتا ہے

جو کچھ کرنا ہے ای غافل تو کر دنیا میں کہ وان ہرگز
نہین کچھ کام آتا ہے یہی بس کام آتا ہے

رہا ہے کوئی دنیا مین نہ رہویگا یہان کوئی
کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکران دریای الفت ہے نظر جنکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے مین کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

ردیف چہارم

عشق مین دل کو نئی روز بلا سی چمٹی
پر بلا کوئی نہ اوس زلف دوتا سی چمٹی

درد دل سے کہ مرا درد ہوا کیا سر مین
آج ماتھے پہ جو اونکی ہے دوا سی چمٹی

جی مین آتا ہے کہ نون انکی چمٹکر بوسے
نہ ہے لب پہ مسی اونکی ذرا سی چمٹی

چشم مخمور تری سرخ اور اوسمین کاجل
واہ کیا ساتھ شفق کی ہے گھٹا سی چمٹی

خاک کوچہ کی تری تن پہ ہے میری زیبا
ایک تن زیب کی ہے تنگ قبا سی چمٹی

دیکھے کیا ہو تری جنبش مژگان قاتل
جھاڑ نیچے مری پیچھے قضا سی چمٹی

ای **ظفر** توڑی گئی شیشہ مے بزم مین رات
روح آ کر کسی میکش کی ہو پیاسی چمٹی

ظفر روح قیس آکے صورت مین میری
وہی پانون سے گی سلاسل مین پھرتی

باغ جہان مین تیرے ایدل نمود ہے
گل کو کہان یہ باغ مین حاصل نمود ہے

کس شمعرو کو بزم جہان مین ہے یہ فروغ
جو آج تیری غیرت محفل نمود ہے

برش سے جسکی ہوتا ہے عالم کا داغ و نیم
تیغ ادا کی تیرے وہ قاتل نمود ہے

اوس مہروش کے سامنے چمکیگا کیا کوئی
دیکھی ہوئی تری مہ کامل نمود ہے

رخسار آتشین ترے وہ ہین کہ بہر فروغ
شمس و قمر کی جنکے مقابل نمود ہے

کیا کیا تڑپ کی برش تیغ نگاہ کی
قاتل دکھا رہا ہے تر البسمل نمود ہے

اوس حور وش کو دیکھا نہین اسنے اے ظفر
کرتا جو اتنی ناصح عاقل نمود ہے

مجکو وان کون اوٹھا کے لیجائے
گریہ شاید بہا کے لیجائے

جب گرفتار دام زلف ہو دل
تاب کسکو چھوڑا کے لیجائے

دیکھیے کس اجل گرفتہ کو
آج قاتل لگا کے لیجائے

دل کو وہ تاڑلے ہے نظرون مین
لاکھ کوئی چھپا کے لیجائے

کس کا مقدور اوس کے دامن تک
ہاتھ اپنا بڑھا کے لیجائے

پھر وہ چوری سے دیکھتا ہے ادھر
دل نہ میرا چورا کے لیجائے

جو ہے مزے سے عشق کے واقف وہی گوارا کرتا ہے
کھاتا زخم خنجر کین ہے کون کسی کی خاطر سے

کھینچے ہے لیجاتا جسکو جذبۂ شوق وہ جاتا ہے
جاتا کسی کے در کے قرین ہے کون کسی کی خاطر سے

ہین یہ ہمین جو کرتے تیری نذر ہم اپنا گوہر دل
دیتا ایسا در ثمین ہے کون کسی کے خاطر سے

نام دری ہو اور کے خاطر سینہ خراشی اپنے لیے
کرتا کام یہ غیر نگین ہے کون کسی کی خاطر سے

لطف و عنایت مہر و مروت اے بت کافر کچھ تو ہو
کرتا جو لالہ یون جا و بین ہے کون کسی کی خاطر سے

تیر غم اوسکا آئے ظفر گر کھینچکے لاے دل کی کشش
ہوتا مکان دل مین مکین ہے کون کسی کی خاطر سے

عبث ہمکو قسم اے دشمن ایمان دینی ہے
دکھادی اے پری اپنے دیوانوں کو زلف اپنی
سر ہر گام کوی یار مین پڑتا ہی سر دینا
لیا ہی بوسہ کسی مفت کی بہتان باندھو تم

نہین ہم جھوٹ کہنی کے خدا کو جان دینی ہے
اگر منظور زنجیر در زندان دینی ہے
خبر کیا جاکے وان اے قاصد و آسان دینی ہے
یونہین دیدہ و اگر گالی کوئی ایجان دینی ہے

لگانا تیر مژگان سیکھا ہے تو وہ کمان ابرو
بنا کر رکھدیا دل کو نشانا ہے تو ہمنے سے ہے

جو سر مانگا دیا سر جان مانگی جان حاضر کی
ترا گر حکم اے سفاک مانا ہے تو ہمنے سے ہے

زمانے مین اگر ہے دوستی تجسے تو ہمکو کیا
بنایا دشمن اپنا اک زمانہ ہے تو ہمنے سے ہے

ظفر ہے نازیون تو سبکو اپنی شعر گوئی پر
کہا پر کوئی شعر عاشقانا ہے تو ہمنے سے ہے

جو اپنے کوٹھے کے وہ مہ جمال اوپر جائے
تو پھر کسی کی نظر کیا مجال اوپر جائے

کرے نہ وعدۂ یک مہ وہ سال بھر مین وفا
گذر نہ سال کی تا اور سال اوپر جائے

بغیر جان لیے چھوڑتی ہے کب وہ زلف
یہ وہ وبال نہین جو وبال اوپر جائے

کٹے چمن مین نہ کیون سرو دیکھکر اوسکو
وہ اوڑھکر جو کوئی سبز شال اوپر جائے

رہو ہمیشہ جو بام غرور حسن پہ تم
تو کس طرح کوئی لے عرض حال اوپر جائے

تری خوشی ہے کہ دم رک کے میرا سینہ مین
نہ جائے نیچے نہ وقت ملال اوپر جائے

ظفر اوس ابروے پرخم کے سامنے اپنے
کبھی نگاہ نہ سوے ہلال اوپر جائے

بیان کرتا ہے واعظ جب کہ عالم قصر جنت کا
تو پھر جاتا مری آنکھوں میں نقشہ اوسکے گھر کا ہے

وہ سر پر باندھ دی میری ڈوپٹا صندلی اپنا
علاج اوسکو اگر منظور میری دردسر کا ہے

خدا دی طاقت پرواز او راس طائر دل کو
کہ اب تو کام کرتا یہ بھی مرغ نامہ بر کا ہے

نہیں جای اقامت یان کہ ہر غنچہ کی بو ہی
لگا یا دوش پہ گلشن میں رخت اپنی سفر کا ہے

نہیں خورشید محشر آسمان شاید اوٹھالایا
کوئی اوترا ہوا چھایا مری داغ جگر کا ہے

معطر چاہیے اوسکا کفن ہو عطر فتنہ سے
کہ جو کشتہ ستمگر تیری چشم فتنہ گر کا ہے

نہ پردہ ہی نہ برقع ہی نہ ہی منھ پر نقاب اوسکی
نہ دیکھیں ہم اگر اوسکو قصور اپنی نظر کا ہے

نہیں ممکن کوئی پھیری عنان اختیار دل
ارادہ ہے ظفر اسکا جدھر کا ہو ادھر کا

ہمسے کیا کیا ہین وہ جفا کرتے
اسپہ بھی ہم ہین جان فدا کرتے

مطلع ثانی

بیوفاؤن سے ہین وفا کرتے
حضرت دل ہین دیکھو کیا کرتے

ہم دعا اونکے حق مین کرتے ہین
اور ہمین وہ ہین بد دعا کرتے

خاکساری سے ہین دل اپنا ہم
صورت آئینہ صفا کرتے

اے ستمگر مریض عشق ترے
کبھی اپنی نہین دوا کرتے

جو نہین چاہتے کسی کا بھلا
وہ برے ہین بہت برا کرتے

کرے جوابرو و فرگان سے میرے دل کو شکار	تو پھر غرض اوسے تیر و کمان سے کیا ہے
سوا کے سینہ خراشی و رو سیاہی کے	نگین کو فائدہ نام و نشان سے کیا ہے
جو شکوہ ہے تو ہمین اپنے طالع بد کا	گلہ ستارے سے کیا آسمان سے کیا ہے

ظفر جو حال ہے تیرا وہ خوب جانتے ہین
نکر بیان اوسے حاصل بیان سے کیا ہے

یہ دنیا ہے او گھٹ گھاٹی پگ نہ بہت پھیلاؤ جی
اتنی ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نا پاؤ جی
اس دنیا کے جتنے دھندے سگرے گورکھ دھندے ہین
انکے پھندے جانہ پڑو تم انہین نہ من او لجھاؤ جی
یہ ہنوا ہے مورکھ لوبھی سب ہی پر الجھائے ہے
چاتر ہو تو اس مورکھ کو جیسے بنے سمجھاؤ جی
جس کارج کا ہونا کٹھن تم من مین اپنے جانتے ہو
اوسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا نا گھبراؤ جی
عمر اکارت تمنے کھوئی کچھ تو اوس کا دھیان کرو
بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یوہین گنواؤ جی

سدھ بدھ دی کرتار نے تمکو سوچ سمجھ کر ناکچھ	ایسی کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتاؤ جی

کام نالون سی جو بیمار جدائی لیتے	تو خبر چرخ کی یہ تیز ہوائی لیتے
تم جو کہتے ہو بُرا ہمکو بجا کہتے ہو	گر نہ دل دیتے تو کاہیکو بُرائی لیتے
ان بتون سی مری نزدیک تو کچھ دور نہ تھا	ایک غمزہ مین اگر ساری خدائی لیتے
دیکھ دل اُس بت بدخو سے لڑائین آنکھین	ہم بھی ہر روز مین مول ایک لڑائی لیتے
تیری ہاتھون سی ہین ناچار وگرنہ کب کی	راہ صحرا کی ہم اے آبلہ پائی لیتے
مار ہی ڈالتا صیاد ہمین پھڑکا کر	گر کبھی بھول کی ہم نام رہائی لیتے

وصف اوس دست نگارین کی جو ہم لکھتے ہین
تو ہین کاغذ بھی ظفرؔ مول حنائی لیتے

کل جاکے ہم جو گھر مین اوس فتنہ گر کے بیٹھے
گھبرا کے اوٹھ گئے سب جو تھے اودھر کے بیٹھے

مطلع ثانی

کیا خاک جاکے کوئی پاس اوس بشر کے بیٹھے
محفل مین لوگ جسکی بانی ہون شر کے بیٹھے
اوٹھتے ہین کوئی وان سے جب تک نہ مر مٹین گے
جون نقش پا ہین در پر اوس سیمبر کے بیٹھے

وعدی یہ دو گھڑی کی غفلت شعار تیری	تکتے ہین راہ تیری یان دوپہر کی بیٹھے

بات ہو وہ بات کوئی بات جب ہم تم کرین
نکہت گیسوی جانان ہمدمو کچھہ اور ہے

اور تو باتین تمہاری خیر خاصی تھین نہ تھین
جب کبھی کہتا ہون اک بوسہ عنایت ہو مجھے

جو کہی وہ بات منہہ سی ہوا گر کیسی ہی بات
ہم کہین خاصی کہی تم بھی کہو خاصی کہی

مشک مین بھی کہتی ہو اوسکی سی بو خاصی کہی
ترک الفت کی مگر اے ناصحو خاصی کہی

منہہ بنا کر کہتا ہو وہ تندخو خاصی کہی
ہے یہی شرط ادب تم بھی کہو خاصی کہی

جب کہا دل نی کہ چلیے کوی جانان مین ظفر
ہمنے بھی دل سی کہا اچھا چلو خاصی کہی

جی کا ضرر دو دن سے ہے
درد جگر دو دن سے ہے

دل ہے جلا برساتی جو
آہ شرر دو دن سے ہے

اوسکو سکھاتا کیا کیا شہ
کوئی بشر دو دن سے ہے

لوٹتا عاشق بن ترے
دو دو پہر دو دن سے ہے

پھرتا ہے وہ ماہ کہان
خالی گھر دو دن سے ہے

اشک فشانی کرتی کیون
یہ چشم تر دو دن سے ہے

قطعہ

پھرتا قاتل تیغ بکف
آٹھہ پہر دو دن سے ہے

بیٹھا عاشق مرنے پر
باندھے کمر دو دن سے ہے

دیگر

دل بلبل مین تھا نہ درد ظفر
وہ بھی درد آشنا ہمین سے ہوئی

کبھی شاید وہ ذرا جھانک تو لی پٹ مین سے
نہین ٹلتے ہم اس امید مین چوکھٹ مین سے

پیشوائی کو لیے دوڑتا ہی دل کیا کیا
جب صدا آتی ہی اوس پاؤن کی آہٹ مین سے

تو نے دیکھا نہین بزم عدو مین افسوس
ہم تجھین تاک رہی تھی اوسی جمگھٹ مین سے

لاکھ گھٹ راگ اگر لائی تو ہمسے شب کو
اوٹھنے دیتی ہین کوئی تمکو چھپر کھٹ مین سے

کیا عجب بوی گلاب آئی عرق مین تیرے
بوی مشک آئی ہی زلفون کی تری لٹ مین سے

دیر و کعبہ مین اوسی ڈھونڈھتا پھرتا کیا ہے
ڈھونڈھ گھٹ مین کہ وہ پائیگا ترے گھٹ مین سے

بوی الفت تو ہٹیلی ہی ظفر نے پائی
تیرے انکار مین سے اور تری ہٹ مین سے

دشت الفت مین چلی گر خار وخس کو توڑ کے
آسمان بٹھلائی پائی بلہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب و دامن سی فقط توڑی نہین
توڑ ہے گا ای جنون تار نفس کو توڑ کے

گر اسیرون کو یوہین صیاد تو پھڑکائیگا
تو نکل بھاگین گی وہ اک دن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہی دل پر مری بانگ جرس
ڈھب بنی تو پھینک وون ہمدم جرس کو توڑ کے

دیکھ حال روی ساقی کہتی ہین آپس مین مست
کیون بچا پای یوہین پر مگس کو توڑ کے

تو نے ای منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

دیگر

بات گر منہ سے نکل کچھ بھی تا مل جائیگی ۔ پھر تو وہ اے بیکشو ہر ایک پر کھل جائیگی

کچھ نہ کچھ دکھلائیگی اپنا اثر آہ رسا ۔ کان تک تیری جو اے مست تغافل جائیگی

ہے یہ کھٹکا دیکھکر گل کو نہ شادی مرگ ہو ۔ جب قفس سے چھوٹ کر گلشن مین بلبل جائیگی

نافۂ آہو مین یکسر مشک ہو جائیگا خون ۔ گر صبا لیکر ختن مین بوی کاکل جائیگی

ہونگے جب بدمست گرمی پرستی دیکھنا ۔ چرخ مینائی تلک آواز قلقل جائیگی

ہوویگی کیا کیا نہ رسوا پھر اگر لیکر صبا ۔ کوچۂ گیسو مین تیری بوے سنبل جائیگی

اپنے آب و گل مین ہے آمیزش آتش ظفر
سوزش عشق اپنے دل کی کیونکہ بالکل جائیگی

تیرے آتے ہی گلے ایجان سب جاتی رہے ۔ جی مین تھی پہلے جو کچھ اس آن سب جاتی رہی

نہ رہا فرہاد و نہ مجنون تیرے ہاتھون سے عشق ۔ تنگ ہوکر بے سر و سامان سب جاتی رہے

خانۂ دل مین نہ پیکان ہے نہ تیر یار ہے ۔ جن سے اک رونق تھی وہ مہمان سب جاتی رہی

اے کمان ابرو لگایا تو نے جب تیر نگاہ ۔ دل سے شکوے بھی ترے قربان سب جاتی رہے

زندگی تک ہین سبھی ارمان انسان کو یہی ۔ موت جب آئی تو پھر ارمان سب جاتی رہی

ایک باقی رہگیا تو دھیان اوسی کا رہگیا ۔ اور تھے دل مین جو میرے دھیان سب جاتی رہی

ہو کے وہ خنجر بکف آیا جو بہر امتحان ۔ بلہوس کیا چھوڑ کر میدان سب جاتی رہی

پھرتے خراب ہین جنھین فہمید ہے ظفر
دو ہی رہے مزے مین جو نافہم رہ گئے

پھرے در پر خاک دیوانے ترے سر مارتے — تیرے کوچے کو اونھین لڑکے ہین پتھر مارتے

تیری چوٹی کا تصور رات بھر آنکھون مین تھا — کیونکہ ہم تکتے نہ اپنے دل جگر پر مارتے

تاف تک سیلی کسی کی ہم نے دیکھی تھی غضب — کیون نہ برچھی پیٹ مین اپنے اوٹھا کر مارتے

سرکشی کرتی تھی تجھ رو برو ای شعلہ خو — شمع کو محفل مین پھر گردن نہ کیونکر مارتے

دمبدم کرتا ہے ابھی تیز تو تیغ ستم — اور ہر گز ہم نہین دم اے ستمگر مارتے

عشوہ و غمزہ ترے دونون سپاہی ہین غضب — تیغ پر ہین تیغ اور خنجر پہ خنجر مارتے

یون کیا اوس بیچۂ مژگان نے مرغ دل اسیر — جس طرح صیدی کا ہون اوڑتا کبوتر مارتے

خاک ہو کر بھی نہ پایا چین وحشت سے کہ ہم — جون بگولہ دشت مین پھرتے ہین چکر مارتے

طائر دل دیکھنا پہونچا ہے اپنا کس جگہ
اے ظفر جس جا فرشتے بھی نہین پر مارتے

بتون کی ہم تصور مین جو شب بھر آج جاگی تھی — تو جلوی اک خدائی کے ظفر آنکھون کو آگئی تھی

مطلع ثانی

بہم وحشت جنون مین قیس اور ہم کل جو بھاگی تھی — وہ ہم سے سو قدم پیچھے تھا اور ہم اوس سے آگے تھی

شب اعدا کو بلایا تھا جو گھر مین اوس نے چوری سے — کسی ڈھب سے پس دیوار ہم بھی جا ہی لگی تھی

دیگر

مطلع ثانی

ہم حال غم ہین کہتے جا کر جنھون کی آگے
سنتے نہین ہین کہیے گو دوستون کی آگے

شکاتے وہ غضب ہین آنکھین جو ہم نظارہ
ناچین گی پتلیان کیا اون پتلیون کی آگی

گر محتسب بھی آئی تو مست سر کو پھوڑین
کچھ سوجھتا نہین ہی ان مستیون کی آگی

پانٔون کی نیچے اپنے دل عاشقون کی ملتی
سمجھین نہ کچھ وہ اپنی اٹھکھیلیون کی آگی

اوس زلف کی لٹون پر کوئی چلے نہ لٹکا
جن بھی جو ہو تو بھاگی ان منترون کی آگے

گر طائر تصور ہووے بلند پرواز
مارے نہ پر فرشتہ اوسکے پرون کی آگے

اک بات بھی سمجھ کی کہتا ظفر نہین ہے
جاتی رہی سمجھ ہے ان دلبرون کی آگے

ہم عجب رنگ سی میخانۂ ہستی مین رہے
شغل سب چھوڑ دیے بادہ پرستی مین رہے

لشکر اشک رے وان ساتھ ہی اپنے ہر جا
کب خرابہ مین رہے جب رہی بستی مین رہے

اونچے نیچے بھی مکان گرچہ بنائے تو کیا
نہ بلندی مین رہی کوئی نہ پستی مین رہے

ابر مژگان کی مری بارہ مہینے ہے جھڑی
گھر کوئی کیونکہ پھر اس بدلی برستی مین رہے

سخت جانی جو یہی ہے تو یقین ہے مجکو
دم بھی قاتل نہ تری تیغ دو دستی مین رہے

جو رہے زہد ریائی مین ہمیشہ مشغول
حق پرستی مین تو کیا خلق پرستی مین رہے

اے ظفر بادۂ وحدت سی جسے کچھ ہو سرور
ہوش مین آئے نہ پھر عالم مستی مین رہے

دیگر

[illegible]

دیا دل تجھسے چھوڑ کو تو چھوڑے ہم بھی کھلا
ہوی ہم آپ سے لیکے سزاوار اپنی ہاتھوں سے

مجھے قتل آپ کیجے سو پتیر جلاد کو کیون رہ
وہی کچھ خوب ہوتا ہی جو ہو کار اپنی ہاتھوں سے

لگانا ہی جو ہاتھوں مین حنا پھر آج کیا جانی
کریگا ذبح کس کس کو وہ خونخوار اپنی ہاتھوں سے

لکھا تقدیر کا یہ ہی کہ اوس نوخط کی محفل مین
کرین یون خط کو میری چاک اغیار اپنی ہاتھوں سے

کبھو کرنا گریبان چاک اور سینہ زنی گاہی
تری فرقت مین بیتی مین یہ ہی کار اپنی ہاتھوں سے

دل اپنا ہی بت کافر تجھے ہرگز نہ دینا تھا
گلے مین ہمنے پہنا آپ زنار اپنے ہاتھوں سے

نہ ہرگز دخت رز کو بزم مین رندوں کی جانا تھا
ہوئی بدنام وہ ان جا کر یہ مردار اپنی ہاتھوں سے

ظفر اوس نوک مژگان کا تصور اب کہین چھوڑ دو
چبھوتے اپنی آنکھوں مین ہو کیون خار اپنی ہاتھوں سے

جو دل مین رکھی تھی اپنے چھپے چھپائی گلے
سو ہمنے اون سے کیے جو زبان پہ آئی گلے

خدا کرے کہ بیان تک ذرا وہ آ جائے
ہین دل مین جتنے کرون اون سے بھی سوائی گلے

شب وصال تو گذری گلہ گذاری مین
تمھارے دل مین بلائین کوئی سمائی گلے

کہے ہے دل اگر آئین کرون گلے اون سے
ابھی جو آئین تو یہ ساری بھول جائی گلے

نہین وہ لوگ جو سنتے تھے شکوہ کچھ دلکے
کرین گے کس سے ہم اب دل کے اپنی ہائی گلے

ہنسی مین لاکھون گلے کر گئے نہ وہ سمجھے
مرے شکایتون ذرا ونکو مرے جتائی گلے

بھرے ہین تیری طرف سے ظفر کے جو دل مین
کسی کو آج تلک وہ نہین سنائی گلے

[illegible]

اے ستمگار اگر ہمسے نہ تو پھر جاتا
بجز خوبی جو کیا تونے کنارا ہمسے
ہمسے ای جان جہان اک نہ ترا دل پھرتا

اس طرح کاہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے
ہم ہین رفتی ہوئی دریا کی کناری پھرتے
غم تھا اہل جہان جنتو ہین ساری پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ہین ظفر وہ بیباک
شر پہ جو آپ ہی اپنے ہون اوتاری پھرتے

تیرے کوچے مین جو مدفن کو نہ جا دلبر ملی
تو لا ظاہر اگر ہمسے تو پھر کیا فائدہ
میری جانب سے رہا وہی تردد دل مین غبار
جب ملائی اک ذرا تصویر مجنون سے تو ہنسا
تیرا جو آنسو سے ڈوبے بہائے عشق مین
ہوگئے ہم ذبح ای ظالم جو تیری ہاتھ سے

خاک مین سب زرد عاشق مضطر ملی
جب طبیعت ہی نہ تیری ای بت کافر ملی
خاک سے خاک اپنی ظالم گور کے اندر ملی
تیرے دیوانے کی صورت ای پری پیکر ملی
دیکھہ تو ہی کیا ہی دولت تجھکو چشم تر ملی
جو مراد اپنی تھی وہ تیرے نہ خنجر ملی

ہے جو فوج اشک مین نالہ علمدار ای ظفر
عشق کی جانب سے خدمت کیا ہی بالا تر ملی

لوگون نے لکھی وہان کی خبر تیسرے دن کی
ہمنے بھی یہان خط پہ نظر تیسرے دن کی

مطلع ثانی

الفت کی جو آنکھہ اوسنے ادھر تیسرے دن کی
تاثیر محبت نے مگر تیسرے دن کی

کیون مجکو دیکھہ تیر و کمان ڈھونڈھتا ہی تو
مجھسے تو کہدی یہ ترے قربان کھول کے

خورشید حشر کا بھی ہو رخ زرد چارہ گر
دکھلاؤن داغ سینہ گریبان کھول کے

آنکھون کی اپنی تمکو قسم ہی کہ میرا حال
دیکھو تو آنکھہ تم کبھی اک آن کھول کے

کھلجای مدعی پہ نہ کچھہ مدعا مرا
غیرون مین خط پڑھو نہ مریجان کھول کے

امید دید مصحف رخ مین ہمین ظفر
ہر روز فال دیکھیے قرآن کھول کے

دوست ہی یا ہے عدو تو ہی تو ہے
خواہ کچھہ ہے جنگجو تو ہی تو ہے

ذرہ خورشید مین دکھلا رہا
جلوۂ روے نکو تو ہی تو ہے

اے دل ان ہرجائیون کے واسطے
کرتا رسوا کو بکو تو ہی تو ہے

کون ہی تیرے سوا دیکھین جسے
جلوہ گریان چار سو تو ہی تو ہے

شیشۂ گریہ سے کھوتی چشم تر
صاف میری آبرو تو ہی تو ہے

گر نہ تو ہوتی عجب آرام تھا
رکھتی ہمین آرزو تو ہی تو ہے

بزم اعدا مین جلاتا شمع وار
یون ظفر کو شعلہ خو تو ہی تو ہے

دل پہ جسطرح تری فوج مژہ لڑتی ہے
کب جہان مین کوئی اسطرح سپہ لڑتی ہے

کیا بسر آی ہجوم غم و اندوہ سی دل
ایک بیچارے سی یہ اتنی سپہ لڑتی ہے

نہ کسی کی نظر لگے سر شام
نہ رہا کیجے سر کھلے بیٹھے

پھرتے ہین جو ہواے دنیا مین
وہ نہ بیٹھے نہ چلبلے بیٹھے

بول سکتا ہے کون اب اونسے
وہ تو غصہ مین ہین تنتلے بیٹھے

کوچۂ یار مین جو ٹھٹھکے ہین
ہم وہ سنتے ہین غلغلے بیٹھے

بحر ہستی مین ہم ہین یون جیسے
اوٹھے پانی پہ بلبلے بیٹھے

ترے سوز و گداز عشق سے ہم
سنگدل کیا ہی ہین کھلے بیٹھے

اوس گلی مین ہزار رہا ہم سے
ہین ظفر خاک مین رلے بیٹھے

وای غفلت عمر تو سب ناشناسو مین کٹی
اب کہین کس منھ سو ہم نعمت شناسو مین کٹی

اوسکی کوچے مین کہین کوچین نہ قاصد کی کٹین
جو گھڑی ہمکو کٹی یان سو ہراسون مین کٹی

ماشا دل ہی نہین بن تیر اپنا اور بہین
کونسی شب ہی نہین جو دم دلاسو مین کٹی

ساق سیمین کا تری آیا جو شب مذکور کچھ
شمع پھر کیا کیا نہ بزم دل اوداسو مین کٹی

ہم نہین وہ ای صنم تیری جو ہین ناحق شناس
ہے خدا کا شکر اپنی حق شناسو مین کٹی

مجمع خون ریز خوبان مین بہت جاتا تھا روز
گردن دل ایک دن خون کی پیاسو مین کٹی

اہل دنیا ای ظفر مست مے پندار ہین
کیا کٹی اوقات گران بد حواسو مین کٹی

جو سنگ صفت ہین نیک صفا تو نکو اے ظفر
دنیا مین ہر طرح سے ہین ہر بار کاٹتے

کون تھا گھر مین ترے کیون ہت بڑی پھیر کھلی
صبح تک شام سے جو رکی نہ زنجیر کھلی

قتل کا کسکی ہوا آج ارادہ قاتل
تو جو پھرتا ہے لیے ہاتھ مین شمشیر کھلی

پڑ گئی دل مین جو اونکی مری جانب سے گرہ
نہ بہ رنگ گرہ غنچۂ تصویر کھلی

دل ہوا اور بھی پابند سلاسل اپنا
پنجۂ شانہ سے جب زلف گرہ گیر کھلی

بند اغیار پھر اک بات مین ہو جائینگے
گر کبھی اپنی زبان بھی دم تقریر کھلی

ہمنے تحریر کیا تھا جو اوسے راز نہان
وای قسمت کہ وہان سب پہ وہ تحریر کھلی

یار و اغیار وہان بند ہوے جاتے ہین
اے ظفر کچھ تو مری آہ کی تاثیر کھلی

ہون بھلا مین یا برا کچھ ہون لا اپنے لیے
پر کہے کوئی جو کچھ پھر اوسکو کیا اپنے لیے

ہے خدا شاہد کہ ہمنے ان بتون کی عشق مین
کچھ نہین رکھا ہے باقی جز فنا اپنے لیے

دوستو پوچھو نہ کچھ رنج نہان کیا کیا ہو
ہو گر اس پردہ نشین پر مبتلا اپنے لیے

غیر کو دل کیونکہ دین اسمین نظر آتا ہے یار
ہمنے یہ آئینہ رکھا ہے صفا اپنے لیے

وہ صنم ہو اور ہم ہون عافیت کی جا ہو
ہمدمو مانگو خدا سے یہ دعا اپنے لیے

جانتے منعم اگر خالی پڑی رہ جائینگے
پھر بناتے کیون مکان وہ جابجا اپنے لیے

نہین گو دیکھتی مجھکو اسی سے دل کو ہی تسکین
تری تصویر تو لیل و نہار آنکھوں کے نیچے ہے

نظارہ زادہ ہو تو تجھے بہار حسن کی کیا کیا
رہی رہتا سما اے گلعذار آنکھہ کے نیچے ہے

جو نکلے ہے مری دل سے کڑک کر نالہ سوزان
تو جاتی کوندھ اک بجلی سی بار آنکھوں کے نیچے ہے

لگا تا تیر مژگان کیون نہین تو دل پہ صید افگن
کہ تیرے آگیا یہ تو شکار آنکھوں کے نیچے ہے

ظفر اوس غیرت گلزار کو جب دیکھتا ہون مین
تو پھر جاتی مری کیا کیا بہار آنکھوں کے نیچے ہے

کیا اوس سے کوئی اس دل مضطر کو پھیر دے
مقدور ہے کسی جو مقدر کو پھیر دے

آئی کبھی وہ ادھر تو یہ برگشتگی بخت
اوٹا ہی راہ مین سے اوسی گھر کو پھیر دے

بیدید پھیرتا ہے جو ہم سے نگاہ تو
لا کر گلے پہ اس سے تو خنجر کو پھیر دے

زیر زمین بھی دل کی طپش میری کیا عجب
پھرکی کی طرح گور کے پتھر کو پھیر دے

مسجد مین وہ کرشمہ دکھا دے تو واعظا
کعبہ کی سمت سے ترے منبر کو پھیر دے

اتنی بھی شرح شوق بڑھا کر نہ لکھہ دلا
ایسا نہو کہ وہ تری دفتر کو پھیر دے

میدان مین سخن کے ظفر رستم زمان
کس طرح وہ نہ روے سخنور کو پھیر دے

طاقت نہین پھرنیکی ہے عادت لیے پھرتی
یا محض مجھے ہے مری ہمت لیے پھرتی

اے پردہ نشین خواہش دیدار مین تیری
ہے کوچہ بکوچہ مجھے حسرت لیے پھرتی

دیگر

خیال ایسا کسی کا اندیون ہمکو ظفر کچھ ہے | جدھر دیکھیں سوا اوسکے نہین آتا نظر کچھ ہے

مطلع ثانی

خراش ناخن دست جنون کا پھر اثر کچھ ہے | کہ پھر تازہ ہوا زخم دل و زخم جگر کچھ ہے

فزون تو ہو یہان رغبت وہان ادنکو بڑی نفرت | تری تاثیر ای الفت ادھر کچھ ہی اودھر کچھ ہے

خط اوسنے تو خط کو تو پہونچا نہ پوچھ اسمین لکھا کیا ہے | تجھے کیا پوچھنے سی کام لکھا نامہ بر کچھ ہے

نہین اک رنگ پر نقشہ تری بیمار ہجران کا | گھڑی کچھ دو گھڑی کچھ ہی پہر کچھ دو پہر کچھ ہی

سر مژگان جو لخت دل نظر آئے تو مین سمجھا | مری نخل تمنا مین لگا بارے ثمر کچھ ہے

جو کرنا ہی تجھے منظور کرلے آج تو غافل | کہ کل کیا جانے کیا ہوگا تجھے کل کی خبر کچھ ہے

ہماری اور اوسکی کیون نہ پھر ہر بات پر بگڑی | اوسی منظور کچھ ہی اور ہمین مد نظر کچھ ہے

جو خال رو کو اوسکے دیکھتا ہون تو کہتا ہے
مقرر دال مین اب کالا کالا اے ظفر کچھ ہے

نصیبا جب مرا اچھا تھا اور تقدیر اچھی تھی | مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی

مقابل جب رخ روشن کی تیری رات کو دیکھا | نہ ہرگز روشنی ماہ پر تنویر اچھی تھی

جو دیکھے تیغ ابرو کو تری منھ سی نہ پھر کھوے | کہ مسجد مین پری کی ہنستی کیا شمشیر اچھی تھی

دیگر

اوس کی ... پاؤن مین ... دل مین ہی ہمارے

... اے ظفر ...

دیتا ہی جام بادہ تو کس کس مزے سی ہین
ساقی کی ہاتھ رند قدح خوار چومتے

کرتے ہین وہ چمن مین قدم رنجہ گر کبھی
جھک جھک کی پاؤن ہین گل گلزار چومتے

کیا کیا نہ تیری حسرت پابوس مین ہم آہ
نقش قدم کو ہین ترے ہر بار چومتے

زاہد ہین چومتے حجر الاسود اے ظفر
اور ہم ہین خال عارض دلدار چومتے

نظرون مین ہین تری رخسار ای سیمبر تلتے
فلک پر جس طرح میزان مین ہین شمس و قمر تلتے

تری ناز و ادا کا پھر کوئی انداز کیا جانے
جو میزان خرد سی بھی انہون ای عشوہ گر تلتے

وہ جب تل بیٹھتے ہین تو تصدق اونپہ ہونیکو
دل عشاق ہین اونکی برابر جون گہر تلتے

تری وحشی اگر بازار وحشت گرم کر دیتی
تو پھر کانٹو مین کانٹے قدر سی کس کسقدر تلتے

یقین ہی پلہ میزان بھی جھکتا بوجھ کی ماری
مری بار گنہ بازار محشر مین اگر تلتے

در دندان تری کان ملاحت اپنی نظرون مین
یونہین تلتے ہین ہیون جسطرح کانٹے مین گہر تلتے

مری انبار عصیان گر کوئی تولے تو کیا تولے
کہین کوہ گران بھی ہین کسی سی ای ظفر تلتے

دل جو تیر ادای بت دیتی ہی کچھ اور رہے
رکھتا نالہ بھی مرا تاثیر ہی کچھ اور ہے

کند ہو تیغ قضا کیونکر نہ اوسکی سامنے
تیری قاتل تیری شمشیر ہی کچھ اور ہے

دل تو کہتا ہی کہ تو کچھ وصل کی تدبیر کر
اور مجھسے کہہ رہی تقدیر ہی کچھ اور ہے

عشق

اے ظفر مست ہیں کیا بادۂ حق سے
پہ حیرت ہے کہ حال اور ہی ہے

دل عشق میں اور ہے ...

عشق نے ایسی آگ لگائی دل مین پھر وہ بجھ نہ سکی
بھر بھر کر مشکیزہ ہزارون ہمنے ہنیڑے پانی کے

تجھ بن اور تری بوند گلے سے میرے او جھکر رگ رگ مین
حلق سے لیکر سینہ تک ہی سوا اوجھیڑے پانی کے

زلف عرق آلودہ کو چھیڑا دل نے یون بیم وہراس
ہوکے نڈر جس طرح سے کوئی سانپ کو چھیڑے پانی کے

تہ پانی ہے سخن کی مشکل یون تو زور طبیعت پر
ہمنے ظفر اس بحر مین مضمون خوب ہی چھیڑے پانی کے

وہ بت مہ جمال اور ہی ہے
اوسمین دیکھا کمال اور ہی ہے

تیرے بیمار ہجر کا ظالم
آج کہتے ہین حال اور ہی ہے

تیرا ابرو کہان ہلال کہان
مہ جبین یہ ہلال اور ہی ہے

مانگتا ہو جو بوسہ در پردہ
اوسنے میرا سوال اور ہی ہے

کیون نہو درد سر ہمین واعظ
کہ تری قیل و قال اور ہی ہے

کیا سبب رنج کیون تجھے ہر دم
اے دل پر ملال اور ہی ہے

جاتا ہے تو جو خواب دشمن مین
جی مین آتا خیال اور ہی ہے

دیکھکر تیری زلف مہر لقا
دل پہ آیا وبال اور ہی ہے

دیگر

عہد طفلی سے وہ دن ... ظفر

بظاہر ہمسے ملتا فتنہ گر کچھ ہے تو یون ہی ہے
کہ جسکے دل مین شر ہو وہ بشر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ابھی ہوتی صفائی ہے وہ جو آئینہ رو آئے
مرے دل مین کدورت بھی اگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

خدا جانے کہ پکڑین یا نہ پکڑین رات بھی ہم تو
شب فرقت مین امید سحر کچھ ہے تو یون ہی ہے

عبث خوش غیر ہوتے ہین مری اونکی لڑائی کیا
اگر آزردگی بایکدگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

زبانی جس طرح ہم نے کہا تجھ سے کہ یون کہنا
حقیقت خط مین بھی ای نامہ بر کچھ ہے تو یون ہی ہے

یقین ہوتا اگر اونکو تو اب تک کیا نہ وہ آتے
ہمارے حال کی اونکو خبر کچھ ہے تو یون ہی ہے

لڑائین غیر سے آنکھین نہ کیونکر سامنے میرے
کہ اوس بیدید کو مد نظر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ملائین آسمان کو ہون جو دل مین کار گر اوسکے
مرے نالون مین اے ہمدم اثر کچھ ہے تو یون ہی ہے

شمشیر یار تا بگلو آکے پھر گئی
کیون بن پیے تو میرا لہو آکے پھر گئی

برگشتگی بخت ہو یہ بھی کہ ہجر مین
اے موت لاکھ بار جو تو آکے پھر گئی

قاتل نہ آگی لہو سون کا بڑھا قدم
اک خلق تیرے تا سر کو آکے پھر گئی

دیکھا جو ماہ نو کو ابرو کی تیری شکل
آنکھون مین اپنی عربدہ جو آکے پھر گئی

جان لب پہ لاکھ بار یہان انتظار مین
ای مست غفلت آیا نہ تو آکے پھر گئی

عارض کے روبرو تری ماہ دو ہفتہ پر
اپنی طبیعت آئینہ رو آکے پھر گئی

تدبیر گھر مین یار کے جانے کی اے ظفر
آئی بھی گر سمجھ مین کبھو آکے پھر گئی

صیاد نے گل اچھو باعث جان کے کترے
فصل بہار مین پر مرغ چمن کے کترے

وحشی چشم تر اک جست مین عجب کیا
کان آہوان وحشت چین دختن کے کترے

جب جائی دختر رز کچھ تیز ہے کہ یارو
سب موی ریش شیخ پر مکر و فن کے کترے

تار نفس ہمارا سو جاسے ہو بریدہ
اے سیمبر جو ڈورے تو نور تن کے کترے

مقراض آہ و نالہ اپنی عجب نہین کیا
موئے خطوط مہر چرخ کہن کے کترے

تحریر کیا وہ مضمون بیجا ہوئی تو ایسی
خط تو خط جو تمنے اس خستہ تن کے کترے

دست جنون عجب کیا لاشہ پہ بھی جو میرے
اے ہمدمو کوئی گل مین نے کفن کے کترے

صیاد خاک ہو پھر اوسکو ہوای پرواز
پر ہی گئے اسیر دام محن کے کترے

ہمیشہ دورہی کیونکر نہ پھر زمین سے رہے	فراق دوست ہو گردون وصال دشمن ہے
اوسیکو دوست سمجھتی ہین وہ جو کچھ نہ ہے	کرے جو اونسے جواب سوال دشمن ہے
جو تو ہی مرد تو ہرگز لپٹ نہ دنیا سے	اگرچہ دوست نما ہی یہ زال دشمن ہے
گئے ہین حضرت دل کوی زلف مین تنہا	الٰہی خیر ہو وان بال بال دشمن ہے
ہزار رنج و مصیبت مین جان ہے اسکی سبب	کوئی بغل کا دل پر ملال دشمن ہے

لگاؤ دختر رز کو نہ منہ سمجھکر دوست
کہ عقل ہی کی ظفر یہ چھنال دشمن ہے

گرچہ عدو ہین ٹیڑھے چلتے تیرے رستے سے بہتیرے
پر ہین وہ کیا چیز کہ سیدھے ہوگئے ایسے بہتیرے
کردے یکدل ہمسے اونکو ہمدم ایسا ایک نہین
اور ہین دو ہی کے ڈالنے والے ایسے تیسے بہتیرے
ہڈی ہڈی مین جو اپنے درد ہے ایسا درد اوسکو کہان
تجسے سنے دمساز وہو نگے نالے نے سے بہتیرے
دشمن دین و ایمان پایا ایک نہ تجسا اے کافر
دیکھے اس بتخانہ مین بت ایسے ویسے بہتیرے

کشتی گردون غرق ہو ہمدم آئین اگر ہم پر فرد ہم	طوفان دیدہ تر مین بھر ہی ہین تھوڑی کیسی ذبر

عشق بت فرنگ مین سینے پہ آبلے
شبنم نے گلکے کان مین سیماب بھر دیا
ہر دم تری نگاہ سے سینہ سپر ہے دل
دریای اشک مین ہے فلک بلبلہ سا ایک
بستر مین رہتے در پہ تری شکل نقش پا

ساغر پہ سرنگون دھری اوپر ہین ہیر کر
کیا خاک پھر سری اوڑ ہین بلبل کی نیز کر
کھاتا ہے زخم سیکڑون اس تیغ تیز کر
قابل ہین اپنے دیدۂ سیلاب ریز کر
دو چار تیرے خاک نشین خاک بیز کر

کوچے مین اوسکے کثرت عشاق سے ظفر
آثار روز دیکھتے ہین رستخیز کے

مارا دل اپنا سینہ کو ہر بار کوٹ کے
دے گا نہ بوسہ درد دندان جو تو ہمین
آنکھین ہین کیا ہی اوس بت کافر کی فتنہ
فریاد شب سے دل نالان کی جب بھری
برق جہان بھی سامنے نظر آئی تڑپ کے
کشتی شکست دیکھ فلک کو کسی نے خوب

قائل ہین اپنے ہجر مین ہم مار کوٹ کے
ہیرا ہی یار کھائین گر آ جا کوٹ کے
گویا کہ بھر دیے در شہوار کوٹ کے
ہاتھ کو رہ گیا جرس ای یار کوٹ کے
شوخی بھری ہی تجھ مین ستمگار کوٹ کے
اس سقف کو بنایا ہے ہموار کوٹ کے

جوڑے نے اوسکے خوب ہی لگون سے راتکو
دل کو بنایا ٹھیک ظفر مار کوٹ کے

نہین رونا مرا کچھ گریۂ یعقوب سے کم ہے
نہ میرا صبر صبر حضرت ایوب سے کم ہے

ہٹاتی ہین جسی خورشید تابان اوج گردون سی ــ وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تمغا ہی

تری ابرو پہ دیکہا جسنے خط چین ابرو کو ــ کہا اوسنے یہ اس تیغ صفاہانی کا تمغا ہی

مٹاؤن دل سی اپنی کس طرح مین داغ سوز انکو ــ یہ سوز غم مین میری سوختہ جانی کا تمغا ہے

نکلتا ہی کوئی مانند قمری طوق گردن سی ــ کہ یہ ای سرو قد الفت کی زندانی کا تمغا ہی

لگاؤن ای ظفر کیونکر نہ لب پر مہر خاموشی

کہ مین حیران ہون اور یہ میری حیرانی کا تمغا ہی

شکوہ ہنو تمہارا جو کچھ کرون تو سچ ہے ــ تمنے جو کی برائی گر مین کہون تو سچ ہے

الفت مین ای پری رو تیری ہون محو ایسا ــ ہشیار ہون غلط ہی دیوانہ ہون تو سچ ہی

میرا تو جیب کیا ہی دامان دشت کی بھی ــ گر دھجیان اوڑائی دست جنون تو سچ ہی

فرقت مین رات ہمدم ہر نالہ کو ہم اپنے ــ بام سپہر کا گر کہوین ستون تو سچ ہی

انکھونمین ہی تصور رنگ حنا کا تیرے ــ بہتی اگر نگارین ہین اشک خون تو سچ ہی

اگے بہوؤن کی تری اے آفتاب طلعت ــ گر ماہ نو کو کہوین ہم سرنگون تو سچ ہے

اوس مہ جبین سے ہمنے کی دوستی ظفر کیون

دشمن ہی گر ہمارا گردون دون تو سچ ہے

مست اے ساقی کب رعد کے للکارے سی ہشیار ہوئے

مردم عرصۂ بزم مے نقارے سے ہشیار ہوئے

صف مژگان ہین کمان ابروی جانان کے تلے
اے ظفر ہوتی ہے مسجد مین جماعت کی نماز
ہیں مجنون کے تلے نخل مغیلان کے تلے
دشت وحشت مین ہین آسودہ ہزارون مجنون
اسکے جو ظلم کا [illegible] دیوار گلستان کے تلے
حسرت ای طاقت پرواز کہ ہم اور قفس
ہاتھ وہ ہاتھ کہ تھا گردن جانان کے تلے
کبھی زانو ہے [illegible] کبھی سینہ [illegible]
داغ سینہ کے ہین پوشیدہ گریبان کے تلے
دیکھا ہے دست جنون پردہ ناموس کا فاش

نگہ یار سے میری دل وحشی پہ چھری	کیا سر گردن نخچیر ہے چلتی پھرتی
دخت رز کیا ہے سر بزم ترا نقد خرد	لیکے ای مست قدح گیر ہے چلتی پھرتی
کون قاصد کی سواوان مرا لیجا دے خط	کہ نہین آپ سے تحریر ہے چلتی پھرتی

ظفر اس بحر فنا مین کوئی دم کشتی عمر
اور زیر فلک پیر ہے چلتی پھرتی

دیکھا خال ذقن کو رخ جانان کے تلے	کوکب سوختہ ہی مہر درخشان کے تلے

مطلع ثانی

کاجل آنکھون کا نہین یار کی مژگان کے تلے	پھول سوسن کا کھلا نرگس و ریحان کے تلے

مطلع ثالث

کب بہاسی ہین خط عارض جانان کے تلے	ہین یہ بیٹھے پر طاؤس گلستان کے تلے
نیش سے چھیڑتا ہی مار سیہ کو گژدم	گو رخ بالے کی نہین زلف پریشان کے تلے
نیچے خورشید کے ہے تار خطوط خورشید	خط مٹھون کے ہین داغ دل سوزان کے تلے
وہ سہی قد جو دکھا دیوے ذرا غندق یا	پھولی گل مہندی ابھی سرو گلستان کے تلے
دل سیپارہ کو رکھلے تو لبو نیز اپنے	دیکھ یہ رحل پہ رہا اسی قرآن کے تلے
شاخ صندل مین لگا سیب ہے اطرفہ طلسم	بیٹھے وہ ہاتھ کو رکھکر جو زنخدان کے تلے

کیا آگے تیرے بولین ظفر شاعران دہر
اونکے لگی سخن کے اضافے پہ مہر ہے

گر کوئی معرکۂ عشق مین بازو تولے
عقل کی ہاتھ مین وہ پہلے ترازو تولے

نیمجانونکو ہی یون دیکھتا اپنے قاتل
جیسے فصاد کوئی نشتر و نین لوہو تولے

چین ہو خاک کہ پیچھے تری دیوانہ کے
پھرتے ہین نازوادا خنجر و چاقو تولے

لون رخ یار کا بوسہ مری طاقت ہی کہان
ہان دلا تیرا اگر لگتا ہے قابو تولے

بھاگ جانیکا ارادہ ہی مقرر اونکا
بیٹھے بیٹھے جو اونھون ہین یہ زانو تولی

ہولی گر کھیلی ہے لے رنگ رخ عاشق زار
کیون عبث بخبرت گل تو نی یہ ٹیسو تولی

راتدن ذکر الٰہی مین ظفر رہتے ہو تم
بے وضو نام تمھارا کوئی بدخو تولے

اپنے اب کوٹھے سے وہ غیرونکی سر جدپر چڑھے
ہم بھی دکھلا دینگے گر اپنی کبھی زد پر چڑھے

چشم دریا بار سی کیا زور پر ہی سیل سرشک
دیکھو یہ نالی ہین کیا پانی کی آمد پر چڑھے

دیکھون کیا سرو چمن کو مین کہ ہی جوب درخت
دیدۂ دل تو ہین اپنے اور ہی قد پر چڑھے

کھو دیا سفلون نے جو کچھ تھا بزرگونکا کمال
بیٹھے ہین ارواح بنکر تربت جد پر چڑھے

دیکھ لین لاکھون زنان فاحشہ مخمور مست
دھیان پھر ہستی مین اپنا کیون نہ ناکد پر چڑھے

واہ ری افسردگی دل کی کہ بعد مرگ بھی
گر چڑھے تو غنچۂ تر مردہ مرقد پر چڑھے

مہر صفت دن گردش کے ہین اپنے مقرر آئے ہوے
جیسے بگولہ پھرتے ہین یون دشت مین ہم بولائے ہوے

کہتے ہین وہ موت بلا سے کل کی آتی آج ہی آئے
جینے سے بیمار تمھارے اتنے ہین تنگ آئے ہوے

دیکھا جنکو خرم و خندان ہمنے گلشن ہستی مین
گل کی طرح پھر دو دن مین وہ آئے نظر مرجھائے ہوے

آپ سے کب افلاک ہین رہتے آٹھ پہر یون چکر مین
غمزہ چشم کافر سے ہین اوسکے یہ چکر آئے ہوے

دیکھتے ہی وہ میری صورت آگ بگولہ ہوتے ہین
کیا جانے ہین کسکی میری جانب سی بھڑکائے ہوے

سینہ کرین گر چاک تو نکلین لاکھون پیکان تیرونکے
اتنے ہمنے تیر ستم ہین تیرے ستمگر کھائے ہوے

دل کو تمھارے آج قلق ہم حد سی زیادہ دیکھتے ہین
سچ تو کہو تم پھرتے کیون ہو اتنے ظفر گھبرائے ہوے

لوگ تو ہین اوسے صنم کہتے
ہو زیادہ کہین نہ وہ برہم

بخدا اور کچھ ہین ہم کہتے
اوس سے ہم حال دل ہین کم کہتے

دیگر

ہملے گی زخمی ہین نگاہون کے تمھارے
کس روز تری کوچے مین پہونچا ترا مجنون

کیون کر کے میان تیغ علم ہاتھ مین لائے
جو لڑکے نہ سنگ اپنی صنم ہاتھ مین لائے

لاکھون ہی ظفر بحر محبت مین ہوئے غرق
پر گوہر مقصود وہ کم ہاتھ مین لائے

بوسہ لیا جو منھ سے بھڑ اٹھا چپاق سی
تجھے جب حیا سے بول اوٹھی وہ بیاق سی

مطلع ثانی

صحبت منافقانہ ہی بہر جا نفاق سے
دیکھا نہ تجھکو ہم یون ہین محروم ہی جلی
بچتا ہی کب ڈسا ہوا اوس تار زلف کا
اب کیا اوٹھائیں خاک کہ سب چور ہو گیا
رکھ نبض پر نہ ہاتھ کہا مان ای طبیب
زہرہ ہی کیا خجل ہی در گوش سی ترے
بل بے جگر کی آگ کہ سب بہہ گیا سیا

کچھ اتفاق ہو تو کہین اتفاق سے
آئے تجھے تیری دید کو کس اشتیاق سی
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے
شیشہ گرا جو دل کا اوس ابرو کی طاق سی
تو ہاتھ اوٹھا علاج مریض فراق سی
شرمندہ مشتری بھی ہی دُر بلاق سی
سودائیون کا تیرے لہو احتراق سے

تیرا مذاق شعر ظفر جانتا ہے کون
اوستاد ذوق تھا تری واقف مذاق سی

آئینہ مین ہے جو ابرو بنا کر دیکھتے
کیون نہین میرے دل حیران مین آ کر دیکھتی

دیگر

عجب نہیں ہی اگر رفتہ رفتہ گم ہوتے | جو کوئے یار مین ہم دل کی جستجو کرتے

ظفر یہ جانتے گر ہم کہ چرخ دون ہی دنی
تو اس سے کاہیکو پھر کوئی آرزو کرتے

نہ تو نی دوستی اغیار سی ای نازنین چھوڑی | مگر ہمنے تو اسپر بھی تری الفت نہین چھوڑی

یہ طفل اشک تیرہی مرا دامن ہی پکڑیگا | اگر ای دیدۂ تر ماسنے میری آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر وہین ہم مر مٹے لیکن | نہ کوچہ کی تری ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

اسیر غم انکو کر رہون کہ تو نے شب کو چھپ چھپکر | نہ عادت گھر مین جانیکی عدو کے مہ جبین چھوڑی

گرفتاری ہی کب اس بیوفا کے کوئی چھوٹا | مگر دنیا یہ دون جسنے تہ چرخ برین چھوڑی

اسے نے تو کہین یکبیک غم فرقت سی ہم چھوٹین | لیا ہی دل اگر تو نی تو کیون جان حزین چھوڑی

نہ کچھ بھی ساتھ اپنے لے گئی منعم بجز حسرت
ظفر یہ دولت و حشمت یہین کی سب یہین چھوڑی

وہ حال مرا دیکھ ظفر کیون نہین لیتے | ہون او نپہ فدا میری خبر کیون نہین لیتے

کیا آپکو نقصان ہی کہ بوسے کی عوض ہم | دیتے ہین دل و جان و جگر کیون نہین لیتے

سر دیتے مین جب عذر نہین ہمکو کسی طرح | شمشیر سے پھر کاٹ وہ سر کیون نہین لیتے

بدنام محبت مین ہوا جنکی عزیز و | وہ نام مرا بار دگر کیون نہین لیتے

کیون لیکے وہ قاصد سے پیس انداز مین گرتی | خط کو مری دیکھ ایک نظر کیون نہین لیتے

مقرر یہ تجھے شاباش کہتے مرحبا کہتے	ہماری زخم ای قاتل اگر منہ مین زبان رکھتی

بلا سے گر عدو ہمکو برا کہتے ہین کہنے دو
ظفر منہ سے نہین اپنے کسیکو ہم برا کہتے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مرکے بھی تیر ابتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لے کے گور مین رنج و الم چلے گئے

بزم مین تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان مین ایک دم
شبنم گل کی طرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لے گئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب یہین جاہ و حشم چلے گئے

دیکھ یہین ہزار حسرت و غم چلے گئے	تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھین ظفر تو نہین لگا

اے ظفر کچھ بھی نہ ارمان ہمارے نکلا

دیگر

دیگر

دیگر

یون ہی طبیعت اپنی ہوس پر لگی ہوئی
بکڑسی کی جیسے تاک مگس پر لگی ہوئی

خال سیاہ کب لب شیرین ہی ترے
شکرسے ہی جاکے مگس پر لگی ہوئی

آزاد کب کریگا ہمین صیاد دیکھیے
رہتی ہی آنکھہ باب قفس پر لگی ہوئی

یون تو برستا ابر مژہ اپنا تھا مدام
بیڈھب جھڑی ہی اب کی برس پر لگی ہوئی

کب جیسا ہو دجانان پہ گر نہین
کچھہ خاک روسی اہل ہوس پر لگی ہوئی

فریاد دل کی سامنی اپنی شب فراق
اک مہر ہی دہان جرس پر لگی ہوئی

دود جگر کی اپنی سیاہی سی ای ظفر
ہے گنبد فلک کے کلس پر لگی ہوئی

ہماری دن نہ کبھی ای ہجوم یاس پھرے
برنگ مہر ہونہین عمر بھر اداس پھرے

رقیب کوچۂ قاتل سی بھاگ ہی نکلے
رہی ہین پانچ اگر وان تو ہین پچاس پھرے

پھری نگاہ جو ہمسی تری تو پھر کیونکر
چھری گلے پہ نہ ای شوخ بی ہراس پھرے

ہزار پھیر لے تو آنکھہ پر یہ دل تجھہ سے
کبھی نہ ای بت ناآشنا شناس پھرے

عجب ہی اپنی بھی تاثیر آہ برگشتہ
کہ آج آکی ہماری وہ گھر کے پاس پھرے

برنگ دانہ پسین کیون نہ مردم دل تنا
جو آسمان کی شب و روز یون حراس پھرے

گیا تو کوچۂ قاتل مین ہے مرا قاصد
ظفر نہ وان سی کہین ہو کی بد حواس پھرے

مطلع ثالث

قطعہ

ایضاً

دیگر

چشم و گلو ہو تم جنھیں جانانہ جانتے — ہم ہیں اونھیں صراحی و پیمانہ جانتے
مجنون تو اپنے کام میں تھا خوب ہوشیار — دیوانے ہیں جو ہیں اوسی دیوانہ جانتے
رہتا پری وشوں کا جو اسمیں خیال ہے — دل ہی کو اپنے ہم ہیں پری خانہ جانتے
اپنے دل خراب میں جو عشق ہے مقیم — تو ہم مقام گنج ہیں ویرانہ جانتے
شوق نظارہ جب سے ہوا شمع رو ترا — ہم طائر نظر کو ہیں پروانہ جانتے
ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کے واسطے — خط کو جو دام خال کو ہیں دانہ جانتے
قیمت میں ہم جو بوسہ کی دیتے ہیں نقد دل — وہ سادگی سے ہیں اسے بیعانہ جانتے
واقف نہیں جو راز محبت سے وہ تو ہم — واعظ کے ہیں کلام کو افسانہ جانتے
کیوں دخت رز کو دل میں جگہ دیتے ہیں زاہد — ہیں اسکو زیب جلسہ رندانہ جانتے
یاد خدا جو اپنی سمجھتے ہیں زندگی — بے یاد اوسکی ہونا ہیں مرجانہ جانتے

جانان سے جان عزیز نہ رکھے جو اے ظفر
ہم ایسے آدمی کو ہیں مردانہ جانتے

صبح پیری میں ہی شام بشر کے واسطے — صبح ہر دن شب کی ہے ہر شب سحر کے واسطے

مطلع ثانی

گھر جو آتی ہیں مری وہ لحظہ بھر کے واسطے — مضطرب ہوتی ہیں کیا کیا اپنے گھر کے واسطے

ہمارے ہاتھ سے ابکی تو بچ گئے اغیار
ظفر جو آئینگے پھر اونسے ہم سمجھ لینگے

ملتے ہیں ہمسے پہ یہ دل میں عداوت رکھتے — جانتے ہم تو نہ ایسون سے محبت رکھتے

ماہ و خورشید میں تیرا سا کہاں حسن و جمال — عید کو رکھتے اگر ایسی وہ صورت رکھتے

شبنم اشک کی ہمدردی یہ شادابی ہے — کہ تمہارے گل عارض میں طراوت رکھتے

نہ تو ہستی ہی کے مالک نہ عدم کے مختار — فی الحقیقت ہے کہ ہم کیا ہیں حقیقت رکھتے

نظر آتا ہے ہر اک شی میں اونہیں جلوۂ حق — جو نہیں آئینہ مثل دل میں کدورت رکھتے

معتقد تم نہیں نالہ کے اثر کے تو نہو — ہم دکھا دیتے اگر نالہ کی طاقت رکھتے

ہم تہیدست ازل کے ہیں نہیں گانٹھ میں کچھ — ایک دم رکھتے ہیں بس کچھ نہیں دولت رکھتے

دم بھی اپنا نہیں آدم کا سنا ہے احوال — دیکھو پردہ میں کسیکی ہیں امانت رکھتے

بال بال اپنا گنہگار ظفر ہے لیکن
ہیں پیمبر سے ہم امید شفاعت رکھتے

یونتو جو مجمع ہے اسمیں دو برے اور دو بھلے — درد و غم عیش و طرب ہیں دو برے اور دو بھلے

نیک و بد لیجائے حسب باہم تو مشکل ہے تمیز — مہر و کین لطف و غضب ہیں دو برے اور دو بھلے

دین اور دانش بگاڑا چشم و عارض کا بناؤ — سچ ہے گر بنت العنب میں دو برے اور دو بھلے

گر نہیں تو یاس دولت دین تو عزت اور نفع — چار قسمہ ہیں طالب میں دو برے اور دو بھلے

مطلع ثالث

ظفر زال دنیا سے مت کر لگاوٹ
کہ تیری نہین ہے یہ مردار ڈھب کی

بھونکے آگے جو خنجر کی دھار گر جائے
گلے پہ پھیر سمجھکر ہمارے اے قاتل
دل عدو پہ لگا دیکھہ تو نہ تیغ نگاہ
عجب نہین ہے اگر میری سخت جانی سے

نگہ کے سامنے جدھر کی دھار گر جائے
کہ سخت جان ہے یہ خنجر کی دھار گر جائے
کہین نہ چوٹ سے پتھر کی دھار گر جائے
جو تیغ شوخ ستمگر کی دھار گر جائے

ظفر ہے تیری غزل کی وہ سنگلاخ زمین
کہ تیغ فکر سخنور کی دھار گر جائے

تھے بار غم تمھارے جلتے اوٹھانیوالے
بار غم محبت دل پر اوٹھائے ہین ہم
بے شر تھے جو کہ ہمدم زیر زمین گئے سب
اس چشم نم کی آگے سر تو اوٹھائین اگر

اب ایک بھی نہین تھے کتنے اوٹھانیوالے
بار ہوس تو ہین یہان اتنے اوٹھانیوالے
قسمت کو رہگئے ہین فتنے اوٹھانیوالے
بادل ہین سر فلک پر اپنی اوٹھانیوالے

جل جل کے خاک ہو جو اے ظفر یہان سب
ہین شعلۂ شرارت جلتے اوٹھانے والے

اہل دنیا تو نہین کچھہ بھی مروت رکھتے
منھہ پہ ہین ملتے یہ ہین دل مین عداوت رکھتے

مطلع ثانی

قطعہ

گردون پہ بناتی ہین جنھین انجم شب تاب
کب ہاتھ مین بچھاتے ریشم کا ہی کالا
کس واسطے دیکھین سر گردون ہم انکو
تا ملک عدم جبکہ پہونچتے ہین نفس مین
خاک اونکی اگر کحل بصارت ہو عجب کیا
چمکاے ہزار آپ کو خورشید قیامت

اس آہ شرربار کے ہین چند شرر سے
یہ سانپ ہی لپٹا ہوا صندل کی شجر سی
کیا اپنے وہ بہتر ہی لب زخم جگر سے
کیون جان چھپاتی ہین سب اس سہل سفر سے
کشتے جو ہوی ہون تری شمشیر نظر سے
ہمتاب ہو کہا تاب مرے داغ جگر سے

بے ذوق ذرا لطف نہین شعر و سخن مین
اس رمز نہانی کو کوئی پوچھے ظفر سے

شب جو ہنسی مین چمکی شوخ مہر دماغ کی بتیسی
گویا روشن ہو گئی گھر مین تیس چراغ کی بتی سی
یہ جو خراش ناخن داغ سوزان مین ہی دست جنون
صنعت سے ہی تیری چراغ دل کو داغ کی بتی سی
کیونکہ نہووے روشنی اس سی میخانہ مین ای ساقی
موج شراب آتشگون ہے صاف ایاغ کی بتی سی
موے خال شمع رو آیا جبکہ نظر بد مستونکی
کہنے لگے ہین یہ کیسی ہی چونچ مین زاغ کی بتی سی

قطعہ

خواب مین مجھسے ہوا وہ ماہ شب کو ہمکلام
مین نے پوچھا تھا اوسے اور اوسنے کہا بیجا مجھے
پر کہان ایسے نصیب اپنے جو وہ آئے نظر
ٹھٹکی ہے پیر آخیال اک شکل دکھلاتا مجھے

بہائے اشک خونین ہمنے جس جا چشم گریان سے
تو ہوتا لعل پیدا ابتلک اوس سرزمین سے ہے
نکیون شاہنشہی اپنی جہان مین فخر شاہان ہو
کہ فیض دو جہان مجکو ہوا یہ فخر دین سے ہے
ظفر کنج قناعت مین ہو رہتے راتدن بیٹھے
ہوئی اب دل لگی شاید کسی پردہ نشین سے ہے

ہو گیا زلف سیہ کا کسکی یہ سودا مجھے	اک نظر آتا ہے پرچھاوان بلا کا سا مجھے

مطلع ثانی

ہو گئی الفت ولی دریا دلون سی کیا مجھے	روز دکھلاتی ہے چشم اک اشک کا دریا مجھے

مطلع ثالث

جان تیری دوستی کا ہو بھروسا کیا مجھے	جب بھروسا ہی نہین دم کا تو ہو کس کا مجھے
خندۂ گل کیا خوش آئے مجکو صحن باغ مین	نالہ ہوتا ہے تیرا بلبل شیدا مجھے
ہوکے روپوش آہ مجھسے حسرتا وا یار مین	او بت ترسا خدا کو مان مت ترسا مجھے
عشق مین اوس خال کے کھاؤن جو گل	حلقۂ چشم نرگس سے چاہیے چھلا مجھے
تیرے جوبن کی کھنچاوٹ ہے کوئی کافر بلا	مارتی ہے یہ غضب کا کھینچکر مکا مجھے

دیگر

ترے کرم کی جو ہمپر نگاہ پڑجاتی
تو ہمکو کاہیکو خوف گناہ پڑجاتی

اوٹھاتا ہاتھ نہ تو قتل سے تری اک خلق
بو پانون بھی پے عفو گناہ پڑجاتی

زمین جھکتے سپہر سے ابھی پل مین سیدھی ہوجاتے
جو اونکی تجھپہ نظر کج کلاہ پڑجاتی

جو گھر رقیب کے جاتا ہے ہمسے چھپ کے
برائی دل مین ہر بے اشتباہ پڑجاتی

ہم اوسسے مانگتے بوسہ بھی نقد دل دیکر
جو لین دین کی کچھ رسم و راہ پڑجاتی

چھوڑانا پیچھے اسے اس بلا سے تھا مشکل
جو دل کے پیچھے وہ زلف سیاہ پڑجاتی

جو کل کے وعدہ پہ ہوتا یقین تو آتکا
تو کچھ بھی کل مجھے ز رشک ماہ پڑجاتی

برنگ شیشہ فلک پاش پاش ہوجاتا
جو صرف نالۂ دل اونکی گاہ پڑجاتی

جو محفل شعرا مین ظفر غزل پڑھتے
تو دھوم ایک طرف واہ واہ پڑجاتی

خیر جان کی ہے جو میری جان آہین کھینچ
دیکھتے ہی خط کو آؤ یان آمین خیر ہے

روٹھکر دل بیٹھتے ہین شہر ہزارون کرکے
کنج تنہائی مین بیٹھے یان اسمین خیر ہے

خط جانان کو جو رکھتا ہون بہر جان کے
جانتا ہون اسکو حرز جان اسمین خیر ہے

حضرت دل اس لئے بیٹھین لرتی ہو مجھ
جاؤ سوی کوچۂ جانان اسمین خیر ہے

بزم رندان مین نجا تم بیٹھکر شیخ جی
آپکی بارے نہ بگڑی شان اسمین خیر ہے

ڈالکے ہین ملنا اسکے حق مین ہوتا اکسیر آپ اگر
میرے دل پامال الم کو پانوٗن سے آکر ملجاتے

ہوتا ہے وہ شمع رو گر اپنا جو زیب برم کبھی
رشک سے دشمن جون پروانہ جی مین اپنی جل جاتے

مدنظر آداب محبت اتنا ہے یان قاصد اشک
جب جاتے ہین اوس کوچے مین ہین یہ سر کے بل جاتے

ہوتی خبر گر پہلے مجھے میرے دشمن جانی جاتے ہین
حضرت دل پھر کاہیکو یون میری بغل مین پل جاتے

چھوٹتے ہی پھر صاف جگر کے پار یہان ہو جاتے ہین
تیر نظر جس وقت ترے ہین ای بت سرکش چل جاتے

اوسنے بیان جب کرتا ہوئین سوز محبت اپنا ظفر
میری طرف سے دور بھی وہ ہین اپنے جیمین جل جاتے

وہ بلندی ہین جو ہالی گنبد مینو سی ہے
کیا کرین وان کیونکہ جائین جائے بیتابو سی ہے

ہے سے برگشتہ تری مژگان بھی آتی ہین نظر
تیری ابرو ہی فقط ظالم نہ کجھ خم و سی ہے

گر خاک بھی ہم ہونگے کو چھینٹیں تری لیکن
ای بت تجھے اور تیرا دامان نچھوڑیں گے

دنیا کی سبھی دھندے چھٹ جائیں تو چھٹ جائیں
پر تجھکو کسی عنوان اے جان نچھوڑیں گے

آنکھون کی تری مخمور رہو ای ساقی
وہ بادہ فروشونکی دوکان نچھوڑیں گے

گو اشک بھی مژگان تک آئیگے یہان تو بھی
پر باندھی وہ گریہ کا طوفان نچھوڑیں گے

ہو حشر اگر برپا نالون سے مرے ہو تو
پر طرز تغافل وہ اک آن نچھوڑیں گے

بتلا دی اگر کوئی دوکان طبیب عشق
تو ہم کبھی ہرگز وہ دوکان نچھوڑیں گے

بخشے ہے ظفر اپنے یہ ذوق عجب دل کو
ہم ذوق کا ہاتھون سے دیوان نچھوڑیں گے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی پیشدستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہین پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل مین
کہان ہے یہ سیہ چوٹی تری آگے ہمبر دستی

جہاں سے دی عرق آلودہ کا تو کھینچ دے نقشہ
تو ہو معلوم ای مانی ہمین بھی تیری تر دستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر ہر روز گل کھائین
عنایت کیجیے چھلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو یہ مجھ سے کہ لا مانگا ہے دل اونکی
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اوسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اوسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو ای ظفر دستی

سوز غم خاک کرکے چھوڑیگا | خشک اسنے کیا لہو کیا ہے

دل ہی مین اپنے ڈھونڈو تو اوسکو | دیر و کعبہ مین جستجو کیا ہے

جو نہائے اوس آب خنجر سے | اوسکو پھر حاجت وضو کیا ہے

حیف اوسنے کبھی نہ یہ پوچھا | کہ ترے دل مین آرزو کیا ہے

روشنی مین حقیقت خورشید | تیرے عارض کے روبرو کیا ہے

زلف جھک جھک کے کہہ رہی کافر | کان مین تیرے موبمو کیا ہے

مست آیا ہے کون اے ساقی | میکدہ مین یہ ہاؤ ہو کیا ہے

ہے فلک پر دماغ کیون تیرا | ذہن مین تیرے ماہرو کیا ہے

وہ اگر دوست اپنا بن جائے
اے ظفر دیکھین پھر عدو کیا ہے

بات اک وہی تو ہمنے اپنی بنائی ڈھب کی
جسنے یہان سنائی اپنی سنائی ڈھب کی

دل مین تو ہو کدورت کرتے عیان صفائی
آئینہ رو نہین ہے یہ تو صفائی ڈھب کی

خط دیکھنا نہ میرا اور خط عدو کا پڑھنا
یہ تو کسی نے تجکو پٹی پڑھائی ڈھب کی

کہا اوٹھی دیکھ کر اوس بت کو نکچھ منہ سے اور / شکر اللہ کہ اس بات سے ہم خوب بچے

جوشش طوفان سے تری تھی نہ توقع کہ کہین / بار افلاک کچھ اے دیدۂ نم خوب بچے

ناتوانی سے سر دشت جنون بیٹھا ہون / خار تو ڈہی نہ مری زیر قدم خوب بچے

بوالہوس داغ محبت جو نہ کہائی تو نے / نہ ہوئی صرف تری دام و درم خوب بچے

تم نہین وہ کہ جو بن کہائی کسیکو چھوڑو / پیچ پر پیچ تمہی جو اے حضرت غم خوب بچے

کہا گیا غم ہی جو اک روز ہمین خوب ہوا / روز کہانے سے تری عشق مین غم خوب بچے

تیرے ہاتھون سے تو دشوار تھا بچنا قاتل / گر بچے ہم تہ شمشیر ستم خوب بچے

سبز رنگون کے نہ ہم جور ستم سے بچتے / کہا گئے انکی محبت مین سم خوب بچے

زال دنیا تو ظفر کونی بلا دل کش ہے / جو بچے اس سے وہ اللہ کی قسم خوب بچے

ہو گئی اونسے جو کچھ رد و بدل پرسون سے / کسی صورت نہین پڑتی مجھے کل پرسون سے

یون تو پرسون ہی سے بیکل ہین ہم اے ماہ جبین / لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل پرسون سے

کج ادائی کی نتھی بات کوئی پرسون تک / کیا سبب رکھتی ہو تم ہمسے جو بل پرسون سے

دیکھا پرسون سے نہین تجکو جو اے ماہ لقا / آ گیا گریہ سے ابصارت مین خلل پرسون سے

تھی نہ پرسون تلک امید سنبھلنے کی ہمین / گئے آنیکی تری سن کے سنبھل پرسون سے

پاس پرسون سے نہین اپنے جو وہ عیسی دم / کیا مری جان کے درپے ہے اجل پرسون سے

جب ہاتھ مین ای قاتل تو تیغ ستم پکڑے
اوٹھے نہ اوٹھائی سے پامال ستم تیرا
زندان محبت سی پھر چھوٹنے نہ جیتے جی
اے مہر لقا گر ہو آنے کی خبر تیری
افسانۂ غم اپنا پھر اوس سی کہین کیونکر
اے چارہ گرو تم سے کیا دخل کہ پھر نکلے

لاکھون کو قضا ناحق پھر تیری قسم پکڑے
کوچے کی زمین تیری جون نقش قدم پکڑے
ایسے کسی ساعت مین یارب کہ ہم پکڑے
شاید کہ سحر تیرا بیمار الم پکڑے
جب درد سی پہلے ہی سر کو وہ صنم پکڑے
گھر دل مین اگر اپنے وہ تیر ستم پکڑے

لکھ ڈالے ظفر دفتر اشعار کا اک دم مین
ہاتھون مین ذرا اپنے جسوقت قلم پکڑے

ہم اپنی جان تک ہین اوس بت خود کام پر دیتے
نہین کوڑی بھی یہ زاہد خدا کے نام پر دیتے
خرامان جب وہ ہوتا ہے تو لاکھون فتنۂ محشر
اوسے اوٹھ اوٹھ کے تعظیمین ہین کیا ہر گام پر دیتے
اوٹھا سکتے ہین وہ رنج و مصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت و آرام پر دیتے
جو کچھ پرواز کی رکھتے تو صیادان سنگین دل
اسیرون کے کتر کر پھینک زیر دام پر دیتے

رات گذاری ہے نے ظفر پھر ساری تارے گن گن کر
خال رخ پر نور جو ہمکو ماہ جبین کے یاد آئے

نہ تنگ کیون ہمین صیاد یون قفس مین کرے
خدا کسی کو کسی کے یہان نہ بس مین کرے

بلند آہ کا شعلہ جو دل سے ہو تو خاک
جلا کے خیمۂ گردون کو اک نفس مین کرے

لگا کے کان سنے باغ مین نہ گل ہرگز
ہزار مرغ چمن نالے اس ہوس مین کرے

نہ کہتے راز کبھی ایسے آدمی سے دلا
جو تنگ حوصلہ ہو کو رہا وس کا دس مین کرے

عدو کو میرے برابر وہ شمع رو سمجھے
غضب ہے فرق نہ پروانہ و مگس مین کرے

کہے جو آنیکو دو دن مین شوخ وعدہ خلاف
تو پھر گذر کبھی شاید وہ دو برس مین کرے

ذرا بھی رحم نہین انمین ہین یہ وہ کافر
خدا کسی کو بتون کے ظفر نہ بس مین کرے

یکبار جو تو آئے اے راحت دل و جاں
پھر عمر بھر ہمارے غم سامنے نہ آئے

کھا جائیں غم میں تیرے ہم سبزہ رنگ ہم تو
پھر کیا کریں جو اپنے سم سامنے نہ آئے

تو روبرو ہمارے گر اے مسیح دم ہو
ہو ڈھونڈھتے یوں ہمارا دم سامنے نہ آئے

سیر جہاں دکھا دے گر جام مے میں ساقی
شرمندگی کے مارے جم سامنے نہ آئے

تو ہے وہ مرد میدان دیکھے ظفر جو تجکو
رستم بھی ٹھونک کر پھر خم سامنے نہ آئے

جو اوس زلف نے کج ادائی دکھائی
نہ دی جس سے شکل رہائی دکھائی

مری آہ سوزاں نے اور آنسوؤں نے
عجب ہی لگائی بجھائی دکھائی

دکھا دے کرشمہ جو کچھ دختر رز
نہ دے شیخ کی پارسائی دکھائی

رسائی ہوئی غیر کی بھی وہاں تک
یہ آہ رسا نے رسائی دکھائی

ڈبو کر مرے دل کو چاہ ذقن میں
عجب سیر اے آشنائی دکھائی

دیگر

نہ گنبد فلک کو ڈبو کر رہین گے یہ
معلوم حوصلے ہون جو وہ امتحان کرین
ظالم ہلین گر رشک سہ دس پانچ خاک مین
ناز و کرشمہ غمزہ و آن و ادا ترے
کرتا ہے ہاتھ صاف وہ قاتل جو اندنون

دشمن ہین اپنے دیدۂ تر چار پانچ کے
دو تین کے ادھر تو ادھر چار پانچ کے
تو ساتھ یون پھریگا اگر چار پانچ کے
ہم ہاتھ سے ہین خستہ جگر چار پانچ کے
ہر روز کاٹے اوسے سر چار پانچ کے

دین کے ستون ہین پنج تن و چار یار پاک
قربان ہین ہمیشہ دل سے **ظفر** چار پانچ کے

جو وہ شکل ہے ماہ سے صاف ملتی
جو ملتا ہے رخسار سے تیرے مصحف
جو دریا سے ملتا ہے شفاف سینہ
کسی سے نہین خوبروئی کے باعث
شریفونکی چرخ دنی کب سنے ہے
طبیعت نہین رند میکش کی تجھ سی
پری دیکھ اوس جو روش کو یہ گم ہو
نہوتا اگر چرخ دون سفلہ پرور
تمھین سے ہے آمیزش دخت رز کیا

ہے زہرہ سے طبع پر الطاف ملتی
تو خط سے ہے تفسیر کشاف ملتی
تو گرداب سے ہے تری ناف ملتی
طبیعت تری طفل نداف ملتی
مگر اس سے ہے داد اجلاف ملتی
تری زاہد اور اوسکی اوصاف ملتی
نہین قاف سے لیکے تا قاف ملتی
نہ یون خاک مین قدر اشراف ملتی
ظفر ہے سبھی سے یہ صراف ملتی

کہین اشکو نہین یہ نجائین کہ ہم
دل ہین لینے کو چٹکیان ہیرے
جی ڈرے ہے مرا کہ کوٹھے پر
کیا نزاکت سے بیٹھے ہین گویا
دیکھا اشک آنکھ سے نکل ہی گئے
آمد و شد ہے دم کی بس یونہین
ہم بتاسے کی طرح گھلتے ہین

دل گدازی سے ہین گھلے بیٹھے
تم نکالو نہ چٹکلے بیٹھے
شام کو ہین وہ سر کھلے بیٹھے
ہین وہ پھولون مین اب تلی بیٹھے
گھر مین لڑکے نہ چلبلے بیٹھے
جون اوبھر کر ہون بلبلے بیٹھے
تم جو غیرون مین ہو گھلے بیٹھے

اے ظفر اس فنا کے دریا مین
کتنے ہین اوٹھ کے بلبلے بیٹھے

تیغ کو تیز کچھہ نہین کرتے
تیز کرتے ہین وہ چھری ہمپر
مے سے ہے اجتناب زاہد کو
کیا سبب باغ مین جو مرغ چمن
آپ ہی تیز رو ہے توسن عمر
کرتے نالے تو حضرت دل ہین
کیا ہی بے درد ہین وہ جو باتین

کام خون ریز کچھہ نہین کرتے
گفتگو تیز کچھہ نہین کرتے
ہمتو پرہیز کچھہ نہین کرتے
اے صبا ریز کچھہ نہین کرتے
اس سے مہمیز کچھہ نہین کرتے
درد انگیز کچھہ نہین کرتے
عشق آمیز کچھہ نہین کرتے

دیوان چہارم ظفر

قطعہ

ترے رخسار تابان سے ہو گیا ہمتاب مہر اے گل
کہ یون ہی گلشن گردون مین اک بتی سی روشن ہے
فلک پر انجم شب تاب بھی ہین منفعل اوس سے
مسی مین تیرے دانتون کی غضب بتیسی روشن ہے
رقیبون کی نہ کیون آنکھوں مین اک اندھیر ہو جائے
ہماری اندنون اے مہ جبین رتی سی روشن ہے

بعینہ گر سپہر سی ہے نظر وہ مردمک آتی
تو وہ تحریر سرمہ بھی ظفر کتی سی روشن ہے

میرے نزدیک ظفر بادہ پرستی اچھی
پر نہین ہے مے پندار کی مستی اچھی
آہ گریہ کو مرے دیکھ کے بولا وہ مست
کیا ہوا اچھی ہے کیا بدلی برستی اچھی
خانۂ دل مین مرے تیری بدولت ای عشق
کیا ہجوم غم و حسرت سے ہے بستی اچھی
نہوا پر نہوا زخم دل اچھا اسیر
تری ابرو کی لگی تیغ دو دستی اچھی

اشک مجنون نے آبدار کیے
سرمہ مژگان یار پر کیا کیا
میری وحشت تو بڑھ گئی بے ڈھب

کانٹے ہر ایک جھاڑ کے دھو کے
دے ہے خنجر کی باڑ کے دھو کے
ہاتھ پیچھے او جاڑ کے دھو کے

دے ہے ہر منبع پر آب ظفر
آتش دل سے پہاڑ کے دھو کے

طبیعت جو ادا کی نہیں ٹیڑھی سیدھی
تو باتیں ہیں کیوں ہمنشین ٹیڑھی سیدھی

چلے چال ٹیڑھی نہ کیونکر یہ کج رو
کہ ہے وضع چرخ بریں ٹیڑھی سیدھی

فلک کو بھی سو کج ادائی سکھا دے
تری اک نظر مہ جبین ٹیڑھی سیدھی

خدا جانے کیا کل مری دل کی بگڑی
کہ ہے سانس جان حزیں ٹیڑھی سیدھی

لگے زخم دل پر نہ کیوں ٹیڑھی ترچھی
وہ ہے بُرّشِ تیغ کین ٹیڑھی سیدھی

جو بولے عدو یاں تو سیدھا ابھی ہو
بناتا ہے باتیں وہ ہیں ٹیڑھی سیدھی

قمار محبت میں ہارو گے پیارے
نہ چالیں چلو پر کہیں ٹیڑھی سیدھی

کریں دل کو زیر و زبر وہ نہ مژگان
بلا ہے صف خشمگیں ٹیڑھی سیدھی

قدم کوے الفت میں رکھنا سمجھ کر
ظفر ہے وہاں کی زمیں ٹیڑھی سیدھی

دل ہی میں فقط کھا کر غم کچھ نہیں کہنے کو
منہ سے بھی کبھی اپنے ہم کچھ نہیں کہنے کو

ہو گئے کیا ای چشم

حباب سے ہم جو پانی پانی ہین بحر و سحاب ایسے ہوئے

کبھو آنچ کلی سی نہین منقلب نظر آیا

بہت زمانے کو ہین انقلاب ایسے ہوئے

تمھارا حضرت ناصح بگاڑ کیا

اس نے ظفر ایسے ہوئے کس پیچ و تاب جناب

بتون چہ ہو کے فدا کیون خراب ایسے ہوئے
جو اک خدائی کے ہم پر عتاب ایسے ہوئے

جو منھ مین آیا وہ بنکا رہی اوٹھے ساقی
نشے مین عشق کے ہم بیحجاب ایسے ہوئے

ڈرین عذاب جہنم سے کیا ہم اے واعظ
کہ ہم پہ ہجر کے لاکھون عذاب ایسے ہوئے

سوال مسئلہ عشق جب کیا ہم نے
نہ بولے کچھ علما لاجواب ایسے ہوئے

دل و جگر یہ مرے آئے ہے کباب کو رشک
کہ سیخ آہ پہ بھنکر کباب ایسے ہوئے

جو تیرے عارض پر نور کا پڑا ابر تو
تو روشنی مین مہ و آفتاب ایسے ہوئے

نہ چونکے شور قیامت سے بھی رہے غفلت
سرائے دہر مین ہم مست خواب ایسے ہوئے

چھپے ہی پھرتے ہین آب بقا کو پیکر خضر
رہے نہ کام کے وہ کامیاب ایسے ہوئے

دیگر

جو توتا ن منھ سے وہ کام نکالے
تو کوئی آرزو کیونکر نکالے

مطلع ثانی

جو اک منھ مین سے ... وہ ... نکالے

مطلع ثالث

[illegible]

عجب کیا یاد خال رخ میں ہر شب | جو آنکھیں مجھپہ ہر اختر نکالے
کرے ہے چین ابرو قتل عالم | غضب اس تیغ نے جوہر نکالے
کہیں سیب مہر نکلا گر سحر دم | وہ غرفہ سے رخ انور نکالے

نکل جائے ظفر دم ساتھ اسکے
جو دل سے تیر وہ دلبر نکالے

سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے | اے مجرئی شفاعت امت کیواسطے
سر کاٹا اوس جناب ہدایت مآب کا | بلوا کے گھر ہوں نے ہدایت کیواسطے
کھانا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ | مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

قطعہ

زین العباد وہ آبروی دو جہان کی ہے | دُر یتیم بحر امامت کے واسطے
جاتا ہے ہائے دھوپ میں پیاسا برہنہ پا | کوئی نہیں ہے جا سے اقامت کیواسطے
کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو | شبیر قتل گہ میں عبادت کیواسطے
روح نبی و روح علی روح فاطمہ | تھی لاش شہ کے گرد حفاظت کیواسطے

قطعہ

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام | آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

ہووے غم سے نہ دل مرا رنجور — میں جہان میں رہوں سدا مسرور

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

ہے وہ مشکل کشا شہ مردان — کرتا ہے میری مشکلیں آسان
اے ظفر کس طرح نہ با دل و جان — میں رکھوں رات دن یہ ورد زبان

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

رباعیات

کاٹتے دن ہیں جو ہم باعث غم گن گن کے
شب بھی کرتے ہیں بسر تاروں کو ہم گن گن کے
کوے جانان کی زمین اپنے پکڑتی ہے پاؤن
ہم ظفر اسلیے رکھتے ہیں قدم گن گن کے

ایضاً

بڑون میں بیٹھنے کی گر قسم کھانے کو جائے ہے
اکیلے کھائیں گے جو غم تو غم کھانے کو جائے ہے

الیضاً

جو جو گلاں سر دی دو تاں ہنگ وچ اید ل جانی رڑا

ہوتی لاج تو ڈب ہی مر دی ترلی پھیر کر یانی رڑا

حوراں پر یاں چاپ وچ ڈھین بہتی سے ان تیو تال

پر کوئی سانو نجر نہ آیا سو نڑاں نو ساد اسانی رڑا

اجہی لیتے گھبر اساڈی اک دن بھی نا پچھیا حال

آئے ساڈی ہونٹوں اوتی آخر جان نمانی رڑا

مین بھی تیندڑے سنگ کھلوتی بیٹھ کے یک بوریا وچ

رناوی نہار نگاوی بیدڑھو کر سانو دلبر جانی رڑا

شوق رنگ اپنا دل دید یگا کیسے تجبیں او زان نو

الیسو گمان نہ لاوین داوچ اپنی دیکھہ گمانی رڑا

تمت

خاتمہ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب لاجواب از اول تا آخر انتخاب یعنی مجموعہ

چار دیوان لطف بنیان نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند خسرو قلمر و